بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

۱۵ (15)

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹ - بریٹو روڈ - کراچی - فون: ۷۲۳۲۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مُبین مترجم

پارہ

۱۵

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹ - بریٹو روڈ - کراچی - فون: ۲۲۳۳۳۵۴)

محمد اقبال صدیقی [illegible]

ریسرچ اینڈ ایڈمنسٹریشن آفیسر محکمہ اوقاف

میں تصدیق کرتا ہوں کہ پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ کے مطبوعہ پارہ نمبر ۱۵ کا بغور حرفاً حرفاً مطالعہ کیا اور اسے ہر طرح کی اغلاط سے مبّرا پایا۔

فیض احمد شاہ سعیدی

حافظ فیض احمد شاہ سعیدی

[illegible] پروف ریڈر

گلشن اقبال بلاک ۱۱ کراچی

www.drhasanrizvi.com

فہرست پارہ ۱۵

شمار	عناوین	صفحہ
۱	سورۃ بنی اسرائیل کے روحانی خصوصیات	۲۲۶۱
۲	〃 〃 〃	۲۲۶۲
۳	واقعۂ معراج کے اسناد	۲۲۶۳
۴	کچھ اہم روایات	۲۲۶۳
۵	معراج کے ذکر کا ایک مقصد یہ بھی تھا	۲۲۶۴
۶	آیت کا مفہوم	۲۲۶۵
۷	حضرت نوحؑ کو عبدالشکور اس لیے فرمایا	۲۲۶۵
۸	کتاب سے مراد	۲۲۶۶
۹	پہلے اور دوسرے فساد سے مراد	۲۲۶۷
۱۰	خدا کی تعلیمات کو بھولنے کی سزا	۲۲۶۸
۱۱	شرک کی سزا - آخری نتیجہ	۲۲۶۸
۱۲	نیک لوگوں کے گروہ کی برکت	۲۲۶۹
۱۳	حضرت عزیر پیغمبرؑ کی خدمات اور تعلیمات	۲۲۶۹
۱۴	دنیا پرستی اور ظلم پر رضامندی کی سخت سزا	۲۲۷۰
۱۵	قرآن امام کی طرف رہنمائی کرتا ہے	۲۲۷۳
۱۶	آیت کا پیغام	۲۲۷۳
۱۷	خدا کی حکمت کی نشانیاں	۲۲۷۴
۱۸	نتیجے ۔ سبق یا پیغام	۲۲۷۴
۱۹	انسان کی نیکی یا بُرائی قیامت تک اُس کے ساتھ ساتھ رہے گی ۔	۲۲۷۶
۲۰	نتیجے یا تعلیمات یا پیغام	۲۲۷۶

شمار	عناوین	صفحہ
۲۱	اچھی یا بُری فال کی کوئی حقیقت نہیں، جو کچھ ہے وہ ہمارے اعمال ہیں۔	۲۲۷۷
۲۲	انسان کو روزِ قیامت اپنے تمام اعمال یاد آجائیں گے	۲۲۷۸
۲۳	نتائج و تعلیمات	۲۲۷۸
۲۴	انبیاءؑ کا مقصد	۲۲۷۸
۲۵	عقل مندوہ ہوتا ہے کہ	۲۲۷۹
۲۶	نامۂ اعمال کی حقیقت	۲۲۷۹
۲۷	شانِ نزولِ آیت	۲۲۸۰
۲۸	بعثتِ رسولؐ کا مقصد	۲۲۸۰
۲۹	حاصلِ کلام اور نتائج ۔ خدا کا عدل	۲۲۸۱
۳۰	انفرادی ذمہ داری	۲۲۸۱
۳۱	چار اصولی احکام	۲۳۸۱
۳۲	نتائج ۔ بڑے لوگوں سے تمام بدمعاشیاں شروع ہوتی ہیں	۲۲۸۲
۳۳	یہ آیت مشکلاتِ قرآن میں سے ہے	۲۲۸۳
۳۴	آیت کے دوسرے معنی	۲۲۸۴
۳۵	عاجلہ اور آخرۃ	۲۲۸۵
۳۶	آیت کا پیغام یا مطلب	۲۲۸۵
۳۷	خدا کے عدل کی شان	۲۲۸۶
۳۸	آخرت صرف مومن کے لیے ہے	۲۲۸۷
۳۹	درجات اور جنّتیں	۲۲۸۷
۴۰	درجات کا دار و مدار عقل پر	۲۲۸۸

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۴۱	روزی کی تقسیم اور خدا کی حکمتیں	۲۲۸۸
۴۲	حاصلِ کلام۔ درجات کا فیصلہ	۲۲۸۹
۴۳	علم کی فضیلت	۲۲۹۰
۴۴	جہاد کی فضیلت	۲۲۹۰
۴۵	فقر کی فضیلت	۲۲۹۰
۴۶	خاص درجات	۲۲۹۰
۴۷	دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات	۲۲۹۲
۴۸	خدا کے حقوق	۲۲۹۳
۴۹	عاقِ والدین سے بچو	۲۲۹۴
۵۰	والدین کے حقوق بزبانِ امامؑ	۲۲۹۴
۵۱	احادیثِ رسولِ اکرمؐ	۲۲۹۴
۵۲	حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت	۲۲۹۵
۵۳	حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت	۲۲۹۵
۵۴	وہ حقوق و فرائض جو انسان پر واجب الادا ہیں	۲۲۹۶
۵۵	نتائج و تعلیمات	۲۲۹۶
۵۶	نتیجہ۔ کسی بیٹے کے خلاف کسی کی سازش	۲۲۹۷
۵۷	اوّابین کی نماز	۲۲۹۷
۵۸	قرابتداروں کا حق ادا کرو	۲۲۹۸
۵۹	آیت کی تاویل یعنی اوّلین معنی	۲۲۹۹
۶۰	فضول خرچی کے معنی	۲۲۹۹
۶۱	جو پیسہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے وہ میانہ روی میں شمار ہوتا ہے۔	۲۳۰۰
۶۲	کسی کی مدد نہ کرسکو تو نرمی سے معذرت کرلو	۲۳۰۱
۶۳	شانِ نزولِ آیت	۲۳۰۱
۶۴	خرچ کرنے کا طریقہ ۔ نتیجہ	۲۳۰۱
۶۵	بخل اور فضول خرچی کی سخت مذمت	۲۳۰۲
۶۶	نتائج و تعلیمات ۔ حاصلِ کلام	۲۳۰۴
۶۷	نسل کشی کی مذموم رسم ۔ نتیجہ	۲۳۰۶
۶۸	زنا کی مذمت اور نقائص	۲۳۰۷
۶۹	زنا کے نتائج	۲۳۰۷
۷۰	زنا کے مزید نقصانات	۲۳۰۸
۷۱	ایک واقعہ	۲۳۰۸
۷۲	زنا سے بچنے کے طریقے	۲۳۰۸
۷۳	آیت کی تاویل یعنی اوّلین معنی	۲۳۰۹
۷۴	قتلِ نفس میں خودکشی بھی شامل ہے	۲۳۰۹
۷۵	قتل کا جواز	۲۳۱۰
۷۶	سلطان کے معنی	۲۳۱۰
۷۷	قتل میں حد سے گزرنے کے معنی	۲۳۱۰
۷۸	مظلومانہ قتل ۔ نتائج و تعلیمات	۲۳۱۱
۷۹	قتل میں اسراف نہ کرو	۲۳۱۱
۸۰	سلطان کے معنی کی مزید وضاحت	۲۳۱۱
۸۱	قاتل کی توبہ	۲۳۱۲
۸۲	سب سے اچھا طریقہ کا مطلب	۲۳۱۳
۸۳	صحیح ناپ تول کا حکم	۲۳۱۴
۸۴	قلبی واردات پر بھی گرفت ہوگی	۲۳۱۵
۸۵	پیروں سے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کرو	۲۳۱۶
۸۶	آیت کی تعلیم	۲۳۱۶
۸۷	تکبر کفر کی جڑ ہے	۲۳۱۶

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۸۸	تکبر کی ضد انکساری اور خاکساری کی مرح	۲۳۱۷
۸۹	آیت کا حاصل	۲۳۱۷
۹۰	شرک کی انتہائی مذمّت ۔ نتائج	۲۳۱۸
۹۲	توحید کی اہمیت ۔ انتہائی حماقت	۲۳۱۹
۹۳	بدترین گناہ	۲۳۲۰
۹۴	بیٹیاں ہونا بری بات نہیں ۔ اہم نوٹ	۲۳۲۱
۹۵	اگر خدا کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی ہوتے	۲۳۲۲
۹۶	حاصلِ کلام	۲۳۲۲
۹۷	سبحان اللہ کے معنی	۲۳۲۳
۹۸	ہر چیز کا خدا کی تسبیح کرنے کا مطلب	۲۳۲۳
۹۹	جدید تحقیق	۲۳۲۵
۱۰۰	ہر چیز کا حمد کے ساتھ خدا کی تسبیح کرنے کا علمی مطلب	۲۳۲۵
۱۰۱	جانوروں کے منھ پر مت مارو	۲۳۲۶
۱۰۲	حاصلِ کلام	۲۳۲۶
۱۰۳	کانوں پر خدا کا یہ ڈالا ہوا پردہ	۲۳۲۷
۱۰۴	شانِ نزول	۲۳۲۷
۱۰۵	راہِ حق میں حجاب یا رُکاوٹ	۲۳۲۸
۱۰۶	آخرت کو نہ ماننے کا نتیجہ ۔ حاصلِ کلام	۲۳۲۸
۱۰۷	دوسری شانِ نزول	۲۳۲۸
۱۰۸	بسم اللہ کے پڑھنے سے قریش بھاگ کھڑے ہوئے	۲۳۲۹
۱۰۹	خدا اور آخرت کو نہ ماننے کا منطقی نتیجہ	۲۳۳۰
۱۱۰	توحید کی آواز پر مشرکین کا خوف ۔	۲۳۳۱
۱۱۱	حاصلِ کلام	۲۳۳۱
۱۱۲	آیت کا مفہوم	۲۳۳۲
۱۱۳	جب لوگ قبروں سے اُٹھیں گے	۲۳۳۹
۱۱۴	نتیجہ یا تعلیم	۲۳۴۰
۱۱۵	اِن آیتوں میں خدا کا پیغام	۲۳۴۱
۱۱۶	حاصلِ کلام ۔ نتیجے ۔ و تعلیمات	۲۳۴۲
۱۱۷	مشرکین کے اعتراض کا جواب	۲۳۴۵
۱۱۸	حضرت داؤدؑ کا ذکر کیوں کیا ؟	۱۳۴۶
۱۱۹	انبیاء کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت	۲۳۴۶
۱۲۰	مشرکین کے خدا کون تھے	۲۳۴۷
۱۲۱	وسیلہ کے معنی	۲۳۴۸
۱۲۲	قرآن بھی وسیلۂ نجات ہے	۲۳۴۹
۱۲۳	شانِ نزول	۲۳۵۰
۱۲۴	حاصلِ کلام	۲۳۵۱
۱۲۵	انبیاء کرام اور ائمہؑ کو وسیلہ بنانے کے معنی	۲۳۵۲
۱۲۶	بداعمالیوں کی سزا ہلاکت	۲۳۵۳
۱۲۷	معجزات کا مقصد	۲۳۵۴
۱۲۸	آیات کا پیغام یا حاصلِ کلام	۲۳۵۵
۱۲۹	آپؐ اپنا کام کرتے رہیئے	۲۳۵۶
۱۳۰	سبق	۲۳۵۷
۱۳۱	شیطان کا دعویٰ سچّا ثابت ہوا	۲۳۵۸
۱۳۲	شیطان کی آواز	۲۳۵۹
۱۳۳	اولاد میں شیطان کی شرکت	۲۳۶۰
۱۳۴	مال میں " " "	۲۳۶۰
۱۳۵	ڈاکو سے تشبیہ ۔ شیطان کی آواز	۲۳۶۱
۱۳۶	اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں	۲۳۶۲
۱۳۷	خدا کے کن بندوں پر شیطان قابو نہ پاسکے گا	۲۳۶۲
۱۳۸	سبق	۲۳۶۲

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۱۳۹	نتیجہ	۲۳۶۳
۱۴۰	سخت مشکل میں اللہ ہی یاد آتا ہے	۲۳۶۴
۱۴۱	نتیجہ	۲۳۶۵
۱۴۲	خدا کی قوت و طاقت سے مفر نہیں	۲۳۶۶
۱۴۳	خدا سے فرار ممکن نہیں	۲۳۶۷
۱۴۴	تمام مخلوقات پر فضیلتِ آدمی	۲۳۶۸
۱۴۵	آیت کا حاصل	۲۳۶۹
۱۴۶	خدا کی دی ہوئی عزت و کرم	۲۳۷۰
۱۴۷	کرامت اور فضیلت میں فرق	۲۳۷۰
۱۴۸	روزِ قیامت ہر شخص اپنے امام کے ساتھ ہوگا	۲۳۷۱
۱۴۹	محققین نے نتیجہ نکالے ۔ خلاصہ	۲۳۷۳
۱۵۰	اصحابِ یمین ۔	۲۳۷۴
۱۵۱	خدا کے عدل کی شان ۔ مقامِ امامؑ	۲۳۷۴
۱۵۲	آخرت میں اندھا اٹھے گا	۲۳۷۵
۱۵۳	شانِ نزول	۲۳۷۶
۱۵۴	پیغامات اور مقصد	۲۳۷۷
۱۵۵	عروجِ رسولؐ	۲۳۷۸
۱۵۶	آیت کا مفہوم	۲۳۷۸
۱۵۷	نتیجہ ۔ انبیاءِ کرامؑ کی عصمت جبری یا	۲۳۸۰
	اضطراری نہیں ہوا کرتی ۔ نتیجہ ۲	۲۳۸۰
۱۵۸	ضعف کے معنی	۲۳۸۱
۱۵۹	محققین نے نتیجہ نکالا	۲۳۸۱
۱۶۰	شانِ نزول آیت ۷۶	۲۳۸۲
۱۶۱	آیت کا پیغام	۲۳۸۲
۱۶۲	آیت کے نتائج	۲۳۸۳
۱۶۳	خدا کا قانون	۲۳۸۴
۱۶۴	انبیاءؑ کو ان کے وطن سے نکالنے والے	۲۳۸۴
۱۶۵	نماز تمام مشکلات کا حل ہے	۲۳۸۵
۱۶۶	نمازِ صبح پر دو فرشتوں کی گواہی	۲۳۸۵
۱۶۷	صبح کی نماز پر دو شہادتیں	۲۳۸۶
۱۶۸	نمازِ فریضہ کے اوقات	۲۳۸۷
۱۶۹	فقہاءِ جعفریہ کے نزدیک	۲۳۸۸
۱۷۰	نمازِ تہجد پڑھنے کا طریقہ	۲۳۸۸
۱۷۱	سہارا دینے والا مددگار کون ہے	۲۳۸۹
۱۷۲	دنیا اور آخرت کی کامیابی کے تین اسباب	۲۳۹۰
۱۷۳	کامیابی و خوف کے لیے دعاء	۲۳۹۱
۱۷۴	آیت کا مطلب شانِ نزول کے اعتبار سے	۲۳۹۲
۱۷۵	اولین معنی ۔ تاویل	۲۳۹۳
۱۷۶	قرآن رحمت و شفا ہے۔ قرآن رحمت و نقصان ہے ۔	۲۳۹۴
۱۷۷	شفاء اور رحمت میں فرق	۲۳۹۶
۱۷۸	ظالموں پر قرآن کا الٹا اثر	۲۳۹۶
۱۷۹	مایوس کون ہوتا ہے	۲۳۹۷
۱۸۰	شاکلہ ۔ غلط فہمی	۲۳۹۸
۱۸۱	آیت کا مطلب یہ ہے	۲۳۹۹
۱۸۲	عمل اور نیتِ عمل	۲۳۹۹
۱۸۳	روح کی حقیقت	۲۴۰۱
۱۸۴	مثال	۲۴۰۲
۱۸۵	نتائج	۲۴۰۴
۱۸۶	قرآن کا دعویٰ	۲۴۰۶

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۱۸۷	نتائج و دلائل	۲۴۰۷
۱۸۸	کفّار کے احمقانہ مطالبات	۲۴۱۰
۱۸۹	روزِ قیامت گمراہوں کا حشر	۲۴۱۷
۱۹۰	اعتراض	۲۴۱۸
۱۹۱	حاصلِ کلام	۲۴۱۹
۱۹۲	خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے	۲۴۲۱
۱۹۳	آیت کا پیغام	۲۴۲۱
۱۹۴	انسان بڑا ہی تنگدل واقع ہوا ہے - اعتراض -	۲۴۲۲
۱۹۵	نو معجزے - نو آیتیں	۲۴۲۴
۱۹۶	شانِ نزول	۲۴۲۵
۱۹۷	کیا نبیؐ پر جادو ہوا تھا ؟	۲۴۲۶
۱۹۸	فرعون کی بربادی کی خبر	۲۴۲۷
۱۹۹	قرآن بتدریج کیوں نازل کیا گیا ؟	۲۴۳۰
۲۰۰	آیت کا پیغام	۲۴۳۱
۲۰۱	علم اور ایمان کا ربط	۲۴۳۴
۲۰۲	اسماءِ حسنیٰ اللہ ہی کے لیے ہیں	۲۴۳۵
۲۰۳	شانِ نزول	۲۴۳۵
۲۰۴	اللہ کے کتنے نام ہیں	۲۴۳۶
۲۰۵	نتائج و تعلیمات	۲۴۳۹
۲۰۶	امامؑ کی نظر میں اللہ کی تعریف	۲۴۴۰
۲۰۷	لطیف طنز	۲۴۴۱
۲۰۸	نتیجہ - تکبّر کیا ہے ؟	۲۴۴۲
۲۰۹	نتائج - تعلیمات اور دعا	۲۴۴۳
۲۱۰	سورۃ الکہف کے فضائل اور خواص	۲۴۴۴
۲۱۱	آیت کا مطلب - نتیجہ	۲۴۴۵
۲۱۲	قرآن ایک مکمّل اور جامع کتاب ہے	۲۴۴۶
۲۱۳	آیت کی مرکزی تعلیم یہ ہے	۲۴۴۷
۲۱۴	آنحضرتؐ کی لوگوں سے محبّت کی انتہا	۲۴۴۹
۲۱۵	غرضِ خلقتِ انسانی	۲۴۵۰
۲۱۶	ایمان اور امدادِ الٰہی	۲۴۵۷
۲۱۷	اصحابِ کہف اور ان کا کتّا	۲۴۵۸
۲۱۸	اصحابِ کہف ۳۰۹ سال کے بعد بیدار ہوئے	۲۴۶۱
۲۱۹	اصحابِ کہف کے قصّے کے نتائج و اسباق	۲۴۶۳
۲۲۰	قبر پر عمارت بنانا جائز ہے	۲۴۶۴
۲۲۱	انشاء اللہ کہنے کی ہدایت	۲۴۶۶
۲۲۲	آیت کی شانِ نزول	۲۴۶۹
۲۲۳	سونے کے کنگن - آخرت کی نعمتیں سوال	۲۴۷۲
۲۲۴	شیخی بگھارنے کی مذمت	۲۴۷۳
۲۲۵	شرک اور تکبّر کا انجام	۲۴۷۷
۲۲۶	دولت کا غرور اور اس کا انجام ...	۲۴۷۷
۲۲۷	حاصلِ کلام	۲۴۷۸
۲۲۸	باقیات الصالحات	۲۴۸۰
۲۲۹	آیت کا مطلب	۲۴۸۱
۲۳۰	ہر انسان کو ایک نوشتہ دیا جائے گا	۲۴۸۲
۲۳۱	نامۂ اعمال تین قسم کے ہوں گے	۲۴۸۳
۲۳۲	آیت کا پیغام	۲۴۸۵
۲۳۳	آیت کا پیغام	۲۴۸۷
۲۳۴	انبیاءؑ کرام کو بھیجنے کا مقصد	۲۴۸۸
۲۳۵	حضرت موسیٰؑ کا جوان (فتیٰ)	۲۴۹۰
۲۳۶	میں سب سے بڑا عالم ہوں	۲۴۹۰

www.drhasanrizvi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(پارہ ۱۵)

سورۂ بنی اسرائیل یا سورۂ اِسرا

(یا سورۃ سبحان)

کی روحانی خصوصیّات و فضائل

۱۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کے حوالہ سے روایت فرمائی کہ: جو شخص ہر شب جمعہ سورۂ بنی اسرائیل کی تلاوت کرے گا، وہ اُس وقت تک دنیا سے نہ جائے گا جب تک کہ ہمارے قائمؑ (امام مھدیؑ) کو نہ دیکھ لے اور وہ اُنؑ کے مددگاروں میں سے بھی ہوگا۔

*..... (تفسیر نمونہ)

۲۔ بروایت ابی بن کعب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص سورۂ بنی اسرائیل کی تلاوت کرے اور والدین کے ذکر سے اُس کا دل نرم ہو جائے تو جنّت میں اُس کو دو قنطار اجر دیا جائے گا۔ ایک قنطار بارہ سو اوقیہ کا ہوگا جبکہ ایک اوقیہ پوری روئے زمین اور اُس کی جملہ آبادی سے بہتر ہوگا۔

*.... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

(پارہ) سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ (۱۵)

اٰیَاتُہَا (۱۱۱) سُوۡرَۃُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مَکِّیَّۃٌ رُکُوۡعَاتُہَا (۱۲)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد طلب کرتے ہوئے، جو سب کو فیض پہنچانے والا، بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی (۱) ہر نقص و عیب سے پاک ہے وہ (ذات) جو

بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ○ ۱

ایک رات اپنے بندے (محمدؐ) کو مسجد حرام سے انتہائی اونچے مقام (مسجد اقصا) تک لے گیا، جس کے چاروں طرف ہم نے برکت ہی برکت رکھی ہے، تاکہ ہم انھیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں حقیقتاً خدا سب کچھ سُننے والا اور بڑا دیکھنے والا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

واقعۂ معراج کے اسناد

اِس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی معراج کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ نے جناب رسول خداؐ کو ایک رات مسجدِ حرام سے چوتھے آسمان پر جو مسجدِ اقصا ہے، تک لے جاکر پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کرائی اور اُس کی آخری حد سدرۃ المنتہی پر لے جایا گیا۔ پھر وہاں سے سیر کرا کے عرشِ معلّٰی پر لے جایا گیا۔ یہ معراج بدن کے ساتھ اور جاگتے ہوتے ہوئی

کچھ اہم روایات

(۱) صحیح ترین روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرمؐ کو جناب ہانیؑ بنتِ ابو طالبؑ کے گھر سے معراج ہوئی اور جناب ہانیؑ کا گھر حرم شریف میں تھا۔
(روح البیان)
(گویا معراج بھی ابو طالبؑ کی فضیلت ہے)

(۲) اُمّت کا اجماع ہے کہ حضور اکرمؐ کو معراج جسمانی ہوئی، وہ بھی بیداری میں۔ آپؐ نے جنّت جہنّم عرش، کرسی اور تمام عوالم کی سیر کی۔
*..... (روح البیان)

(۳) جن آیتوں کو رسولؐ نے معراج میں دیکھا اُن کی نسبت خدا نے اپنی طرف دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن آیات کو دکھایا گیا وہ بہت عظیم تھیں۔ قرآن نے بھی کہا کہ: "لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی"
یعنی: رسولؐ نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیوں کو دیکھا۔" (القرآن)

(۴) تمام احادیث میں بُراق کا ذکر ہے کہ حضور بُراق پر تشریف لے گئے۔ یہ ثبوت ہے کہ معراج جسمانی تھی، ورنہ روح کو سفر کے لیے سواری کی حاجت نہیں ہوتی۔
*..... (مؤلف)

(۵) روایت میں ہے کہ حضور اکرمؐ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی قبر پر اُترے اور دو رکعت نماز پڑھی۔
*..... (روح البیان جلد ۵ ص ۱۱۱)

www.drhasanrizvi.com

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ (۲) اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی، اور
وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اُسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت
اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ بنایا کہ مجھے چھوڑ کر کسی اور کو اپنا
دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۲ کارساز یا سرپرست نہ بنا لینا۔

معراج کے ذکر کا ایک مقصد یہ بھی تھا

معراج کے ذکر کے فوراً بعد بنی اسرائیل کا ذکر شروع ہو جانا، بتاتا ہے کہ معراج کے ذکر کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ کفار متنبہ ہو جائیں کہ تم اُس عظیم شخص سے بات کر رہے ہو جس نے خدا کی عظیم ترین نشانیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

★ ..... (تفہیم القرآن)

★ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاءِ ماسلف پر یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ باقی تمام انبیاءؑ نے وحی سن کر ابدی حقائق، جنت، جہنم، عالمِ برزخ، حساب، کتاب کے ہونے کی خبریں سنائیں، مگر حضورِ اکرمؐ نے ان تمام چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لوگوں کو بتایا۔ "شنیدہ کے بود مانندِ دیدہ ؟" (یعنی) سنی ہوئی چیز دیکھی ہوئی چیز کے برابر کیسے ہو سکتی ہے ؟ ★..... (مؤلف)

آیت کا پیغام یہ ہے کہ اے اہلِ کتاب! ہم نے توراۃ میں بھی یہی ہدایت کی تھی کہ (۱) تم خالص توحید پر قائم رہنا۔ یعنی خدا کے سوا کسی کو اپنا رب، اپنا مالک یا سرپرست نہ سمجھنا (۲) اور صرف اُسی پر بھروسہ کرنا۔ ★..... (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۝٣

(۳) (تم تو) اُن لوگوں کی اولاد ہو جنھیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ (کشتی پر) سوار کیا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ نوحؑ شکر گذار بندہ تھا۔

آیت کا پیغام

یہ ہے کہ حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھیوں کی اولاد ہونے کی حیثیت سے تمھارے لیے یہی مناسب ہے کہ تم صرف اور صرف اللہ کو اپنا وکیل، آقا اور سرپرست بناؤ۔ کیونکہ تم جن لوگوں کی اولاد ہو، وہ اللہ ہی کو اپنا وکیل بنانے کی وجہ سے طوفانِ نوحؑ کی تباہی سے بچ سکے تھے۔

٭ ۔۔۔۔ (تفہیم القرآن)

حضرت نوحؑ کو عبدِ شکور اس لیے فرمایا

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "حضرت نوحؑ جب کپڑے پہنتے، پانی پیتے، کھانا کھاتے یا کوئی بھی نعمت پاتے تو فوراً خدا کا ذکر اور شکر ادا کرتے۔"

★ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: "حضرت نوحؑ صبح اور عصر کے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھتے تھے، اس لیے وہ عبدِ شکور ہوئے:

"خداوندا! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ صبح و شام جو نعمت بھی مجھے ملتی ہے، خواہ وہ دین کی نعمت ہو یا دنیا کی، روحانی نعمت ہو یا مادّی، سب کی سب تیری طرف سے ہے۔ تو ایک اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں، حمد و ثنا صرف تیرے لیے مخصوص ہے۔ اور شکر بھی تیرے ہی لیے ہے۔ میں تیرا اس قدر شکر ادا کرنا چاہتا ہوں تاکہ تو مجھ سے راضی ہو جائے، اور تیرے راضی ہونے کے بعد بھی میں تیرا مزید شکر ادا کرتا رہوں۔" اس کے بعد امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "ایسا تھا نوحؑ کا شکر۔"

٭ ۔۔۔۔ (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ (۴) فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ○ ۴

پھر ہم نے بنی اسرائیل کو اسی کتاب میں اطّلاع دی کہ تم لوگ لازمی طور پر ضرور بالضرور دنیا میں ۲ دو مرتبہ فساد یا خرابی پیدا کرو گے۔ اور ضرور تم بڑے تکبّر اور سرکشی سے کام لوگے۔

کتاب سے مراد

خدا کا فرمانا کہ: "بنی اسرائیل کو ہم نے اسی کتاب میں اطلاع دی تھی" تو یہاں کتاب سے مراد صرف "تورات" ہی نہیں ہے بلکہ "تمام صحفِ آسمانی" مراد ہیں جن کو قرآن نے "الکتاب" فرمایا ہے۔ اور یہ اصطلاح قرآن میں کئی کئی جگہ استعمال کی گئی ہے۔ ★۔۔۔۔ (تفہیم)

پہلے اور دوسرے فساد سے مراد

حضرت زکریاؑ اور بہت سے انبیاءِ کرام کا قتل ہے۔ اور پہلے وعدہ سے مراد بخت نصر کے ذریعے اللہ کا اُن سے انتقام لینے کا وعدہ ہے اور دوسرے فساد سے مراد وہ شورش ہے جو اُنھوں نے آزادی حاصل کرنے کے بعد ایران کے ایک بادشاہ سے مل کر برپا کی تھی، اور دوسرے وعدے سے مراد بادشاہِ روم "انطیاخوس" کا حملہ ہے۔
★۔۔۔۔ (مجمع البیان)

★ غرض تورات اور دوسری آسمانی کتابوں میں یہ پیش گوئی کی گئی تھی کہ بنی اسرائیل کی قوم دو مرتبہ ملک میں زبردست فساد یا خرابی پھیلائے گی۔ ظلم و جور کا بازار گرم کر کے سخت سرکشی کا مظاہرہ کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور ہر مرتبہ اُن کو خدا کی سخت سزا کا مزہ چکھنا پڑا۔
★۔۔۔۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

ع " اِس طرح تو ہوتا ہے، اس طرح کے کاموں میں "

www.drhasanrizvi.com

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُولٰىهُمَا (۵) بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝

پس جب پہلی سرکشی کا وقت آئے گا تو ہم تمہارے مقابلے پر ایسے بندے بھیجیں گے جو بڑی سخت لڑائی لڑنے والے ہوں گے، پس وہ لوگ گھروں کے اندر گھس جائیں گے۔ یہ (ہمارا) ایک وعدہ تھا جو پورا ہو کر رہے گا۔

خدا کی تعلیمات کو بھولنے کی سزا

اِس سے مراد وہ تباہی ہے جو آشوریوں اور اہلِ بابل کے ہاتھوں بنی اسرائیل پر نازل ہوئی۔ اِن بلاؤں کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ بنی اسرائیل نے اُن دیوتاؤں اور دیویوں کو پوجنا شروع کر دیا جن کو فلسطین کے پہلے سے رہنے والے لوگ پوجا کرتے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسی کمینہ ہستیوں کو خدا بنائیں اور اُن کو پوجیں، وہ بھلا اخلاقی پستیوں میں گرنے سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ جن کے خدا زانی اور بدمعاش ہوں وہ خود کیسے ہوں گے؟ اِسی لیے آثارِ قدیمہ کی کھدائیوں سے شدید اخلاقی گراوٹ کی شہادتیں ملتی ہیں۔ مثلاً اُن کے ہاں بچوں کی قربانی کا عام رواج تھا۔ عبادت خانے زناکاری کے بہترین اڈے تھے۔ مندروں کے دیوتاؤں کے نام پر عورتوں کو دیو داسیاں بنا کر عبادت گاہوں میں رکھتے اور اُن سے دن رات بدکاریاں کرتے، اور پھر اس کو عبادت کا نام دیتے۔

بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوتے ہی خدا کی ہدایات کو بھول گئے۔ ہر قبیلے نے اِس بات کو پسند کیا کہ مفتوح علاقے کا ایک حصّہ لے کر الگ حکومت بنا لے۔ اِس تفرقہ پردازی کے

www.drhasanrizvi.com

سبب سے بنی اسرائیل کوئی متحدہ حکومت قائم نہ کرسکے۔ اسی لیے وہ مشرکین سے جنگ نہ کرسکے اور مجبور ہوگئے کہ اُن کے ساتھ رہیں بسیں۔ بلکہ کئی جگہ تو مشرکین کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی رہیں جن کو بنی اسرائیل فتح نہ کرسکے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ:

(۱) خود بنی اسرائیل میں مشرکانہ عقائد رچ بس گئے۔

(۲) جس کے نتیجے میں بہت سی اخلاقی گندگیاں اُن میں گھس آئیں۔

شرک کی سزا

بائیبل کی کتاب "قضاۃ" میں لکھا ہے۔

" اور بنی اسرائیل نے خداوند کے آگے بدی کی اور "بعلیم" کو پوجنے لگے ......

اور دوسرے معبودوں کو جواُن کے گرداگرد رہنے والی قوموں کے دیوتا تھے، اُن کی پیروی کرنے اور اُن کو سجدہ کرنے لگے۔ اِس طرح خداوند کو غصّہ دلایا۔ وہ خداوند کو چھوڑ کر بعل اور عستارات کی پرستش کرنے لگے۔ اس لیے خداوند کا قہر بنی اسرائیل پر ٹوٹا۔"

(باب ۲ ۔ آیت ۱۱ سے ۱۳)

آخری نتیجہ

اِس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ۷۲۱ قبلِ مسیح میں اشور کے سخت گیر بادشاہ سارگون نے سامریہ کو فتح کرکے دولتِ اسرائیل کا خاتمہ کردیا۔ ہزارہا اسرائیلی قتل کیے گئے اور ستائیس ہزار سے زیادہ اسرائیلیوں کو ملک سے نکال کر تتر بتر کردیا گیا۔ اور دوسری قوموں کو لاکر اسرائیل کے علاقوں میں بسایا گیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار رہے سہے اسرائیلی بھی اپنی تعلیمات اور تہذیب سے بیگانہ ہوگئے۔ .... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ (۶) پھر ہم نے تمھیں اُن کے مقابلے
عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ پر غلبہ عطا کیا، اور تمھیں مال
بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اور اولاد کے ساتھ مدد دی، اور
اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۶ تمھاری تعداد پہلے سے بھی زیادہ بڑھادی۔

نیک لوگوں کے گروہ کی برکت

تمام تر تباہیوں کے باوجود یہودیہ کے باشندوں میں ایک گروہ ضرور ایسے لوگوں کا باقی تھا جو خیر پر قائم بھی رہا اور خیر کی دعوت بھی دیتا رہا۔ اُس نے اُن بچے کھچے یہودیوں کی اصلاح کا کام جاری رکھا۔ اُن کو توبہ و انابت کی ترغیب دی۔ آخر کار رحمتِ خدا نے اُن کی مدد کی۔ بابل کی سلطنت کو زوال ہوا۔ ۵۳۹ قبلِ مسیح ایران کے فاتحین (سائرس، خسرو وغیرہ) نے بابل کو فتح کیا۔ اور فتح کرتے ہی حکم جاری کر دیا کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن واپس آنے اور دوبارہ وہاں آباد ہونے کی عام اجازت ہے۔ پھر کیا تھا یہودیوں کے قافلے کے قافلے یہودیہ کی طرف جانے لگے یہ سلسلہ مدتوں جاری رہا۔ یہودیوں کو ہیکلِ سلیمانی کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت بھی دے دی گئی۔

حضرت عُزیر پیغمبر کی خدمات اور تعلیمات

اس فرمان سے فائدہ اُٹھا کر حضرت عُزیر پیغمبر نے دینِ موسوی کی تجدید کی۔ تمام اہلِ خیر کو جمع کر کے ایک مضبوط نظام قائم کر دیا۔ بائبل کی پانچ کتابوں کو مرتب کر کے شائع کیا۔ یہودیوں کی دینی تعلیم کا انتظام فرمایا۔ شریعت کے قوانین نافذ کیے، اخلاقی اور اعتقادی بُرائیوں کو دور کیا جو بنی اسرائیل میں غیر قوموں سے گھس آئی تھیں، تمام مشرک عورتوں کو طلاق دلوائی، بنی اسرائیل سے خدا کی بندگی کا از سرِ نو عہد لیا۔ اس طرح ڈیڑھ سو سال بعد بیت المقدس پھر سے آباد ہوا۔

٭ ...... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ	(۷) پھر اگر تم نے نیکی کی تو وہ خود تمھارے
لِاَنْفُسِكُمْ ۗ وَاِنْ اَسَاْتُمْ	ہی لیے اچھائی ہوگی، اور اگر تم نے
فَلَهَا ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ	برائی کی تو وہ بھی تمھارے اپنے حق
الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ	میں برائی ثابت ہوگی۔ پھر جب دوسرے
وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا	وعدے کا وقت آئے گا تو ہم دوسرے
دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا	لوگوں کو تم پر مسلط کردیں گے تاکہ وہ تمھارے
مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝ ۷	چہرے اور حلیے تک کو بگاڑ ڈالیں اور

(بیت المقدس کی) مسجد میں اسی طرح گھس جائیں جیسے پہلے گھسے تھے۔ اور جس چیز پر ان کا بس چلے اسے بالکل تباہ و برباد کر ڈالیں۔

دنیا پرستی اور ظلم پر رضامندی کی سخت سزا

یہودیوں کے دوسرے فساد کی سزا ان کو اس طرح ملی کہ جب یہودیوں میں دینی روح کے بجائے خالص دنیا پرستی اور بے روح ظاہرداری عام ہوگئی، تو ان کے درمیان پھوٹ پڑ گئی۔ انجام یہ ہوا کہ انھیں یہودیوں کے کچھ گروہوں نے خود رومی بادشاہ پومپی کو فلسطین پر حملہ کرنے کی دعوت دے دی۔ پومپی نے ۶۳ قبل مسیح بیت المقدس پر قبضہ کر کے یہودیوں کی آزادی کو ختم کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کی دینی اخلاقی حالت

www.drhasanrizvi.com

گرتے گرتے زوال کی آخری حد کو پہنچ گئی۔

آخرِ کار اس کا انجام یہاں تک پہنچا کہ یہودی قوم کی آنکھوں کے سامنے حضرت یحییٰؑ نبی جیسے پاکیزہ انسان کا سر قلم کیا گیا، مگر ایک آواز بھی ظالم کے خلاف نہ اُٹھی۔ پھر بات یہاں تک پہنچی کہ یہودی قوم کے تمام مذہبی پیشواؤں نے حضرت عیسیٰ مسیحؑ جیسے پاکیزہ کردار اور انسانیت سے محبّت کرنے والے عظیم انسان (نبیٔ خدا) کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کیا۔ کردار کی گراوٹ پھر یہاں تک پہنچی کہ فلسطین کے فرمانروا نے تمام یہودیوں سے پوچھا کہ آج تمھاری عید کا دن ہے، قانون کے مطابق میں آج ایک سزائے موت کے مستحق قیدی کو چھوڑ سکتا ہوں، تم بتاؤ کہ یسوع مسیحؑ کو چھوڑ دوں یا برآبا ڈاکو کو؟

تو سارے مجمع نے بہ یک آواز کہا کہ: "برآبا ڈاکو" کو چھوڑ دو۔

یہ یہودیوں پر خدا کی آخری حجت تھی۔ اِس کے کچھ عرصے بعد یہودیوں نے رومی سلطنت کے خلاف بغاوت کردی۔ رومی سلطنت نے بغاوت کو کچل ڈالا اور ۷۰ء میں ٹیٹس نے بزورِ شمشیر فلسطین فتح کیا ۳۳ ہزار یہودیوں کا قتلِ عام کیا۔ ۶۷ ہزار یہودیوں کو غلام بنایا، اور ہزاروں یہودیوں کو قید کرکے مصری کانوں میں جبری کام کرنے کے لیے بھیج دیا۔ اور ہزاروں یہودیوں کو پکڑ کر مختلف شہروں میں صرف اِس لیے بھیجا گیا کہ تماشے کے طور پر جنگلی جانوروں سے اُن کو پھڑوا دیا جائے اور لوگ تالیاں بجائیں۔ یا شمشیر زنی کے کھیل میں تختۂ مشق بنا کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے۔ اور یہودیوں کی تمام خوبصورت بیٹیوں کو فاتحین کی عیاشی کے لیے وقف کردیا گیا۔ یروشلم کا شہر اور ہیکل پوری طرح مسمار کردیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہودی اقتدار دو ہزار سال تک پھر سر نہ اُٹھا سکا۔ اور یروشلم کا ہیکل مقدس پھر کبھی تعمیر نہ ہوسکا۔ پھر قیصر ہیڈریان نے یروشلم آباد تو کیا مگر اُس کا نام "ایلیا" رکھا اور اُس میں کسی یہودی کو داخل ہونے تک کی اجازت نہ تھی۔ یہ تھی بنی اسرائیل کو دوسرے فساد کرنے کی سزا۔ ✝ ... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یَّرۡحَمَکُمۡ ۚ (۸) ہوسکتا ہے کہ عنقریب اللہ تم پر رحم
وَ اِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا ۘ وَ جَعَلۡنَا کرے لیکن اگر تم نے پھر ویسا ہی کیا،
جَہَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ حَصِیۡرًا ○ ۸ تو پھر ہم بھی ویسا ہی کریں گے۔ اور جہنّم
کو تو ہم نے حق کے منکروں کو گھیرنے ہی کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

وقف لازم

اِنَّ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَہۡدِیۡ (۹) حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راستہ
لِلَّتِیۡ ہِیَ اَقۡوَمُ وَ یُبَشِّرُ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھا، انتہائی
الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ درست، اور بالکل ٹھیک ہے، اور
یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ یہ خوشخبری دیتا ہے اُن ایمانداروں
اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا کَبِیۡرًا ۙ○ ۹ کو جو اچھے اچھے کام کرتے ہیں، کہ اُن
کے لیے بہت ہی بڑا اجر ہے۔

قرآن امامؑ کی طرف رہنمائی کرتا ہے ^۱ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ: "قرآن امامؑ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جیسا کہ خدا نے خود فرمایا کہ: "حقیقتاً قرآن اُس راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے جو سب سے زیادہ مضبوط اور سیدھا ہے۔" اور امامؑ ہم (آلِ محمدؐ) ہی میں سے ہوگا اور معصوم ہوگا۔ اب کیونکہ عصمت کوئی ظاہری چیز جسم پر نہیں ہوتی، اِس لیے ضروری ہوگا کہ امام وہ ہو جسے رسولؐ کی حدیث پہچنوائے۔" کسی نے پوچھا: معصوم کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: "حبل اللہ" یعنی: خدا کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے والا۔ اور حبل اللہ، قرآن ہے۔ اور یہی قرآن امام کی طرف رہبری کرتا ہے۔" *.... (تفسیر صافی صفحہ ۲۸۶ بحوالہ معانی الاخبار)

www.drhasanrizvi.com

وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اور جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے (۱۰)
بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اُن کے لیے تو ہم نے بڑی سخت تکلیف
اَلِیْمًا ۝۱۰ ع دینے والی سزا تیار کر رکھی ہے۔

وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ (۱۱) اور انسان تو اپنی برائی اور نقصان
دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ۭ وَكَانَ کی دعا بھی اسی طرح سے مانگتا ہے
الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝۱۱ جس طرح وہ اپنی بھلائی اور فائدے
کی دعا، مانگتا ہے (کیونکہ) انسان بڑا ہی جلد باز ہے۔

آیت کا پیغام یہ ہے کہ جو شخص یا گروہ یا قوم قرآن کی اس تنبیہ کو سننے کے بعد بھی سیدھے راستے پر نہ آئے گی، اُسے پھر اُس سزا کے لیے بالکل تیار رہنا چاہیے جو بنی اسرائیل نے بھگتی ہے۔ (اس لیے کہ خدا کا قانون سب کے لیے برابر ہوتا ہے۔)

* ---- (تفہیم)

* محققین نے نتیجہ نکالا کہ فضائل پر مدح ہی کافی نہیں ہوتی، بلکہ مخالف پہلو کی مذمت بھی ضروری ہے۔

* ---- (ماجدی)

(آیت ۱۱) مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی نادانی کی وجہ سے، کبھی غیض و غضب میں، کبھی دنیا کی محبت میں ایسی چیزوں کی دعائیں مانگ بیٹھتا ہے جو اُس کے لیے مضر ہوتی ہیں۔ یہ سب انسان کی جلد بازی کا نتیجہ ہے۔ اب اگر خدا اُن دعاؤں کو پورا کر دیتا، تو انسان ہلاک ہو جاتا۔ یہ خدا کی ہم پر مہربانی ہے کہ وہ ہماری ایسی دعاؤں کو قبول نہیں فرماتا جو ہمارے لیے مُضر ہیں۔

* ---- (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝ ۱۲

(۱۲) اور (دیکھو) ہم نے رات اور دن کو (اپنی) دو نشانیاں بنایا ہے۔ رات والی نشانی کو ہم نے مٹا ہوا بے نور قرار دیا۔ اور دن والی نشانی کو روشن اور نورانی قرار دیا ہے۔ تاکہ تم اپنے پالنے والے مالک کے فضل وکرم کو (کمائی کرکے) حاصل کرنے کی کوشش کرو اور تاکہ تم برسوں کی تعداد اور حساب معلوم کرلو۔ اور ہم نے ہر ہر چیز کو پوری پوری طرح کھول کر تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

خدا کی حکمت کی نشانیاں

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: ”خدا نے آفتاب کو دن کی ضیا بخش نشانی بنایا، اور ماہتاب کو رات کی نشانی بنایا۔ پھر دونوں کو رواں دواں کر دیا۔ اُن کی حرکت کے مراحل مقرر کیے، تاکہ رات اور دن پیدا کرے اور دونوں کے حاصل کیے گئے حساب کتاب سے سالوں کا اندازہ لگایا جاسکے۔“

(نہج البلاغۃ۔ خطبۂ اشباح خطبہ ۹۱) ---- ★

نتیجے، سبق یا پیغام

★ یہاں خدا ایک اہم اصول سمجھا رہا ہے کہ تم اختلافات سے نہ گھبراؤ۔ رات دن کے آنے جانے

www.drhasanrizvi.com

سے ہی سمجھ لو کہ یک رنگی عذاب ہے اور تنوّع رحمت ہے۔ ہر آن وقت کا رنگ بدل رہا ہے۔ انہی اختلافات سے زندگی میں رونق اور حُسن پیدا ہوتا ہے۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن
اے ذوقؔ! اِس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

جس طرح عالم طبیعات میں فرق' امتیاز اور اختلاف' رحمت ہے' اسی طرح انسانوں کے مزاجوں' خیالات' رجحانات واذکار میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ اس میں بھی لاکھوں مصلحتیں ہیں اب تمھاری خواہش کہ خدا جبراً ہر ایک کو مومن اور نیک انسان بنا دے' بالکل ایسا ہے کہ جیسے کوئی یہ خواہش کرے کہ صرف دن ہی رہے' کبھی رات نہ ہو' صبح وشام نہ ہو۔

*۔۔۔ (تفہیم القرآن)

(۲) خدا کا فرمانا: "رات والی نشانی کو ہم نے مٹا ہوا نور قرار دیا' اور دن والی نشانی کو روشن اور نورانی قرار دیا" اس سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ یہ الفاظ واضح طور پر بتلا رہے ہیں کہ یہ رات دن کسی اتفاقی حادثے سے وجود میں نہیں آئے' بلکہ خداوندِ عالم کی کمالِ کاریگری اور حکمت کا نتیجہ ہیں۔

*۔۔۔۔۔۔ (ماجدی)

(۳) تیسرا نتیجہ' تعلیم یا اصول یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کے ہاں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے جس طرح صبح وشام' رات کے اپنے اوقات مقرر ہیں' بالکل اسی طرح خیر وشر کا سلسلہ بھی ایک معیّن نظام اور ضابطے کے تحت کام کر رہا ہے' جس کو توڑنا یا ختم کرنا کسی کے لیے ممکن نہیں۔ دنیا کی زندگی کو شبِ تاریک سمجھ لو' جس کے اندھیرے میں آدمی کو خیر وشر کے نتائج صاف دکھائی نہیں دیتے۔ اسی لیے خدا نے انبیاء و مرسلین کو بھیجا' تاکہ وہ ہمیں خیر وشر کے نتائج بتلائیں' لیکن اس کا ایسا صریح اور واضح اظہار جس کا کوئی شخص انکار ہی نہ کر سکے' صرف اُس وقت ہو گا جب دنیا کی زندگی کی یہ اندھیری رات ختم ہو جائے گی۔ قیامت کی صبح طلوع ہو گی۔ اُس وقت ہمیں اپنے اعمال کے تمام نتائج بالکل صاف صاف دکھائی دیں گے۔

*۔۔۔۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ (۱۳) اور ہم نے ہر آدمی کے نامۂ اعمال
طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ (یعنی: اُس کے انجام کی بھلائی یا بُرائی)
لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا کو اُس کی گردن میں لٹکا رکھا ہے، اور
يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ ۱۳ ہم اُس لکھی ہوئی چیز کو اُس کے لیے
قیامت کے دن نکال لیں گے، جسے وہ کھلی ہوئی (کتاب کی طرح) پائے گا۔

انسان کی نیکی یا بُرائی قیامت تک اُس کے ساتھ ساتھ رہیگی

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو نیکی اور بدی انسان نے کی، وہ اِس طرح اُس کے ساتھ ساتھ رہے گی کہ کبھی اُس سے الگ نہ ہوگی، یہاں تک کہ قیامت کے دن اُس کا نامۂ اعمال اُس کو دے دیا جائے گا۔"

٭ ...... (تفسیر صافی ص۲۸۷ بحوالہ تفسیر قمی)

نتیجے یا تعلیمات یا پیغام

(۱) آیت کا حاصلِ کلام یہ ہے کہ انسان کی خوش فہمی اور بد قسمتی، انجام کی اچھائی یا بُرائی، خود اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ وہ خود اپنے اختیاری اعمال سے خود کو خوش قسمت یا بدبخت بنا سکتا ہے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں، نہ نوری ہے نہ ناری ہے
٭ .... (اقبال)

(۲) احمق لوگ اپنی قسمت کا شگون باہر سے لیتے پھرتے ہیں اور ہمیشہ خارجی اسباب کو اپنی بدبختی

www.drhasanrizvi.com

کا ذمے دار ٹھہراتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر غور کریں تو خود سمجھ سکتے ہیں کہ جس چیز نے اُن کو تباہ و برباد کیا، وہ خود اُن کے اپنے بُرے فیصلے اور بُرے کام تھے۔ کوئی چیز باہر سے اُن پر مسلط نہیں کی گئی تھی۔

٭..... (تفہیم)

اچھی یا بُری فال کی کوئی حقیقت نہیں جو کچھ ہے وہ ہمارے اعمال ہیں

نامۂ اعمال کے لیے یہاں پر خداوندِ عالم نے "طائر" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جس کے اصل معنی "پرندے" کے ہیں۔ عرب کے لوگ پرندوں سے فال لیتے تھے۔ مثلاً: اگر پرندہ دائیں طرف اُڑ رہا ہے تو اُس کو نیک فال سمجھتے۔ اور بائیں طرف اُڑ رہا ہے تو اُس کو بُری فال سمجھتے۔ "طائر" کا لفظ بُری فال کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

لیکن اسلام نے فال لینے کے مقابلے پر "اللہ پر توکل" کرنے کی تعلیم دی ہے اور یہاں یہ لفظ استعمال فرما کر اس عظیم حقیقت کو بتایا ہے کہ اچھی بُری فال کوئی چیز نہیں اصل میں سب کچھ ہمارے اپنے اعمال ہیں جن پر ہماری خوش قسمتی اور بد قسمتی کا دار و مدار ہوگا اور اُنھی اعمال کو ہماری گردنوں میں لٹکا دیا جائے گا۔ یعنی لازمی طور پر ہمارے ساتھ ساتھ رکھا جائے گا۔ یعنی انسان کے اعمال نہ دنیا میں اُس سے الگ ہوں گے، اور نہ آخرت میں۔

٭..... (تفسیر نمونہ)

★ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ اس کا لغوی معنی تو یہ ہے کہ "ہم نے لازم کر دیا اس کا طائر اُس کی گردن میں۔ اور "طائر" سے مراد عمل ہے، اور "لازم کرنا گردن میں" طوق ڈالنے سے کنایہ کیا گیا ہے قرآن مجید میں دوسرے مقام پر بھی طائر سے مراد عمل لیا گیا ہے۔ جیسے طٰٓىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ (سورۃ یٰسٓ ۳۶ آیت ۱۹)

٭..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفۡسِكَ (۱۴) پڑھ لے اپنا نامۂ اعمال۔ آج تو
الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا ؕ ۱۴ خود اپنے خلاف اپنا حساب لگانے
کے لیے بہت کافی ہے۔

انسان کو روزِ قیامت اپنے تمام اعمال یاد آجائیں گے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

"بندے نے جو جو عمل کیے ہوں گے اور جو کچھ اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا ہوگا وہ اُسے اس طرح یاد آتا جائے گا کہ گویا وہ اُس کام کو اسی وقت انجام دے رہا ہے۔ اسی وجہ سے گھبرا گھبرا کر لوگ کہیں گے: "ہماری خرابی! یہ کیسا اعمال نامہ ہے کہ نہ کسی چھوٹی سے چھوٹی بات کو اس نے چھوڑا، اور نہ بڑی بات کو۔ اس نے تو ہماری ہر ہر بات کا مکمل احاطہ کر لیا ہے"

* ------ (سورۂ الکہف آیت ۴۹) (الآیت)

* ------ (تفسیر صافی ص ۲۸۷ بحوالہ تفسیر قمی، مجمع البیان، تفسیر عیاشی)

نتائج و تعلیمات

محققین نے نتیجے نکالے کہ (۱) انسان اپنی اصلاح کر کے خدا یا رسولؐ پر کوئی احسان نہیں کرتا۔ بلکہ خود اپنا بھلا کرتا ہے۔ اسی طرح برائی کر کے وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتا، بلکہ اپنا ہی بیڑا غرق کرتا ہے۔

(۲) **انبیاءؑ کا مقصد** (۲) خدا و رسولؐ یا داعیانِ حق ہمیں تباہی سے بچانے کی جو کوششیں کرتے ہیں، وہ اپنے کسی فائدے کے لیے ایسا نہیں کرتے۔ وہ صرف ہماری بھلائی اور خیر خواہی کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

(۳) **عقلمند وہ ہوتا ہے کہ** جو حق کو قبول کرتا ہے۔ جب حق اپنے دلائل کے ساتھ سامنے آجاتا ہے تو اُسے دل سے قبول کرلیتا ہے۔ وہ اپنے تعصبات، مفادات اور دلچسپیوں کو چھوڑ چھاڑ کر، باطل سے الگ ہوجاتا ہے اور حق کو اختیار کرلیتا ہے، کیونکہ تعصب سے کام لینا خود اُس کو تباہ کردیتا ہے۔

انسان اپنا حساب خود کرے گا

خدا کا فرمانا کہ: "آج اپنا حساب کرلینے کے تو خود کافی ہے:" یعنی ہر شخص اپنے اعمال اس قدر واضح طور پر دیکھنے کے بعد خود ہی فیصلہ کرسکے گا کہ وہ کامیاب ہے یا ناکامیاب ہے۔

(تفسیر نمونہ) ---- ٭

٭ حضرت امام حسن رضؓ نے فرمایا: "ہر انسان پر دائیں بائیں، دو فرشتے اُس کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں۔ جو فرشتہ داہنی طرف ہے وہ نیکیاں لکھتا ہے اور جو فرشتہ بائیں طرف ہے وہ بُرائیاں لکھتا ہے۔ جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کا صحیفۂ اعمال اُس کے ساتھ قبر کے اندر رکھ دیا جاتا ہے، اور قیامت تک وہ اس کے ساتھ ساتھ رہے گا۔ یعنی مرنے پر اُس کا اعمال نامہ اُس کی قبر میں لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے، جب قیامت میں حساب کے لیے مردہ اُٹھے گا تو اُس کا اعمال نامہ کھول کر اُس کے ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا اور کہا جائے گا: "اسے پڑھ یہ ہے تیرا اعمال۔"

(روح البیان) ---- ٭

نامۂ اعمال کی حقیقت

کیا ہمارا نامۂ اعمال کوئی رجسٹر ہے؟

بعض مفسرین نے لکھا کہ یہ کتاب یا نامۂ اعمال کوئی رجسٹر نہیں، بلکہ خود ہمارا اپنا نفس ہے۔ ہمارا ہر عمل ہمارے نفس میں نقش ہوجاتا ہے یعنی ہر عمل سے ہماری روح پر ایک خاص اثر مرتب ہوتا ہے، مگر جب تک روح جسم سے متعلق ہے یہ اثر مخفی رہتا ہے لیکن جب روح بدن سے الگ ہوجائے گی تو جسم کا پردہ ہٹ جائے گا اور روح کے تمام احوال و نقوش کھلتے چلے جائیں گے جن کو اَن پڑھ بھی پڑھ لے گا۔ ---- ٭ (روح البیان، حواشی سعدی حقی، تاویلات نجمیہ)

www.drhasanrizvi.com

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝۱۵

(غرض) جو ہدایت حاصل کرکے سیدھا راستہ اختیار کرے گا تو وہ خود اپنے ہی فائدہ کے لیے کرے گا۔ اور جو گمراہی کے غلط راستہ پر چلے گا، وہ سیدھا راستہ کھو کر خود اپنا ہی نقصان کرے گا (کیونکہ وہاں) کوئی بوجھ اٹھانے والا، دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (حق اور باطل کا فرق بتانے کے لئے) کوئی پیغام پہنچانے والا نہ بھیج دیں۔

شانِ نزول

ولید بن مغیرہ، کافروں سے کہا کرتا تھا کہ تم میری پیروی کرو (رسولؐ کو چھوڑ دو) قیامت کے دن میں تمہارے گناہ اپنے سر پر رکھ لوں گا خدا نے اُس کو جواب دیا ہے کہ: "قیامت کے دن کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔"

*...... (روح البیان - کاشفی)

بعثتِ رسولؐ کا مقصد

ہی یہ ہوتا ہے کہ خدا کی بیان کردہ آیتوں اور دلیلوں کو بالکل کھول کر بیان کردے، اور احکامِ خدا پر عمل کرکے دکھا دے، اور اُس کی مشق کرا دے، اور اِس طرح بندوں کے درمیان بھی اور خدا اور اُس کی مخلوق کے درمیان محبت کا رشتہ اور تعلق قائم کردے۔

*---- (تفسیر صافی صفحہ ۲۸۲)

www.drhasanrizvi.com

حاصلِ کلام اور نتائج

(۱) خدا کا عدل — خدا غیر ارادی اور لاعلمی میں انجام دی جانے والی غلطیوں پر سزا نہیں دیتا۔ کیونکہ یہ عدلِ الٰہی کے خلاف ہے۔ اس لیے خدا جب تک پیغمبروںؑ کو بھیج کر اچھائی برائی کو سمجھا نہیں دیتا، برائی پر سزا نہیں دیتا۔
*...... (فصل الخطاب)

اس لیے یہ آیت خدا کے عادلِ مطلق ہونے کی واضح دلیل ہے۔ *.... (مؤلف)

انفرادی ذمّے داری

(۲) پھر خدا کا یہ بھی فرمانا کہ: "کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا، عمل کی انفرادی ذمّے داری پر زور دے رہا ہے۔ قرآن مجید میں کئی کئی جگہ مختلف طریقوں سے انفرادی ذمّے داری کو واضح طور پر ثابت کیا گیا ہے۔"
*...... (ماجدی)

چار اصولی احکام

اِس آیت میں قیامت کے حساب کتاب کے بارے میں چار اصولی احکام بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) جس نے ہدایت حاصل کی، اُس نے خود اپنے فائدے کے لیے ایسا کیا۔ (۲) جس نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو اُس کے نقصانات بھی وہ خود بھگتے گا۔ (۳) کوئی شخص دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ یعنی کسی کو کسی دوسرے کے جرم کی سزا نہ دی جائے گی۔ رہا خدا کا سُورۃ النحل[16] میں یہ فرمانا کہ:
"جس نے دوسروں کو گمراہ کیا ہوگا، اُس کو اُن کے بارے میں بھی جواب دینا ہوگا"۔
تو اصل میں یہ گمراہ کرنے کا بوجھ ہے جو اُس نے خود کیا ہے۔ اُس کو یہ بوجھ بھی اُٹھانا پڑے گا۔ کیونکہ یہ دوسرے کا بوجھ نہیں ہے جسے وہ اُٹھا رہا ہے۔
(۴) خدا کسی شخص یا قوم کو اُس وقت تک سزا نہیں دیتا جب تک نبیؑ یا مصلح بھیج کر اُن پر حجت تمام نہ کر لے۔
*..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ (۱۶) اور جب ہم (اتمامِ حجّت کے بعد)
قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیتے
فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو (اپنی
الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝ ۱۶ اطاعت کا) حکم دیتے ہیں، پھر وہ ہماری
حکم کی نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں، تب ان پر (ہماری سزا کا) فیصلہ نافذ
ہو جاتا ہے، تو ہم اُسے ایسا (تباہ و برباد) کر ڈالتے ہیں کہ جیسا اُسے تباہ و
برباد کرنا چاہیئے۔

نتائج

بڑے لوگوں سے تمام بدمعاشیاں شروع ہوتی ہیں

(۱) قدرتی طور پر ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہمیشہ ہر قوم میں سب سے پہلے دولت مند لوگ ظلم اور بدمعاشیاں کرتے ہیں۔ یہی چیز پورے معاشرے کو کھا جاتی ہے۔ جب کسی قوم پر تباہی آنے والی ہوتی ہے تو صاحبانِ دولت اور صاحبانِ اقتدار ظلم اور بدمعاشیاں کرنا شروع کرتے ہیں۔ آخر کار یہی فتنہ پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے۔

(۲) اس لیے پورے معاشرے کو ہمیشہ سختی سے یہ کوشش کرتے رہنا چاہیئے کہ اقتدار کی باگیں اور معاشیات کی کنجیاں ظالم، بدمعاش اور بداخلاق لوگوں کے ہاتھوں میں نہ جانے پائیں۔

غلط فہمی کا ازالہ خدا کا فرمانا کہ: "جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں" اس کا مطلب

www.drhasanrizvi.com

ہرگز یہ نہیں کہ خدا از خود بلا قصور کے کسی بستی کو تباہ کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے (کیونکہ وہ تو عادلِ مطلق ہے) مطلب یہ ہے کہ جب کوئی قوم بُرائی کے راستے پر چل پڑتی ہے تو خدا مہلتوں پر مہلتیں دینے کے بعد آخرِ کار فیصلہ فرماتا ہے کہ اب اس قوم کو تباہ ہوجانا چاہیئے ۔ پھر اس فیصلے کا ظہور اس طریقے سے ہوتا ہے جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے ۔

٭..... (تفہیم القرآن)

یہ آیت مشکلاتِ قرآن میں سے ہے | یہ اصول یاد رہے کہ خدا کے تمام کام عینِ عدل ہوتے ہیں ۔ اس لیے خدا کا یہ فرمانا کہ " جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں " تو خدا کا یہ چاہنا یا ارادہ فرمانا " بلاوجہ نہیں ہوسکتا ۔ خلافِ عدل نہیں ہوسکتا ، ظلم نہیں ہوسکتا ۔ اس لیے کہ وہ حکیمِ مطلق بھی ہے اور رحمٰن و رحیم بھی (اور عادلِ مطلق بھی) اس لیے خدا کا یہ چاہنا ' یا ' ایسا ارادہ کرنا ' اُس بستی کی بداعمالیوں کے سبب سے ہوتا ہے ۔ اسی لیے اس آیت میں خدا نے فرمایا ہے : " پھر وہ ہمارے حکم کی نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں ۔ تب اُن پر ہماری سزا کا فیصلہ نافذ ہوجاتا ہے "۔

٭..... (شاہ ولی اللہ ، فصل الخطاب ، تفسیر ماجدی)

★ پھر خداوندِ عالم کا واضح الفاظ میں یہ فرمانا کہ " ہم وہاں کے دولتمندوں کو اطاعت کا حکم دیتے ہیں ' اپنے پیغمبروں کی زبانی ' مگر وہ نافرمانی کیے چلے جاتے ہیں ۔ پھر ہم اُنھیں ایسا تباہ و برباد کرڈالتے ہیں کہ جیسا اُنھیں تباہ و برباد کردینا چاہیئے "۔

٭..... (تفسیر جلالین)

آیت کے دوسرے معنی | اس آیت کے دوسرے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ ہم وہاں کے دولتمندوں کی تعداد بڑھا دیتے ہیں ۔ یعنی قومی دولت میں خوب اضافہ ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے قوم بجائے شکر ادا کرنے کے سرکشی پر اُتر آتی ہے ، تکبر اور نافرمانی کرنے لگتی ہے ۔ (تب ہم ایسے معاشرے کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کرتے ہیں ۔) ٭--- (تفسیر علی بن ابراہیم ۔ مجمع البیان ۔ تبیان)

www.drhasanrizvi.com

وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنَ الۡقُرُوۡنِ (۱۷) اور نوحؑ کے بعد سے کتنی کچھ قومیں
مِنۡۢ بَعۡدِ نُوۡحٍ‌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ ہم نے ہلاک کر ڈالیں (کیونکہ) تمہارے
بِذُنُوۡبِ عِبَادِهٖ خَبِيۡرًاۢ بَصِيۡرًا‏ ۝۱۷ مالک سے بڑھ کر اپنے بندوں کے گناہوں کا
دیکھنے والا اور جاننے والا کون ہوگا۔

مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعَاجِلَةَ (۱۸) جو اس جلد ملنے والی دُنیا کا
عَجَّلۡنَا لَهٗ فِيۡهَا مَا نَشَآءُ طالب ہوا، اُسے ہم اسی دنیا میں، جتنا
لِمَنۡ نُّرِيۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهٗ اور جسے چاہتے ہیں، جلدی سے دے
جَهَنَّمَ‌ ۚ يَصۡلٰٮهَا مَذۡمُوۡمًا دیتے ہیں۔ پھر اُس کا ٹھکانا جہنم کو
مَّدۡحُوۡرًا‏ ۝۱۸ قرار دے دیتے ہیں، جس کی گرمی کو
وہ بُرے حال میں، بُرا بھلا سنتے ہوئے اور ہماری رحمت سے دور رہتے
ہوئے جھیلے گا۔

عاجلہ اور آخرۃ

"عاجلۃ" کے لغوی معنی ہیں، جلدی ملنے والی چیز، جلد گذر جانے والی نعمتیں۔ قرآن میں یہ لفظ دنیا کے فوائد اور لذتوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
اس کے مقابلہ پر قرآن کی دوسری اصطلاح "آخرۃ" ہے۔ یعنی وہ فوائد اور نتائج جو مرنے کے بعد دوسری زندگی میں ظاہر ہوں گے۔ یعنی جن فوائد و نتائج کو مؤخر کردیا گیا ہے۔

*.... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

آیت کا پیغام یا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آخرت کی دوسری زندگی کے فوائد کا انتظار نہیں کر سکتا، اس کے آنے تک صبر نہیں کر سکتا۔ اُس کا مقصد صرف اور صرف دنیا کے فائدے ہیں، اُسے جو کچھ ملے گا صرف دنیا ہی میں ملے گا، آخرت میں اُسے کچھ بھی نہ ملے گا۔

پھر صرف یہی نہ ہوگا، بلکہ آخرت سے بے پرواہ ہو کر ایسا انسان ایسے ایسے غلط کام اور ظلم و ستم ڈھائے گا کہ آخرِ کار ہم ایسے شخص کے لیے جہنّم کو لکھ دیں گے، جسے وہ پائے گا، وہ بھی ذلیل ہو کر اور ہماری رحمت سے محروم ہو کر۔ ...... ع "پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا"

.... (تفہیم) *

خدا کے عدل کی شان محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ: ہر عاشقِ دنیا کو ہم فوراً ہلاک نہیں کرتے۔ ہم دنیا داروں کو دنیا کا سامان جتنا چاہتے ہیں دیتے رہتے ہیں، تاکہ اُن کی کوششوں کا نتیجہ اسی دنیا میں مل جائے، اور کسی کی کوشش رائیگاں نہ جائے۔ پھر اگر وہ آخرت کی کوئی فکر نہیں کرتے تو بالآخر بُرے کاموں میں گرفتار ہو کر نہایت ذلیل و خوار ہو کر جہنّم کے ابدی جیل خانے میں دھکیل دیے جاتے ہیں۔

* ---- (شیخ الاسلام عثمانی)

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا * ... (اقبال)

★ دنیا کے طالبوں کو دنیاوی منفعت عطا ہوتی ہے (جو یقیناً آخرت کے مقابلہ میں حقیر و ذلیل ہے) اور وہ مشیّتِ پروردگار کے ماتحت جس کے لیے جس قدر وہ چاہے، زیادہ یا کم، جلد یا دیر سے مصلحت کے مطابق عطا فرماتا ہے۔ * .... (تفسیر انوار النجف) "دنیا مثل مردار کے ہے اُس کے طالب کتے ہیں"

* .... (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى (۱۹) اور جو شخص آخرت کا طلب گار
لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ ہوتا ہے، اور اُس کے لیے اُس کی
فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ سی کوشش بھی کرتا ہے، اِس صورت
مَّشْكُوْرًا ۝ ۱۹ میں کہ وہ ایماندار بھی ہو، تو یہ وہ

لوگ ہیں کہ جن کی کوششوں کی پوری پوری قدر کی جائیگی۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ (۲۰) اِن کو بھی اور اُن کو بھی، سب کے
مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ سب کو ہم (دنیا میں) مدد پہنچاتے ہیں،
عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ ۲۰ (یہ) تمہارے پالنے والے مالک کی عطا

وکرم سے ہے، اور (دنیا میں) تمہارے پالنے والے مالک کی عطا کسی پر بند نہیں ہے۔

آخرت صرف مومن کے لیے ہے،

اور دنیا میں سب کا حصہ ہے، خواہ کافر ہو یا مومن، نیک ہو یا بدکار، ہم دونوں کو دنیا کی نعمتیں عطا کرتے ہیں۔ اب مومن کو چاہیئے کہ اللہ سے آخرت طلب کرے کیونکہ اِس صورت میں اُس کو آخرت بھی مل جاتے گی (بشرطیکہ مومن بھرپور کوشش بھی کرے) اور دنیاوی منفعت سے بھی محروم نہ رہے گا۔ لیکن کافر کے لیے آخرت میں کچھ نہیں ہے (علاوہ عذاب جہنم کے)۔ ویسے مومن کے لیے دنیا میں طلبِ حلال ممنوع نہیں ہے، بلکہ اس میں بھی وہ نفع آخرت کا پہلو رکھ سکتا ہے، مثلاً وہ یہ کہے: "اے اللہ! مجھے رزق حلال عطا فرما، تاکہ بیفکر ہو کر تیری عبادت کر سکوں"۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اُنظُر کَیفَ فَضَّلنَا بَعضَهُم (۲۱) دیکھ لو کہ ہم نے (دُنیا میں بھی)
عَلٰی بَعضٍ ط وَلَلاٰخِرَةُ اَکبَرُ ایک کو دوسرے سے بڑھا چڑھا ہوا
دَرَجٰتٍ وَّ اَکبَرُ تَفضِیلًا ○ ۲۱ قرار دیا ہے اور (اسی طرح) آخرت
کے درجات اور زیادہ بڑھے چڑھے ہوں گے۔ اور اُس کی فضیلت
تو اور بھی زیادہ بڑھی چڑھی ہوگی

درجات اور جنّتیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے
کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ کبھی نہ کہو کہ جنّت صرف ایک ہی ہے۔ کیونکہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ:

"وَمِن دُونِهِمَا جَنَّتٰنِ ○" (سورۃ الرحمٰن آیت ۶۲)

(یعنی:) "اور اِن دُو جنّتوں کے علاوہ بھی دُو جنّتیں اور بھی ہیں"۔

اور یہ بھی ہرگز نہ کہا کرو کہ درجہ صرف ایک ہی ہے۔ اِس لیے کہ خدا خود فرماتا ہے:

"ہم نے اُن میں سے کچھ کو بلند درجوں کی بلندی عطا کی ہے۔"

"وہاں پر لوگ صرف اور صرف اعمال کی وجہ سے ایک دوسرے سے درجوں میں بڑھے ہوئے ہوں گے"۔

کسی نے پوچھا: "اگر دُو مومن جنّت میں داخل ہوئے جبکہ ایک کا درجہ دوسرے سے بلند ہو اور اُن میں سے ایک دوسرے سے ملنے کی خواہش کرے گا تو کیا ہوگا؟"

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: "جو بلند درجے پر ہوگا، اُسے اختیار ہوگا کہ وہ نیچے والے

www.drhasanrizvi.com

درجے کے مومن سے آکر مل لے۔ لیکن جو نیچے درجے میں ہے اُس کے لیے یہ موقع نہ ہوگا کہ اوپر کے درجے میں جاکر اُس سے ملے۔ کیونکہ وہ اس حد تک پہنچا ہی نہیں ہے۔

*۔۔۔۔۔ (تفسیر صافی ص۲۸۸ بحوالہ تفسیر عیاشی)

درجات کا دار و مدار عقلوں پر

جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:

"کل قیامت کے دن بندوں کے جو درجے بڑھائے جائیں گے، وہ اپنے مالک کا قرب حاصل کریں گے، مگر یہ قُرب اُن کی عقلوں کے اندازوں کے مطابق ہوگا۔"

*۔۔۔۔۔ (القرآن المبین)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"ثواب کا دار و مدار عقلوں پر ہوگا یعنی جتنا نیکی کو سمجھ کر انجام دیا ہوگا اتنا ہی اُس کا ثواب ہوگا، یعنی خدا کی اطاعت جتنی (خدا کی عظمت کو) سمجھ کر کی ہے اُتنے ہی اعلےٰ درجات حاصل ہوں گے۔"

*۔۔۔۔۔ (الکافی)

روزی کی تقسیم اور خدا کی حکمتیں

رہی دنیا میں روزی کی تقسیم، تو خدا کی حکمت کا تقاضا یہی ہوا کہ روزی اور نعمتیں سب کو برابر تقسیم نہ کی جائیں۔ اِس میں بیشمار مصلحتیں ہیں۔

*۔۔۔ (مجمع البیان)

مثلاً (۱) زندگی کی مختلف ضروریات پوری کرنے کے لیے مختلف قسم کے کام کرنے والے درکار ہیں اِس لیے اگر کوئی کسی نعمت میں زیادہ حصّہ پائے گا تو ایک دوسرے سے کام لے سکے گا۔

(۲) نیز یہ کہ زندگی میں تنوّع، رنگارنگی Variety بھی ضروری ہے، تاکہ زندگی میں کشش اور حُسن پیدا ہو سکے۔

؎ گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن ۔۔۔ اے ذوقؔ! اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

(۳) پھر یہ کہ دنیا کو امتحان لینے کے لیے بنایا گیا ہے، اس لیے ضروری تھا کہ کسی کو کوئی نعمت زیادہ ملے اور کسی کو کوئی دوسری نعمت زیادہ ملے۔ تاکہ یہ بات جانچی جا سکے کہ کون اپنی ملی ہوئی نعمتوں سے خدا کی اطاعت کرتا ہے، اور کون معصیت کرتا ہے۔ کون اُن نعمتوں کو خلقِ خدا کے فائدہ کے لیے استعمال کرتا ہے، اور کون نقصان پہنچانے کے لیے۔؟

(۴) پھر یہ نعمتوں میں اضافہ یا کمی بطورِ انعام کے بھی ہو سکتی ہے، اور کمی بطورِ سزا کے بھی ہو سکتی ہے۔

★ ..... (فصل الخطاب)

؏ " زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے "

حاصلِ کلام

(۱) تم دیکھ لو کہ خود تمھاری اِسی دنیوی زندگی میں مال و دولت، اولاد، عزت، منصب، حکومت، شہرت، وجاہت کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر کس قدر فضیلت حاصل ہے۔ آخرت میں اعمال کے فرق کی وجہ سے درجات میں اِس سے بھی کہیں زیادہ فرق ہو گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جنت کے درجات ایک دوسرے سے بہت زیادہ بڑھے چڑھے ہوں گے۔

★ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **(درجات کا فاصلہ)**

" جنت کے دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے برابر فرق ہو گا۔ نیچے والے اوپر والوں کو بالکل اس طرح دیکھا کریں گے جیسے ہم زمین پر کھڑے ہو کر ستاروں کو چمکتا دیکھتے ہیں۔"

★ آپؐ نے فرمایا: " جو شخص مصیبت و بلا پر صبر کرے اور صبر کی طاقت سے مصیبت کا دفاع کرے خداوندِ عالم اُسے (جنت میں) تین سو درجات عطا فرمائے گا جس کے ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہو گا۔

اور جو شخص خدا کی اطاعت کی تکلیف پر صبر کرے اُس کے لیے خدائے تعالیٰ چھ سو درجات لکھتا ہے کہ ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ منتہائے زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہو گا۔

www.drhasanrizvi.com

اور جو شخص ترکِ گناہ پر صبر کرے (یعنی گناہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے لیکن اللہ کے لیے اُس گناہ پر صبر کرے اور اُسے ترک کردے) اُس کے لیے خداوندِ قدوس نو سو (۹۰۰) درجے لکھتا ہے جن میں ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ منتہائے زمین سے منتہائے عرش کے برابر ہوگا ⭑.... (روح الحیات ص ۶۳۹)

(۲) جنّت کے یہ درجات صرف اُنہی کو ملیں گے جو آخرت کے لیے کام کریں گے۔ پھر اس کے بعد والی آیتوں میں آخرت میں بلند درجات حاصل کرنے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

علم کی فضیلت

آخرت میں درجات کا دار و مدار علم اور عقل پر ہوگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:

"عالم کو عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے تمہارے ایک ادنیٰ آدمی پر حاصل ہے۔"

⭑ نیز فرمایا: "عالم کو عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو چاند کو ستاروں پر حاصل ہے۔"

⭑ نیز فرمایا: "عام مومن پر عالمِ دین کو سات سو (۷۰۰) درجے بلند منزلت حاصل ہوگی جن کے ہر درجے کی مسافت آسمان اور زمین کی مسافت کے برابر ہوگی۔"

جہاد کی فضیلت

جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جہاد کرنے والے اور جہاد پر نہ جانے والے کے درمیان سو درجوں کا فرق ہوگا، ہر درجہ ستر سال تیز رفتار گھوڑے کے دوڑنے کا فاصلہ ہوگا۔" (الدرمنثور) (روح البیان)

فقر کی فضیلت

جو شخص فقیری کے عالم میں مرا اور وہ اپنی تنگدستی پر خدا سے راضی بھی تھا تو جنّت میں اُس سے بڑھ کر کوئی دولتمند نہ ہوگا۔ ⭑... (الخاصہ۔ روح البیان)

خاص درجات

آنحضرتؐ نے فرمایا: "جنّت میں خاص درجات تین قسم کے ہوں گے۔ (۱) امام عادل (عادل حاکم) (۲) صلۂ رحمی یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے۔ (۳) صاحبِ عیال جو صبر سے کام لیں (حلال پر اکتفا کریں) (روح البیان)

حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ "صاحبِ عیال صبر کرنے والا کون ہے؟" فرمایا: "جو اپنے عیال پر خرچ کرکے اُن پر احسان نہ جتلائے۔"

آنحضرتؐ نے فرمایا: "علم حاصل کرو کہ قیامت کے روز سب سے پہلے انبیاءؑ، پھر علماء، پھر شہداء اُٹھائے جائیں گے۔ بعد میں تمام مخلوق کو اُٹھایا جائے گا۔" (بحر العلوم)

www.drhasanrizvi.com

لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا (۲۲) اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا
اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا معبود نہ بنالینا، ورنہ تو ذلیل و رسوا
مَّخۡذُوۡلًا ۲۲ ع ہو کر، بُرے حال میں بے یار و مددگار
بیٹھا رہ جائے گا۔ ع ۲/۱۴

حاصلِ کلام

مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور دوسرے کو معبود نہ بنالے۔ کسی اور کو اللہ کے ساتھ اللہ کا شریک نہ گھڑ لینا۔

★ نیز یہ کہ قرآن صرف یہی نہیں کہتا، بلکہ یہ بھی کہتا ہے کہ عقیدے، عمل اور دُعا مانگنے میں بھی خدا کے ساتھ کسی کو اُس کا شریک نہ بناؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو ہلاکت اور رُسوائی میں ڈوب جاؤ گے۔

یہ نفی اور اثبات پر مشتمل جملہ کہ: "تیرے مالک نے حکم دیا ہے کہ اُس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا"۔ ایک اثباتی حکم ہے وہ بھی تاکید کے ساتھ، مطلب ہوا کہ "عبادت اور بندگی صرف اور صرف خدا کے لیے ہے۔ غیر کیلئے نہیں۔ .... (تفسیر نمونہ)

★ رہا یہ کہ خدا سے دُعا مانگتے ہوئے کسی نبی یا امامؑ کو وسیلہ بنانا یا اُس کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا مانگنا، یا اُس بزرگ سے یہ درخواست کرنا کہ وہ خدا کی بارگاہ میں ہمارے لیے دُعا فرمائیں، یا ہماری شفاعت فرمائیں، شرک نہیں ہے۔ بلکہ عین قرآن کے مطابق ہے، اس لیے کہ قرآن میں خدا نے فرمایا ہے کہ:

"اے رسولؐ! اگر وہ لوگ جنھوں نے گناہ کرکے اپنے اوپر ظلم کیا، تمہارے پاس آئیں اور خدا سے معافی مانگیں اور رسولؐ بھی اُن کے لیے خدا سے معافی طلب کرے، تو وہ خدا کو بڑا بخشنے والا اور معاف کرنے والا پائیں گے۔" (القرآن)[1] محمدؐ و آلِ محمدؐ کے وسیلے سے خدا سے دُعا مانگنا سنّتِ معصومینؑ ہے۔

[1] (سورۃ ۴ النساء آیت ۶۴)

www.drhasanrizvi.com

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا (۲۳) اور تمھارے پالنے والے مالک نے یہ
اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ قطعی فیصلہ اور حکم نافذ کیا ہے کہ (۱)
اِحۡسَانًا ‌ؕ اِمَّا يَـبۡلُغَنَّ تم سوا اُس کے کسی کی بندگی نہ کرو (۲)
عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔
اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اگر (۳) اُن میں سے کوئی ایک یا دونوں
اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلْ تمھارے پاس رہتے ہوئے بڑھاپے کو
لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ۝۲۳ پہنچ جائیں، تو انھیں "اُف" تک نہ کہو
اور نہ اُنھیں جھڑکو (۴) بلکہ اُن سے بڑے احترام
کے ساتھ بات کرو۔ (نرمی سے بات کرو)۔

وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ (۲۴) اور (۵) نرمی اور رحم کے ساتھ اُن کے
الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَ سامنے اپنے بازو جھکائے رکھو اور (۶)
قُلْ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا یہ دعا بھی کرو کہ اے پالنے والے مالک!
رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا ؕ ۝۲۴ ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انھوں نے
بچپنے میں مجھے پالا پوسا تھا۔

دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات

۱؎ اس آیت میں دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات

www.drhasanrizvi.com

کو بیان کیا جارہا ہے۔ انہی بنیادوں پر دینِ اسلام پوری زندگی کے نظام کی عمارت کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ گویا یہ اسلامی تعلیمات کا بنیادی منشور ہے۔ یہ اسلامی معاشرے کی بنیادی فکر ہے۔ اخلاقی، تمدنی، معاشی اور معاشرتی قوانین کی بنیادیں ہیں۔ بتایا جارہا ہے کہ:

(۱) خدا کے حقوق

سب سے پہلی بات اللہ کا حق ہے۔ وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو بھی نہ پوجو، نہ کسی کی غلامی یا مطلق اطاعت کرو۔ صرف اور صرف اللہ کا اقتدارِ اعلیٰ تسلیم کرو۔ صرف اُسی کو اپنا حقیقی مالک آقا اور بادشاہ مانو۔

(۲) والدین کے حقوق

خدا کے بعد سب سے پہلا حق والدین کا ہے۔ اُن کی اطاعت کرو۔ بڑھاپے میں اُن کی اُسی طرح خدمت کرو جیسے اُنھوں نے بچپنے میں تمھاری خدمت کی تھی۔ اُن کا مکمل احترام کرو۔ اِس طرح اسلام کی تعلیمات نے گھر اور خاندان کے ادارے کو مضبوط اور محفوظ کیا۔

*...... (تفہیم)

(نوٹ: (والدین کے حقوق و فرائض آیت ۲۴ کے ضمن میں بتائے جائیں گے)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
"اگر کوئی چیز ناراضگی کے اظہار کے لیے "اُف" سے بھی کم ہوتی تو خدا اُس سے بھی روک دیتا۔ اور یہ ماں باپ کی مخالفت کی کم سے کم حد ہے۔ اور ان کو غصّہ سے دیکھنا بھی غلط اور بے احترامی ہے۔

*...... (تفسیر نمونہ، جامع السادات جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایک وہ رات جس میں تیری ماں تجھ سے خوش رہے، ایک سال جہاد میں گذارنے سے بہتر ہے۔"

*...... (جامع السادات جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)

www.drhasanrizvi.com

عاق والدین سے بچو

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: "اِس سے بچو کہ ماں باپ تمھیں عاق کر دیں (یعنی والدین اپنا نافرمان قرار دے دیں) اور اُن کے ناراض ہونے سے بھی بچو۔ اس لیے کہ جنّت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت کے بقدر تک پہنچتی ہے، لیکن وہ شخص کبھی جنّت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکے گا جس کے ماں باپ نے اُسے عاق (نافرمان) قرار دے دیا ہو۔"

* ..... (تفسیر نمونہ)

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی ماں کو کندھوں پر بٹھا کر طواف کروا رہا تھا۔ اُس نے عرض کی: حضورؐ! کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا؟

حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "نہیں۔ اِس عمل سے تو نے (وضعِ حمل کے وقت اُس کی) ایک آہ کا بھی حق ادا نہیں کیا۔"

* ..... (فی ظلال، سید قطب شہید جلد ۵ صـ۳۱۸)

والدین کے حقوق بزبانِ امامؑ

کسی شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے والدین کے حقوق دریافت کیے تو امام علیہ السّلام نے فرمایا: "(ماں) باپ کو اُن کے نام سے نہ پکارو (بہ کہو: ابا جان، اُمّی جان وغیرہ) اُن کے آگے آگے نہ چلو، اُن سے پہلے نہ بیٹھو، کوئی کام ایسا نہ کرو کہ جس کی وجہ سے لوگ اُنھیں بُرا بھلا کہیں۔"

* ..... (نور الثقلین جلد ۳ صـ۱۴۹)

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "وہ شخص خاک میں مل گیا جس نے اپنے والدین کو پایا اور اُن کی خدمت کر کے جنّت حاصل نہ کر لی۔" نیز فرمایا: "جنّت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

* ..... (الحدیث)

احادیثِ رسولِ اکرمؐ

(۱) زندگی میں اُن کی جان و مال سے خدمت کرے۔ (۲) دل سے اُن کی تعظیم کرے۔ (۳) مرنے کے بعد اُن کی نمازِ جنازہ پڑھے۔ (۴) اُن کے لیے

www.drhasanrizvi.com

دُعاء اور استغفار کرے۔ (۵) اُن سے کیے ہوئے عہد، معاہدے اور وعدے جس قدر ممکن ہو پورے کرے۔ (۶) اُن کے عزیزوں، دوستوں سے محبت کرے، اُن کی عزت کرے اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ (۷) بڑھاپے میں کسی طرح اُن کی خدمت سے ہاتھ نہ اُٹھائے۔ (۸) سخت کلامی تو کجا، اُن کی سختی پر "اُف" تک نہ کرے۔ (۹) ابنِ مسیبؒ نے فرمایا کہ: "اُن کی سختیوں کو اس طرح برداشت کرے اور اس طرح کلام کرے جیسے ایک خطا کار غلام اپنے سخت مزاج آقا کی سختیوں کو برداشت کرتا اور اُس سے گفتگو کرتا ہے۔

*...... (شیخ الاسلام عثمانی)

★ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

(۱) ماں باپ کے طلب کرنے سے پہلے اُن کی ضروریات کو پورا کرے۔

(۲) اُن کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرے۔

(۳) اُن کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو بلند نہ کرے۔

(۴) اُن کے آگے نہ چلے۔

*..... (نور الثقلین)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کچھ لوگ اپنے ماں باپ کی زندگی میں تو اُن کی اطاعت کرنے والے ہوتے ہیں لیکن اُن کے مرنے کے بعد خدا اُن کو عاقِ والدین لکھتا ہے۔ کیونکہ وہ والدین کے مرنے کے بعد اُن کا حق ادا نہیں کرتے۔ اسی طرح بہت سے لوگ والدین کی زندگی میں تو والدین کے فرماں بردار نہیں ہوتے ہیں لیکن اُن کے مرنے کے بعد خدا اُن کو والدین کا فرماں بردار لکھتا ہے۔ اس لیے کہ وہ والدین کے مرنے کے بعد اُن کے حقوق ادا کرنے لگتے ہیں۔" *.... (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

★ مرنے کے بعد والدین کے حقوق یہ ہیں کہ (۱) اُن کے قرضے اور واجبات، عہد اور معاہدے پورے کرے (۲) اُن کے لیے توبہ و استغفار اور نیک اعمال کرے (۳) اُن کے عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔
★ --- (مؤلف - ملخص از احادیث و احکامات)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:
"جو شخص والدین کی اطاعت نہ کرے، پھر وہ جس قدر بھی عبادت کرے گا، جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (انوار النجف)

★ (آیت ۲۴ سے متعلق)

وہ حقوق و فرائض جو انسان پر واجب الادا ہیں

★ ماں باپ کے بعد رشتہ داروں، ہمسایوں اور دوسرے تمام حاجتمندوں کے حقوق ادا کرے۔ اجتماعی زندگی میں اس طرح حصہ لے کہ سب سے ہمدردی کرے۔ ہر کمزور و محتاج کی مدد کرے، ہر مسافر کی مہمان نوازی کرے، ہر انسان کا حق پہچانے اور محسوس کرے، والدین کی خدمت اس طرح کرے کہ گویا وہ اپنا فرض اور اُن کا حق ادا کر رہا ہے اُن پر کوئی احسان نہیں کر رہا ہے۔ اگر کسی کی خدمت نہ کر سکے تو اُس سے معافی طلب کرے اور خدا سے اُس کے لیے دعا کرے اور فضل طلب کرے۔ ★..... (تفہیم القرآن)

★ (اسی لیے اسلامی تعلیمات میں زکوٰۃ و خمس کو واجب قرار دیا گیا ہے)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
"جو شخص زکوٰۃ (اور خمس) ادا نہ کرے گا، قیامت کے دن سارے فقراء و مساکین اُس کے گریبان کو پکڑ کر اُس سے اپنا حق طلب کریں گے۔" ★..... (الحدیث)

نتائج و تعلیمات فقہاء اور محققین نے نتیجے نکالے کہ: (۱) والدین کی صرف خدمت کرنا ہی واجب نہیں ہے بلکہ اُن سے دلی محبت کرنا بھی واجب ہے (۲) کیونکہ اس آیت میں والدین کے لیے دعا کا حکم بھی دیا جا رہا ہے، اور دعا اُسی وقت کی جاتی ہے جب انسان کسی سے قلبی تعلق یا محبت رکھتا ہو۔ (اس لیے دعا بھی کی جائے) ★... (جصاص)

www.drhasanrizvi.com

رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِىۡ (٢٥) تمہارا پالنے والا مالک تمہارے
نُفُوۡسِكُمۡ‌ؕ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا دلوں تک کے حال کو خوب اچھی طرح
صٰلِحِيۡنَ فَاِنَّهٗ كَانَ جانتا ہے۔ اگر تم نیک ہو تو وہ لَو لگانے
لِلۡاَوَّابِيۡنَ غَفُوۡرًا ○ ٢٥ والوں اور اُس کی طرف لَوٹنے والوں
کو بڑا معاف کر دینے والا ہے۔

نتیجہ۔ کسی بیٹے کے خلاف کسی کی سازش

★ محقّقین نے اِس آیت اور پچھلی آیت کو ملا کر یہ نتیجہ نکالا کہ بعض اوقات بھائیوں یا خاندان والوں کی سازشوں سے ماں باپ کے کان کسی بیٹے کے خلاف اِس طرح بھر دیے جاتے ہیں کہ پھر وہ لاکھ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے مگر ماں باپ اُس سے اور زیادہ ناراض ہی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ وہ ناراضگی بے جا ہوتی ہے۔ خداوندِ عالم نے ایسے موقع کے لیے یہ حکم دیا ہے کہ تم اپنے ضمیر کو مطمئن رکھو اور ماں باپ کی ہر ممکن خدمت کرتے رہو۔ اگر تمہارا دل اور کردار ٹھیک ہے، اور والدین خواہ مخواہ ناراض ہوتے جارہے ہیں، تو اِس میں تمہاری کوئی خطا نہیں۔

----- ★ (فصل الخطاب)

★ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔" ★..... (الحدیث)

اَوّابین کی نماز اَوّابین کے معنی توّابین ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں ابنِ بابویہ سے مروی ہے کہ جناب بتول معظمہؑ چار رکعت نماز پڑھتی تھیں۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ سورۂ توحید پڑھا کرتی تھیں۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ اَوّابین کی نماز ہے۔

★..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (۲۶) اور رشتہ داروں، مسکینوں اور
وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ مسافروں کو اُن کا حق دو۔ (۸) اور فضول
وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۲۶ خرچی نہ کرو۔

قرابتداروں کا حق ادا کرو

جب اہلِ بیتِ رسولؐ کا قافلہ گرفتاری کے بعد کوفہ سے شام روانہ کیا گیا تو وہاں ایک شامی نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ امامؑ نے فرمایا: "تو نے قرآن میں یہ آیت پڑھی ہے"؟ پھر حضرت امامؑ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی، اور فرمایا: "ہم ہی وہ رشتہ دارِ رسولؐ ہیں جن کے حق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

(تفسیر مجمع البیان) ......*

★ مہدی خلیفۂ عباسی نے جب لوگوں کے حقوق اُن کو واپس دلوائے تو فرزندِ رسولؐ حضرت امام موسٰی کاظم علیہ السلام نے خلیفہ سے فرمایا: "ہمارے حقوق واپس کیوں نہیں دلوائے جاتے"؟ خلیفہ نے پوچھا: کون سے حقوق؟ "حضرت امامؑ نے فرمایا: "جب رسولِ خداؐ کو فدک کے گرد و نواح میں فتح حاصل ہوئی تو فدک کے لوگوں نے بغیر لڑے جھگڑے فدک کی کچھ زمین حضورؐ کے حوالے کردی۔ کیونکہ یہ زمین بغیر جنگ کیے حاصل ہوئی تھی اس لیے یہ رسولؐ کا حصّہ تھا۔ جب خدا نے یہ آیت بھیجی کہ: "قرابتداروں کا حق دے دو" تو جناب رسولِ خداؐ نے حضرت فاطمہؑ کو بُلا کر فدک کی زمین اُن کے نام لکھدی۔ پھر جب تک رسولِ خداؐ زندہ رہے اُس زمین پر جناب فاطمہؑ کا قبضہ رہا۔ ابوبکر نے خلیفہ ہوتے ہی جناب فاطمہؑ کے کارندوں کو اُس زمین سے نکال دیا۔ جب حضرت فاطمہؑ نے دعوٰی پیش کیا اور گواہ طلب کیے گئے تو حضرت علیؑ، اور اُمِّ ایمن نے گواہیاں دیں۔ ابوبکر نے فدک حضرت فاطمہؑ کو واپس کردیا۔ واپسی پر راستے عمر ملے۔ اُنھوں نے معاملہ پوچھا۔ جب

www.drhasanrizvi.com

حضرت فاطمہ نے ماجرا بتایا اور حضرت ابوبکر کی تحریر دکھائی تو عمر نے تحریر پھاڑ کر پھینک دی۔

★ ---- (تفسیر برہان بروایت کلینی۔ الکافی۔ تفسیر مجمع البیان)

آیت کی تاویل یعنی اوّلین معنی

جب یہ آیت اُتری کہ: "قرابتداروں کو اُن کا حق دے دو۔" تو جناب رسولِ خدا نے اس کی تعمیل کرتے ہوئے باغِ فدک جناب فاطمہ زہرا کے نام لکھدیا۔ اِس لیے اِس آیت میں "مسکین" سے اوّلین مراد وہ مسکین ہے جو اولادِ فاطمہ سے ہو اور مسافر سے بھی اوّلین مراد وہ مسافر ہے جو اولادِ فاطمہ سے ہو۔

غرض یہ آیت خاص طور پر جناب سیّدہ فاطمہ زہرا کی شان میں اُتری۔

★--- (تفسیر صافی صہ ۲۸۸، میزان اعتدال جلد ۲، تفسیر قمی، کنز العمال جلد ۲ صہ ۱۵۸، مجمع البیان، نور الثقلین جلد ۳ صہ ۱۵۵)

★ پچھلی آیت میں والدین کی خدمت کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کے فوراً بعد رشتہ داروں کی خدمت کا حکم ہوا جس طرح ہم پر ہمارے رشتہ داروں کا حق ہے اس کہیں زیادہ رسولِ اکرم کے رشتہ داروں کا بھی حق ہم پر ہے اس لیے کہ انھوں نے ہماری ہدایت فرمائی اور روحانی تربیت فرمائی ہے۔ اسی لیے سورۂ شوریٰ ۴۲ آیت ۲۳ میں رسول کے قرابتداروں سے محبت کا حکم دیا ہے کہ: "اے رسول! کہدیجیے کہ میں تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا سوا اس کے تم میرے قرابتداروں سے محبت کرو۔ اور جو شخص یہ نیکی کمائے گا، ہم تو اُس کی نیکیوں میں اضافہ کریں گے۔ اللہ بڑا معاف کرنے والا، قدر دان ہے۔"

فضول خرچی کے معنی

(۱) خدا کی اطاعت کے خلاف خرچ کرنا۔ (۲) چیزوں کو ضائع کرنا۔

★ ایک روز آنحضرت نے دیکھا کہ لوگ کھجوریں کھا کر گٹھلیاں پھینک رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "ایسا نہ کرو یہ تبذیر (فضول خرچی) ہے۔" ★ اسی طرح حضور نے ایک صحابی سعد کو اِس طرح وضو کرتے دیکھا کہ وہ پانی بہائے چلے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اِسراف کیوں کر رہے ہو؟" سعد نے عرض کی: "وضو میں بھی اسراف ہو سکتا ہے؟" فرمایا: "ہاں۔ اگرچہ تم بہتے ہوئے دریا ہی کے کنارے وضو کر رہے ہو۔" ★---- (تفسیر صافی)

★ حضرت علی نے فرمایا: "خبردار مال کو اُس کے مقام استحقاق کے علاوہ خرچ کرنا بھی اسراف ہے۔" ---- (نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝۲۷

(۲۷) (کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ بے محل اور حد سے زیادہ اندھا دھند خرچ کرنے والے لوگ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پالنے والے مالک کا ناشکرا ہی تو تھا۔

خرچ میں میانہ روی کی تعلیم

علماءِ اخلاق نے نتیجہ نکالا کہ خداوند عالم نے یہ حکم نہیں دیا کہ انسان اپنی آرائش و زیبائش پر کچھ خرچ نہ کرے۔ البتہ جائز حدود کے اندر رہ کر خرچ کرنے کی اجازت دی۔ فضول خرچی (تبذیر) سے روکا ہے۔ یعنی ضرورت سے زیادہ، بے محل یا معصیت پر خرچ کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اِن بے محل اور حرام اخراجات میں لازمی طور پر وہ تمام اخراجات شامل ہیں، جو صرف دکھاوے ہی کے لیے اور اپنی برتری جتانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ خداوند عالم کا ایسے فضول خرچ لوگوں کو شیطان کہنا کتنی سخت مذمت اور تحقیر ہے۔

* ---- (تفسیر ماجدی)

جو پیسہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے وہ میانہ روی میں شمار ہوتا ہے

صافی میں بروایت عیاشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ "ہر وہ پیسہ جو خداوند عالم کی نافرمانی میں خرچ کیا جائے وہ "تبذیر" یعنی فضول خرچی ہے۔ اور جو پیسہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے وہ میانہ روی شمار ہوتا ہے۔

اور ایک روایت میں ولائے علیؑ سے روگردانی کو "تبذیر" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کی اصل "بذر" ہے "بذر" بیج کو کہتے ہیں اور بیج کو کھیت میں منتشر کیا جاتا ہے! اسی نسبت سے فضول خرچی ہے جس میں پیسہ کو ادھر اُدھر منتشر کیا جاتا ہے۔

* ---- (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ (۲۸) (۹) اگر تمھیں اُن (رشتہ داروں وغیرہ)
ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ سے کترانا پڑے تو بھی اختیار کرنا پڑے
تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا اس بنا پر کہ ابھی تم اللہ کی اُس رحمت
مَّيْسُوْرًا ۝ ۲۸ کو تلاش کر رہے ہو جس کے تم اُمیدوار
ہو (یعنی فی الوقت تم اتنا مال نہیں رکھتے کہ اُن کی ضروریات کو پورا کر سکو)
تو بھی اُن سے بہت نرمی کے ساتھ بات چیت اور معذرت کرو۔

کسی کی مدد نہ کر سکو تو نرمی سے معذرت کرلو

اِس آیت کے نازل ہونے کے بعد اگر کوئی شخص جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مانگتا تھا اور آپؐ کے پاس کچھ دینے کے لیے نہ ہوتا تھا تو آپؐ فرما دیا کرتے تھے: "اللہ اپنے فضل و کرم سے ہم کو بھی رزق دے اور تم کو بھی۔"

٭...... (تفسیر صافی ص ۲۸۹ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

شانِ نزول ایک دفعہ ایک شخص نے جنابِ رسولِ خداؐ سے کچھ مانگا۔ آپؐ کے پاس کچھ نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا: "انشاءاللہ جب ہوگا تب دوں گا۔" اُس نے کہا: "یا رسول اللہؐ! اپنی قمیص ہی مجھے عطا فرمائیں۔" آپؐ نے اپنی قمیص اُتار کر دیدی۔ اِس پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

٭...... (تفسیر صافی ص ۲۸۹ بحوالہ تفسیر قمی)

نتیجہ علماءِ اخلاق نے نتیجہ نکالا کہ اگر وسائل کی کمی کی وجہ سے اولاد، والدین کا کوئی مطالبہ پورا نہ کر سکے، تو بھی اُن کی بات کو یکسر رد نہ کرنا چاہیئے، بلکہ اللہ کی رحمت کی اُمید پر ممکنہ کوشش کرنے کا وعدہ کرلو، تا کہ دل شکنی نہ ہو۔

٭...... (مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُولَةً (۲۹) (۱۰) نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے بندھا
إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبۡسُطۡهَا ہوا رکھو اور نہ اُسے بالکل ہی کھلا
كُلَّ ٱلۡبَسۡطِ فَتَقۡعُدَ مَلُومًا چھوڑ دو۔ (یعنی) نہ تو بالکل کنجوسی
مَّحۡسُورًا ۝ ۲۹ سے کام لو اور نہ بیجا فضل خرچی یا خیرات
دینا شروع کر دو، کہ پھر (لوگوں کی) لعنت ملامت میں گرفتار ہو کر سخت
پریشان اور بالکل عاجز ہو کر رہ جاؤ۔

شانِ نزول

ایک دفعہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس سونا آگیا۔ آپؐ نے پسند نہ فرمایا کہ سونا صبح تک آپؐ کے پاس محفوظ رکھا رہے۔ آپؐ نے اُسی رات مستحقین میں تقسیم فرما دیا۔ جب صبح سائلین پہنچے تو آپؐ نے معذوری ظاہر فرمائی۔ اِسی پر یہ آیت اُتری۔

* ---- (تفسیر صافی)

★ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک یہودی عورت نے اپنے بیٹے کو جنابِ رسولِ خداؐ کی خدمت میں لباس مانگنے کے لیے بھیجا۔ اور بیٹے کو یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر حضورؐ معذوری ظاہر کریں تو اُن سے اُن کی ذاتی قمیص مانگ لینا۔ چنانچہ اُس لڑکے نے ایسا ہی کیا۔ اِس پر حضورؐ نے اپنی قمیص اُتار کر دے دی۔ کیونکہ آپؐ کے پاس دوسری قمیص نہ تھی اِس لیے مسجد میں نماز کے لیے تشریف نہ لا سکے۔ کفّار نے بدنام کیا کہ سوتے رہ گئے یا لہو ولعب کی وجہ سے نماز پڑھنا بھول گئے۔ (معاذ اللہ) اِسی واقعے پر یہ آیت اُتری۔

* ---- (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

خرچ کرنے کا سلیقہ

"ہاتھ باندھنے" کے معنی "بُخل کرنا" اور "ہاتھ کُھلے چھوڑ دینے" سے مراد ہے "فضول خرچی کرنا"۔ مطلب یہ ہے کہ نہ بخیل بن کر دولت کی گردش کو روکو اور نہ فضول خرچ بن کر اپنی معاشی طاقتوں اور وسائل کو برباد کرو۔ ایسا توازن پیدا کرو کہ بجا خرچ سے ہاتھ نہ رُکیں اور بے جا خرچ پر ہاتھ نہ بڑھیں۔ فخر، عیّاشی، نمائش، فسق وفجور، بدکاری اور ظلم وستم پر دھیلا خرچ نہ ہونے پائے، اور اپنی ضروریات اور انسانیت کے مفید کاموں پر خرچ کرنے میں ہچکچاہٹ نہ ہو۔

بُخل اور فضول خرچی کی سخت مذمّت

اب رہے وہ جو اپنی دولت غلط راستوں پر بہا دیتے ہیں، وہ خدا کی نعمتوں کا کفران کرتے ہیں، وہی شیطان کے بھائی ہیں۔ ★ .... (تفہیم)

★ اسی لیے اسلام نے فضول رسموں کو ختم کرنے کا حکم دیا ہے، عیّاشی کی تمام حرام مدوں کو یکسر ختم کیا ہے، ساتھ ساتھ زکوٰۃ (خمس)، صدقات وخیرات کے احکامات کے ذریعہ بخل کا سر کچل دیا ہے، دولت کو ایک جگہ جمع ہونے سے ہر طرح روکا ہے۔ فیّاضی اور فضول خرچی کو دو الگ اور متضاد چیزیں قرار دیا ہے۔ بخیلوں کو ذلیل کیا ہے اور دولت کو حد سے زیادہ جمع کرنے پر جہنّم کی سزا سنائی ہے۔ ★ .... (تفہیم)

نتیجہ علماءِ اخلاق نے نتیجہ نکالا کہ بُخل سے کام لینے سے انسان خدا کی اور لوگوں کی لعنتوں میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ اور فضول خرچی اور بیجا خرچ کرنے سے آخر کار انسان رنج وحسرت میں مبتلا ہوجاتا ہے
★ .... (تفسیر تبیان)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جس نے اخراجات میں میانہ روی اختیار کی وہ کبھی محتاج نہیں ہوا۔" (الحدیث)
★ .... (تحف العقول، شیخ الاسلام عثمانی)

★ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا: "خدا نے کسی کو وسیع رزق دے کر خوشحال بنایا اور کسی کو تنگیٔ رزق اور بدحالی میں مبتلا کیا اور یہ سب اُس کا عدل ہے۔ پس خوشحالی وبدحالی دونوں امتحان کے لیے ہیں، تاکہ غنی کا شکر اور فقیر کا صبر معلوم ہو۔" (صافی)
★ .... (نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ (۳۰)
لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ
بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۳۰ ع ۳

یہ حقیقت ہے کہ تمہارا پالنے والا مالک جس کے لیے چاہتا ہے روزی کو وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے روزی کو تنگ کر دیتا ہے۔ (کیونکہ) حقیقتاً وہ اپنے بندوں کے حالات کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے اور انھیں خوب اچھی طرح سے دیکھ بھی رہا ہے۔

نتائج و تعلیمات

محققین نے اس آیت سے نتیجے نکالے کہ (۱) اللہ نے جو رزق کی تقسیم میں لوگوں میں فرق رکھا ہے اُس میں سیکڑوں مصلحتیں ہیں۔ کیونکہ حکیمِ مطلق کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ (۲) یہ فرق فطری اور خداساز ہے۔ (۳) یہ فرق حقیقی برتری یا کمتری کا معیار نہیں بن سکتا۔ (۴) دوسری آیت میں بتایا گیا کہ یہ فرق ہم نے اس لئے رکھا ہے تاکہ ایک آدمی دوسرے کی خدمت کرنے پر مجبور ہو۔ اور اس طرح معاشرے ترقّی کر سکیں۔ (۵) کائنات میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے خدا کی طرف سے ہو رہا ہے۔ یونہی اندھا دھند بے مقصد اور بے مصلحت نہیں ہو رہا ہے۔ سب کچھ آیینِ حکمت اور مصلحت کے تقاضوں کے مطابق ہو رہا ہے۔ اس لیے کہ ہر کام وہ ذات کر رہی ہے جو حکیمِ مطلق ہے۔

* ---- (تفسیرِ کبیر)

★ لیکن جہاں تک تقسیمِ دولت کا مسئلہ ہے، اُس میں خود انسانوں کے بنائے ہوئے نظام کو بھی دخل ہے۔ غلط نظامِ معیشت اور لوگوں کا بُخل اور دولت کا بے جا استعمال یا بے جا دولت کا جمع کرنا بھی ملکوں کو معاشی تنگیوں اور سختیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ خود خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ: "زمین میں خرابی لوگوں کے بُرے کاموں کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہے۔" (القرآن)

* ---- (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

حاصلِ کلام

آیت کی اصل تعلیم یہ ہے کہ یہ بات اچھی طرح سے تم سمجھ لو کہ روزی کم یا زیادہ کرنا خداوندِ عالم کے قبضہ میں ہے۔ تمھارا کام میانہ رَوِی اختیار کرنا ہے۔ یعنی خدائے تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔

٭..... (شیخ الاسلام عثمانی)

★ دوسری تعلیم یہ دی گئی کہ "محتاج کو دیکھ کر بالکل بے تاب نہ ہو جاؤ۔ اب اُس کی حاجت روائی تمھارے ذمّے نہیں، اللہ کے ذمّے ہے۔" یہ باتیں خاص طور پر حضورِ اکرمؐ سے فرمائی گئیں جو بے حد سخی واقع ہوئے تھے۔ مگر لوگوں کو پابند کیا دینے کا۔

٭..... (شاہ ولی اللہ)

★ آخر میں خدا کا فرمانا: "وہی اپنے بندوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔"

یعنی: خدا ہر بندے کے مزاج اور اُس کی کمزوریوں کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔ اسی لیے حدیثِ قدسی میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے: "میرے کچھ بندے تو وہ ہیں جن کے احوال کا ٹھیک ہونا اُن کے فقیر رہنے میں ہے، اگر میں اُن کو غنی کر دیتا تو اُن کا دین تباہ ہو جاتا۔ اِس کے برعکس میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ جن کو میں نے دولت مند بنایا۔ اگر میں اُن کو فقیر بنا دیتا تو وہ دین پر قائم نہ رہتے، اور میں اپنے بندوں کی مصلحتیں خود ہی بہتر جانتا ہوں۔"

٭.... (حدیثِ قدسی)

★ اِس کے علاوہ بعض لوگوں کو خداوندِ عالم صرف مہلت دینے کے لیے غنی (مال دار) بناتا ہے، جو اصل میں "استدراج" ہے۔ یعنی آہستہ آہستہ خدا کی سزا تک پہنچنا ہوتا ہے۔ (خدا ہم کو اپنے اِس قانون سے بچائے رہے)

٭.... (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ (۳۱) (۱۱) اور اپنی اولاد کو غربت یا فقر

خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ فاقہ کے خوف سے قتل نہ کرو۔

نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ ہم انھیں بھی رزق دیں گے اور

اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً تمھیں بھی۔ حقیقتاً اُن کو قتل کرنا

كَبِيْرًا ۝ ۳۱ ایک بہت ہی بڑی غلطی ہے۔

نسل کُشی کی مذموم رسم

مطلب یہ ہے کہ اپنی اولاد کو فقر و فاقے کے خوف سے نہ مار ڈالو۔ کیونکہ عرب اسی خوف سے اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے۔

★ ...... (تفسیر صافی ص ۲۸۹)

★ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حاجی کو "املاق" کبھی نہیں ستاتا۔" حضرت امامؑ سے پوچھا گیا کہ "املاق" کیا چیز ہے؟ فرمایا: افلاس" پھر حضرت امامؑ نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا۔

★ ...... (تفسیر صافی ص ۲۸۹ بحوالہ تفسیر قمی)

★ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا: تَنَاكَحُوْا وَتَنَاسَلُوْا تَكْثُرُوْا فَاِنِّيْ اُبَاهِيْ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَوْ بِالسِّقْطِ: یعنی "نکاح کرو اور نسل کثرت سے بڑھاؤ کیونکہ روز قیامت میں تمام انبیاء کی اُمتوں کے مقابلہ میں فخر کروں گا اور جس بچہ کا اسقاط ہو گیا ہو گا وہ بھی میری اُمت میں شامل ہو گا۔" (الحدیث)

نتیجہ محققین نے نتیجہ نکالا کہ: تاریخِ انسانی کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں کمانے والی آبادی جتنی بڑھتی گئی اُس سے کہیں زیادہ معاشی وسائل وسیع ہوتے گئے۔ بشرطیکہ وہاں کے لوگوں نے کمانے کے ساتھ ساتھ کام بھی کیا ہو۔

★ ...... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ (۳۲) اور زنا کے تو قریب بھی نہ جانا۔ (۱۲)
كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۳۲ یہ حقیقت ہے کہ زنا بہت شرمناک
گناہ ہے اور بہت ہی بُرا طریقہ ہے۔

زنا کی مذمّت اور نقائص

"زنا کے قریب نہ پھٹکو" کے معنی یہ ہیں کہ صرف یہی نہیں کہ زنا سے بچو۔ بلکہ زنا کے مقدمات اور اُس کے ابتدائی محرّکات سے بھی دور رہو۔ اسی اصول کی بناء پر معاشرتی زندگی کی تشکیل کی جانی چاہیے۔

اسی زناکاری سے بچنے کے لیے اسلام میں (۱) تہمتِ زنا، فواحش، شراب نوشی، موسیقی، رقص، عریانی، پر بندشیں لگائی ہیں، اور اِن کو قابلِ سزا جرم قرار دیا ہے۔ (۲) پھر نکاح کو آسان کر کے زناکاری کی جڑیں کاٹ دی ہیں۔

* - - - - (تفہیم القرآن)

زنا کے نتائج

زناکاری انسان کی روحانی، اخلاقی، جسمانی اور ذہنی طہارت کو فنا کردیتی ہے۔ معاشرتی شرافت اور اجتماعی صالحیت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ ذاتی پاکیزگی، شرافت اور عبدیت مسخ اور تباہ ہوجاتی ہے۔ معاشی اور گھریلو زندگی تہ و بالا ہوجاتی ہے۔ طرح طرح کی جسمانی، جلدی اور ذہنی بیماریاں عام ہوجاتی ہیں۔ غرض زناکاری انسانیت اور شرافت کے چہرے پر کلنگ کا ٹیکہ ہیں۔ پھر اس کا آخری نتیجہ قتل، ڈاکہ اور غارتگری کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ (الامان الحفیظ)

* - - - - (ماجدی)

★ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "زنا کے چھ بُرے اثرات ہوتے ہیں: تین کا تعلق دنیا سے ہے اور تین کا تعلق آخرت سے ہے

www.drhasanrizvi.com

★ دنیوی بُرے اثرات یہ ہیں کہ یہ عمل (۱) انسان کی نورانیت گنوا دیتا ہے۔ (۲) روزی منقطع کر دیتا ہے (۳) جلد فنا کر دیتا ہے۔

★ آخرت کے اثرات یہ ہیں کہ یہ عمل (۱) خدا کے غضب کو بھڑکاتا ہے۔ (۲) حساب کتاب میں سختی کی جاتی ہے۔ (۳) جہنّم میں داخلے کا سبب بنتا ہے۔

★..... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر نمونہ)

زنا کے مزید نقصانات

(۱) زنا سے نسب تباہ ہوتے ہیں۔ (۲) لڑائیاں، جھگڑے، قتل و غارت کا بازار گرم ہوتا ہے۔ (۳) دوسرے نیک لوگ بھی اس گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (۴) جب زنا کے راستے کھلتے ہیں تو ہر شخص دوسرے کی عورت پر نظر رکھنے لگتا ہے"۔

★..... (شیخ الاسلام عثمانی)

ایک واقعہ

جناب رسولِ خداؐ سے ایک شخص نے عرض کی، کہ مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجیے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "کیا یہ حرکت تو اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپی یا خالہ سے کرنا چاہتا ہے"؟ اُس نے عرض کی: "یارسول اللہؐ! خدا مجھ کو آپؐ پر قربان کرے۔ ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔" فرمایا: "دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، پھوپیوں اور خالاؤں کے ساتھ یہ فعل گوارہ نہیں کرتے۔" پھر آپؐ نے اُس کے لیے دعا فرمائی: "خدایا! اس کے گناہ معاف کردے اس کے دل کو پاک کردے، اس کی شرمگاہ کو محفوظ کردے"..... ابو اسامہ فرماتے ہیں کہ "اس کے بعد اُس شخص کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ کسی نامحرم عورت کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا"۔ ★..... (شاہ ولی اللہ)

زنا سے بچنے کے طریقے

(۱) اسلام نے نکاح کو آسان کیا ہے۔ (۲) تعدّدِ ازواج بھی زناکاری سے روکتا ہے۔ اِس طرح بہت سی بے سہارا عورتوں کو سہارا مل جاتا ہے۔ (۳) فقہ جعفری میں متعہ کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ خاص طور پر حالتِ سفر میں، جبکہ عورت خود مختار اور آزاد رہنا چاہتی ہو، متعہ سے بہتر کوئی اور طریقہ ممکن نہیں۔ ★..... (مؤلّف)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ (۳۳) اور کسی کی جان نہ لو جسے اللہ نے
حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ محترم قرار دیا ہے، مگر کسی حق کی بنا پر، اور
قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا ہو، تو اُس کے
لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ وارث کو ہم نے قاتل پر قابو دیا ہے۔
فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝۳۳ (یعنی مقتول کے قصاص لینے کا

حق اور اختیار دیا ہے) پس چاہیئے کہ وہ قتل کرنے میں حد سے آگے نہ بڑھے۔ یقیناً (قصاص لینے میں) اُس کی مدد کی جائے گی۔

آیت کی تاویل یعنی اوّلین معنی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "یہ آیت (اوّلین معنی میں) حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں اُتری ہے۔ کیونکہ اگر تمام اہلِ زمین بھی اُن کے خونِ ناحق کے عوض میں قتل کر دیے جائیں، تو بھی اسراف نہ ہوگا۔"

(تفسیر صافی ص ۲۸۹، بحوالہ کافی)

قتلِ نفس میں خودکشی بھی شامل ہے

"قتلِ نفس" سے مراد دوسرے کو قتل کرنا بھی ہے اور خودکشی بھی ہے۔ انسان جس طرح دوسروں کی جان کا مالک نہیں، خود اپنی جان کا بھی مالک نہیں ہے۔ سب کی جانیں اللہ کی ملکیت ہیں۔ ہم اُس کو تلف تو کیا، بے جا استعمال کرنے کے بھی مجاز نہیں۔ خدا نے دنیا کو امتحان گاہ بنایا ہے، اور ہم کو امتحان کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس لیے ہم کو حق نہیں کہ امتحان گاہ سے بھاگ کھڑے ہوں۔ خودکشی کر کے حقیقتاً انسان دنیا کی

چھوٹی چھوٹی تکلیفوں، ذلتوں، زحمتوں سے بچ کر ابدی تکلیفوں اور بے پناہ رسوائیوں کی طرف بھاگتا ہے۔

قتل کا جواز کسی کا قتل صرف پانچ صورتوں میں جائز ہے (۱) قتلِ عمد کرنے والے کا قتل بطور قصاص۔ (۲) دینِ حق کے راستوں کو روکنے والا (۳) اسلامی نظامِ حکومت کو اُلٹنے کی کوششیں کرنے والا۔ (۴) شادی شدہ مرد یا عورت کے زنا کی سزا موت ہے۔ (۵) ارتداد یعنی کافر ہو جانا۔

سلطان کے معنی خدا کا فرمانا کہ "جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا ہے اُس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق (سلطان) عطا کیا ہے۔" یہاں "سلطان" سے مراد وہ حجت اور حق ہے جس کی بناء پر قاتل کا وارث قصاص کا مطالبہ کرتا ہے۔ یعنی قاتل کے وارث کو پورا حق ہے کہ قصاص کا مطالبہ کرے یا خون بہا لے کر معاف کر دے۔

(ابن عباس، سعید ابن جبیر، مجاہد از جصاص و تفسیر کبیر)

قتل میں حد سے گذرنے کے معنی قتل کے حد سے گذرنے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً جوشِ انتقام میں مجرم کے علاوہ دوسروں کو قتل کر دینا، مجرم کو سخت تکلیفیں دے کر قتل کرنا، لاش پر غصہ نکالنا، خون بہا لینے کے بعد پھر قتل کر دینا، (قاتل کی بیوی، بچوں یا عزیزوں پر ظلم ڈھانا قاتل پر جھوٹے الزامات لگانا) وغیرہ۔ * ..... (تفہیم)

★ **مظلومانہ قتل** میں ہر وہ قتلِ عمد شامل ہے جو غیر شرعی ہو۔ البتہ اِس میں قتلِ خطاء داخل نہ ہوگا۔

...... (بیضاوی)

نتائج و تعلیمات (۱) جب تک شرعی جواز پیدا نہ ہو جائے، اُس وقت تک کسی کو قتل کرنا جائز نہیں۔

(۲) قتل کے معاملے میں حد سے آگے بڑھ جانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک آدمی کے قتل

www.drhasanrizvi.com

کے بدلے میں دشمن کے کئی کئی آدمی قتل کر دیے جائیں، جبکہ اُن کا اُس قتل سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔
* ..... (فصل الخطاب)

(۲) اور خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "قاتل کے وارث کی مدد کی جائے گی"۔ کا مطلب یہ ہے (۱) بے گناہ قتل کی صورت میں اللہ اُن کی مدد کرے گا، اور یہ کہ (۲) حکومتِ اسلامی اور تمام مسلمانوں کو بے گناہ مقتول کے وارثوں کی مدد کرنی چاہیے۔"
* ..... (ماجدی)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے سوا اس کے کہ وہ قاتل ہو، شادی شدہ ہو کر زنا کرے، یا اپنا دین چھوڑ کر مسلمانوں سے الگ ہو جائے۔"
* ..... (بخاری شریف، مسلم شریف، تفسیر فی ظلال جلد ۵ صـ ۲۲۳)

قتل میں اسراف نہ کرو

حضرت علی علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی: "اے اولادِ عبدالمطلب! میری شہادت کے بعد مسلمانوں کا خون نہ بہانا۔ آگاہ رہو کہ صرف میرا قاتل قتل کیا جائے۔ اور اُسے بھی صرف ایک ضرب لگانا۔ (کیونکہ اُس نے مجھے صرف ایک ضرب لگائی ہے) اور قتل کے بعد اُس کی ناک کان وغیرہ نہ کاٹنا۔"
* ..... (نہج البلاغہ حصہ مکتوبات ۴۷)

"سلطان" کے معنی کی مزید وضاحت

خدا کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ مظلومانہ مقتول کے وارث کو بدلہ لینے کا حق خدا نے عطا فرمایا ہے اور حکام کو حکم دیا ہے کہ اُس کے حق دلوانے میں کوئی کمی نہ کریں، بلکہ یہ بھی لازم ہے کہ ایسے ظلوم کے قتل کا بدلہ دلانے میں مدد کرے، مگر ایک کے بدلے زیادہ کو مارنے کا جواز نہیں ہے۔ اگر قاتل ہاتھ نہ آئے تو اُس کے بھائی یا بیٹے وغیرہ کو نہ مارا جائے۔ جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔
* ..... (شیخ الاسلام عثمانی)

قاتل کی توبہ

جناب رسولِ خداؐ سے پوچھا گیا کہ قاتلِ عمد کی توبہ کیا ہے؟ فرمایا: (۱) قاتل کو مقتول کے بجائے قتل کیا جائے۔ یا (۲) مقتول کے وارث قاتل کو معاف کر دیں یا (۳) مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں اور قاتل دیت ادا کر دے۔ * (روح البیان۔ روایۃ انس ؓ)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ (۱۴) اور یتیم کے مال کے پاس بھی
اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى نہ پھٹکو، مگر ایسے طریقے سے جو سب سے
يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا اچھا ہو، یہاں تک کہ وہ جوانی اور
بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ تمیز کی عمر کو پہنچ جائے۔
مَسْئُوْلًا ۝ ۳۴ (۱۵) اور عہد کو پورا کرو۔ یقیناً عہد کے

بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔ (یا) عہد کے بارے میں تم کو جواب دینا ہوگا۔

"سب سے اچھا طریقہ" کا مطلب

خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکو، مگر ایسے طریقے سے جو سب سے اچھا ہو۔" "سب سے اچھے طریقے" کے تحت وہ سارے طریقے آ گئے جن سے خود یتیم کو فائدہ پہنچے، خواہ وہ تجارت ہو یا کوئی اور طریقہ ہو۔

* ..... (جصاص)

★ مطلب یہ ہے کہ یتیم کے مال کو بے ایمانی کی نیّت سے ہاتھ نہ لگانا۔ ہاں اگر یتیم کے مال کی حفاظت اور یتیم کی خیر خواہی کے لیے ضروری ہو تو مال کو لگاؤ۔ لیکن جس وقت یتیم جوان ہو جائے اور اپنے نفع نقصان کو سمجھنے لگے تو اُس کا مال اُس کے حوالے کردو۔

* ..... (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

وَ اَوۡفُوا الۡکَیۡلَ اِذَا کِلۡتُمۡ (۳۵) اور جب ناپو تولو ⁽¹⁶⁾ تو ناپ پوری

وَ زِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ کرو۔ اور تولو تو ٹھیک ترازو سے

ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۳۵﴾ تولو۔ یہی سب سے اچھا طریقہ ہے' اور انجام

نتیجہ کے اعتبار سے بھی یہی بات زیادہ اچھی ہے۔

صحیح ناپ تول کا حکم

اس آیت نے ہر قسم کی کاروباری بے ایمانی اور حق تلفی کا سدِباب کر دیا۔ صحیح ناپ تول کا یہ قانون تجارتی اور معاشرتی زندگی کے ہر ہر پہلو پر لازمی طور پر فرض کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زندگی کے ہر معاملے میں پوری دیانت سے کام لینا ضروری ہے۔ دوسروں کے حقوق کی رعایت' امانت اور صداقت کا حق ادا کرنا لازمی ہے۔

★ ...... (ماجدی)

۵ سبق پڑھ پھر صداقت کا' عدالت کا' شجاعت کا :: لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

★ ..... (اقبالؔ)

★ ڈنڈی مارنے سے تجارتی' معاشی' اخلاقی' تمدنی نظام درہم و برہم ہو جاتا ہے۔ باہمی اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت شعیبؑ نبیِ خدا کی قوم یہی جرم کرتی تھی اسی لیے اُس پر عذاب آیا۔

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص حرام پر قدرت پانے کے باوجود خدا کے خوف سے رُک جائے تو خدا اسی دنیا میں اُس نعمت کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔" (جیسے اُس نے حرام سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔)

(شیخ الاسلام عثمانی) ★ ... (الحدیث)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے' کہ: "اکبر الکبائر" یعنی بڑے سے بڑے گناہوں میں یتیم کا مال کھانا بھی شامل ہے۔"

★ ... (اصولِ کافی)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔــوْلًا ۳۶

(۳۶) (۱۷) اور کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کے متعلق تمھیں علم نہ ہو۔ یقیناً کان آنکھ اور دل اِن میں سے ہر ہر چیز کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

قلبی واردات پر بھی گرفت ہوگی

آیت میں خدا کا یہ فرمانا کہ: "کان، آنکھ اور دل سب سے پوچھا جائے گا" اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلبی واردات پر بھی گرفت ہوگی۔ جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ قلبی خیالات پر گرفت نہ ہوگی۔ اِس سے علماء نے نتیجہ نکالا کہ صرف اُن قلبی ارادوں پر گرفت ہوگی جو انسان خود اپنے اختیار سے دل میں لائے گا۔ مثلاً خیالاتِ خبیثہ، حبِ دنیا، تکبر، حسد، نفاق، حرص وغیرہ یہ باتیں انسان اپنے اختیار سے دل میں پیدا کرتا ہے۔ اِس لیے اِن پر گرفت ہوگی۔ رہے وہ خیالات جو از خود دل میں آتے ہیں اور اُن پر ہمارا اختیار نہیں ہوتا، اُن پر گرفت نہ ہوگی۔ کیونکہ

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے۔

"اللہ نے میری اُمّت سے وہ خطائیں معاف فرما دی ہیں جو اُن کے دلوں میں بطور وسوسہ واقع ہوتی ہیں۔" (الحدیث)

★۔۔۔۔ (روح البیان)

★ شاید یہ اِس لیے ہے کہ وسوسے پر انسان کو اختیار نہیں ہوتا، اور یہ بھی خدا کے عدل کی ایک شان ہے۔

★۔۔۔۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ (۳۷) اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو (کیونکہ)(۱۸)
مَرَحًا ۚ اِنَّکَ لَنۡ تَخۡرِقَ یہ حقیقت ہے (کہ اس طرح چل کر)
الۡاَرۡضَ وَ لَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ نہ تو تم زمین ہی کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ
طُوۡلًا ﴿۳۷﴾ تن تنا کر یا اکڑ کر (اونچے لمبے ہو کر)
پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتے ہو۔

پیروں سے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کرو

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند جناب محمد ابن حنفیہ کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ "تمھارے دونوں پیروں کا یہ فرض ہے کہ تم ان کو خدا کی عبادت میں کھڑے کھڑے بوجھل کر دو، اور یہ کہ ان کے ذریعہ سے کوئی نافرمانی کی چال نہ چلو۔" پھر آپؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

★ ----- (تفسیر صافی صفحہ ۲۹۰ بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ)

★ اس آیت میں اگرچہ بظاہر خطاب حضور اکرمؐ سے ہے لیکن اصل مراد امت ہے۔

★ ----- (تفسیر صافی صفحہ ۲۹۰ بحوالہ تفسیر قمی)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "خداوند عالم نے بنی آدمؑ کے تمام اعضاء پر اپنے فرائض مقرر فرمائے اور ہر عضو کا فریضہ دوسرے عضو کے فریضے سے الگ ہے مثلاً آنکھیں حرام کی طرف نہ دیکھیں، کان حرام آواز نہ سنیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اسی طرح اللہ نے پیروں پر فرض کیا کہ اُس طرف نہ جائیں جہاں اللہ کی نافرمانی ہو، اور اُس طرف جائیں جہاں جانے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ قدرت ہوا "وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ... الخ" اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو کیونکہ تم نہ تو بلندی میں پہاڑوں کی برابری کر سکتے ہو اور نہ زور سے زمین پر پیر مار کر زمین کو پھاڑ سکتے ہو۔" لہٰذا انسانیت کا میانہ راستہ اختیار کرو تو

www.drhasanrizvi.com

بہتر ہوگا۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

" وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ ... " (سورۃ ۳۱ لقمان آیت ۱۸-۱۹)

یعنی: " اور لوگوں (کو دکھانے) کے لیے (تکبّر سے) اپنے گال مت پھلاؤ، اور زمین پر اکڑ کر مت چلو۔ بیشک اللہ کسی دھوکے باز شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں میانہ روی رکھو، اور اپنی آواز کو بھی دھیما رکھو۔۔۔ " (القرآن) (تفسیر انوار النجف)

آیت کی تعلیم

اور پیغام یہ ہے کہ " جبّاروں، ظالموں اور متکبّروں کا طریقہ اختیار نہ کرو۔ چال ڈھال، نشست و برخاست، لباس و مکان، سواری اور بات چیت، غرض ہر برتاؤ میں انکساری، تواضع، فقیری اور درویشی کی شان پیدا کرو حتّٰی کہ فاتح بن جاؤ تو اور زیادہ منکسر ہو جاؤ " ٭۔۔۔ (تفہیم)

تکبّر کفر کی جڑ ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: " تکبّر کفر کی جڑ اور بنیاد ہے "۔

" متکبّرانہ چال سے ہر قسم کا تکبّر، اکڑ، مکر، فخر، اِتراہٹ، اِٹھلانا بے جا ناز کرنا بھی مراد ہے " ٭۔۔۔ (مجمع البیان)

★ حدیثِ قدسی میں خدا فرماتا ہے: " تکبّر (یعنی) خود کو بڑا سمجھنا، میری چادر ہے، جو شخص تکبّر کرتا ہے وہ مجھ سے میری چادر کو چھیننا چاہتا ہے۔ " (حدیثِ قدسی)

؎ " تکبّر عزازیل را خوار کرد ؂ بزندانِ لعنت گرفتار کرد۔ " (اقبال)

یعنی: تکبّر نے ابلیس لعین کو ذلیل کر دیا اور لعنت کے قید خانہ میں مقیّد کر دیا۔ جو ہمیشہ کیلئے لعنتی ہوگیا

www.drhasanrizvi.com

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ (۳۸) یہ سب کی سب وہ باتیں ہیں
عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ۳۸ کہ جن کی بُرائی تیرے پالنے والے
مالک کو بہت ناپسند ہے۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "خدا کی ہر نافرمانی ناپسندیدہ ہے۔" ۔۔۔۔* (تفہیم)

تکبر کی ضد انکساری و خاکساری کی مدح

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں لکھا ہے کہ آپؐ زمین پر بیٹھا کرتے تھے، غلاموں کی طرح غلاموں کی سی غذا کھاتے، بکری کا دودھ دوہتے، گدھے کی ننگی پشت پر سوار ہوتے۔

★ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے حالات میں ہے کہ آپ اپنے گھر کے لیے خود پانی بھرتے۔ بعض دفعہ گھر میں خود ہی جھاڑو سے صفائی کرتے۔

★ حضرت امام حسن علیہ السلام کے حالات میں ہے کہ: سواریاں موجود ہونے کے باوجود پیدل حج فرماتے' اور فرماتے کہ "یہ کام میں خدا کی بارگاہ میں عجز و انکساری کے لیے کرتا ہوں۔ ۔۔۔۔* (تفسیر نمونہ)

آیت کا حاصل

یہ ہے کہ جن باتوں کو پچھلی آیتوں میں منع کیا گیا ہے اُن کے کرنے سے خدا کی بیزاری حاصل ہوگی یعنی خدا سے ہمارے تعلّقات خراب ہوں گے۔ اور جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے ان کے نہ کرنے سے خدا کی بیزاری حاصل ہوگی یعنی اُن کے نہ کرنے سے بھی ہمارے تعلّقات خدا سے خراب ہوں گے۔ ۔۔۔۔* (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۞ ۳۹

(۳۹) یہ حکمت و دانائی کی اُن باتوں میں سے چند باتیں ہیں جو تیرے پالنے والے مالک نے تجھ پر وحی کی ہیں۔ (۱۹) اور (خاص طور پر) اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا لینا، ورنہ تو راندۂ درگاہ، ملامت میں گرفتار، اور ہر بھلائی سے محروم ہو کر جہنّم میں جھونک دیا جائے گا۔

شرک کی انتہائی مذمّت

اِس آیت میں بظاہر خطابِ جنابِ رسولِ اکرمؐ سے ہے مگر اصل مخاطب ہر انسان ہے۔ ---- (تفہیم)

یہ بات شرک کی انتہائی مذمّت کو ظاہر کرنے کے لیے کہی گئی ہے کہ یہ فعل اتنا بُرا ہے کہ اگر میرا سب سے پیارا بندہ بھی، بفرضِ محال کرے گا، تو اُس کو بھی نہ بخشا جائے گا۔ (معاذ اللہ) ---- (مؤلف)

نتائج

(۱) خدا کا یہ فرمانا کہ: "یہ حکمت اور دانائی کی اُن باتوں میں سے چند باتیں ہیں جو تیرے پالنے والے مالک نے تجھ پر وحی کی ہیں۔"

اِس آیت سے علمِ کلام کے محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا کے تمام احکامات بلا وجہ نہیں ہوتے، بلکہ زبردست علم و حکمت، حکیمانہ مصالح و مقاصد کی بناء پر ہوا کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اِن احکامات کو ہم اپنی کوتاہ علمی کے سبب سے نہ سمجھ سکیں۔ ....(مجمع البیان، فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

(۲) خدا کے اس قول سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ خدا کے تمام احکامات میزانِ عقل پر پورے اُترتے ہیں، عقل کے مطابق ہوتے ہیں۔

٭..... (تفسیر نمونہ)

★ اسی لیے فقہاء نے ایک فارمولا بنایا ہے کہ: "کُلَّمَا حَکَمَ بِهِ الْعَقْلُ حَکَمَ بِهِ الشَّرْعُ" یعنی: "جس بات کا حکم عقل دیتی ہے، شریعت بھی اُسی بات کا حکم دیتی ہے۔"

(۳) توحید کی اہمیت

مذکورہ بالا تمام نصائح کو توحید کے بیان سے شروع کیا گیا تھا۔ پھر خاتمے پر بھی توحید ہی کا پیغام دیا گیا۔ اِس سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ "تمام نیکیوں کا آغاز بھی توحید ہی سے ہوتا ہے۔ اور اُن کا کمال بھی توحید ہی کے تقاضوں کے پورا کرنے سے ہوتا ہے۔"

٭..... (شیخ الاسلام عثمانی)

انتہائی حماقت

★ خدا کے لیے بیٹیاں قرار دینے والوں نے خدا کو (معاذ اللہ) جنسِ حیوانات سے سمجھا۔ کیونکہ حیوانات کی خصوصیت ہے توالد و تناسُل۔ جبکہ اللہ اِن اوصاف سے پاک اور بلند ہے۔ کیونکہ توالد و تناسل بقائے نسل کے لیے ہوتی ہے، اور اللہ کو بالذّات بقا ہے، وہ بھی ابدی و سرمدی۔ پھر خدا کو توالُد و تناسُل کی کیا ضرورت ہے؟

★ دوسرے یہ کہ ملائکہ، جن کو وہ خدا کی بیٹیاں سمجھتے ہیں، وہ خدا کی جنس نہیں ہیں۔ خدا تو اُن کا خالق و مالک ہے، جبکہ فرشتے مخلوق اور خادم ہیں۔

★ تیسری جہالت یہ کہ فرشتوں کو خدا کا بیٹا نہیں، بلکہ بیٹیاں سمجھا، جبکہ وہ بیٹیوں کے ہونے کو خود اپنے لیے باعثِ ذلّت سمجھتے تھے۔

٭..... (روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

اَفَاَصۡفٰىكُمۡ رَبُّكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ (۴۰) وَاتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِيۡمًا ۴۰ ع ۴/۱۰

بھلا یہ کیا بات ہوئی کہ تمھارے پالنے والے مالک نے تمھیں تو بیٹوں سے امتیاز عطا کیا اور خود اپنے لیے کچھ فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا؟ بہت ہی بڑی (جھوٹی) بات ہے جو تم بکتے ہو۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ (۴۱) لِيَذَّكَّرُوۡا ؕ وَمَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا ۝ ۴۱

اور ہم نے اس قرآن میں پلٹا پلٹا کر طرح طرح سے سمجھایا ہے تاکہ وہ لوگ ہوش میں آجائیں۔ مگر وہ تو حق سے اور دور ہی دور بھاگے چلے جارہے ہیں۔

بدترین گناہ

ایک تو اللہ کو صاحبِ اولاد کہنا ہی کیا کچھ کم تھا، پھر اُس پر طرّہ یہ کہ خدا کی لڑکیاں بتائی جارہی ہیں، جبکہ اگر خود اُن کے بیٹیاں پیدا ہوتی ہیں، تو اُن کا منھ غصّے سے کالا ہوجاتا ہے، اور لوگوں سے مارے شرم کے منھ چھپائے پھرتے ہیں۔

★ یہ خطاب اُن مشرکوں سے ہے جو فرشتوں اور دیویوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھتے ہیں، اور خدا کا شریک بھی۔

بیٹیاں ہونا بُری بات نہیں
اہم نوٹ

مگر یہ بات یہاں خاص طور پر یاد رکھنی چاہیے کہ یہ بات مشرکوں کی خاص ذہنیت کو

www.drhasanrizvi.com

سامنے رکھ کر کہی جارہی ہے۔ کوئی اصول یا فارمولا نہیں بتایا جارہا ہے کیونکہ جاہل مشرکین کی ذہنیت ہی یہ تھی کہ وہ بیٹیوں کے پیدا ہونے کو سخت بُرا سمجھتے تھے، اِس کو اپنی توہین قرار دیتے تھے کیونکہ بیٹی پیدا ہونے سے اپنی ناک کٹتی دکھائی دیتی تھی۔ اِس لیے اُن کی اسی ذہنیت کو سامنے رکھ کر یہ بات کہی گئی 'کہ' وہ جاہل خود اپنے لیے بیٹیوں کے ہونے کو پسند نہیں کرتے' مگر خدا کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ اِس لیے اِس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہوگا کہ بیٹیاں ہونا واقعی بُری چیز ہیں۔ کیونکہ بات کو اُس کے سیاق وسباق کے حوالے سے سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ (ہر بات مطلق یا عام نہیں ہوا کرتی)

★..... (ماجدی)

★ رہا بیٹیوں کا مسئلہ تو اگر بیٹیاں کوئی بُری چیز ہوتیں تو خدا اپنے محبوب ترین بندے حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بیٹی یا بقول اہلِ سنت بیٹیوں سے نہ نوازتا۔ اُن کی نسل بیٹی سے نہ چلاتا۔

★..... (مؤلف)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
" بیٹا خدا کی نعمت ہے اور بیٹی عملِ صالح ہے۔ نعمت کا حساب دینا ہوگا اور عمل پر ثواب ملے گا۔"

★..... (تحف العقول)

★ نیز آپؐ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص تین بیٹیوں کی نیک تربیت کر کے اُن کو اُن کے گھر کا کردے گا تو اگر وہ جہنم میں بھی جائے گا، تو خدا اُس کے اور جہنّم کی آگ کے درمیان تین ۳ پردے حائل فرمادے گا۔" پوچھا گیا: اگر دو ۲ بیٹیوں کی نیک تربیت کرے تو؟ فرمایا: "اُس کا بھی یہی اجر ہے۔" پھر فرمایا: "ایک بیٹی کی تربیت کا بھی اجر یہی ہے۔"

★ نیز فرمایا: "جو شخص ایک بیٹی کی تربیت کرے اور اُس کو اُس کے گھر کا کردے تو وہ اور میں قیامت کے دن اِس طرح ہوں گے۔" پھر آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا "کہ اس طرح قریب ہوں گے") ★..... (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ (۴۲) کہدیجیے کہ اگر خدا کے ساتھ اور
كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا معبود ہوتے، جیسا کہ وہ کہتے ہیں، تو وہ
اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ○ ۴۲ عرش کے مالک (حقیقی خدا کے مقام)
تک پہنچنے کا راستہ ضرور تلاش کرتے۔

اگر خدا کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی ہوتے

مطلب یہ ہے کہ: اگر اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو وہ خود عرش کے مالک بننے کی کوششیں کرتے کیونکہ عرش ساری کائنات کا پایہ تخت ہے۔

اللہ کے سوا اگر دوسرے خدا ہوتے تو یہ ہرگز ممکن نہ ہوتا کہ ہر ہر معاملے میں ایکدوسرے کے مکمل موافق ہوتے۔ اس لیے ایسے عظیم کائنات کے نظام کو اتنی مکمل ہم آہنگی کے ساتھ نہ چلا سکتے۔ ان میں قدم قدم پر ضرور تصادم ہوتا۔ پھر ہر خدا یہ کوشش کرتا کہ خود اکیلا ساری کائنات کا مالک بن جائے۔

جس کائنات میں گیہوں کا ایک دانہ اور گھاس کا ایک تنکا بھی اُس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک زمین و آسمان کی ساری قوتیں مل کر اُس کے لیے کام نہ کریں، اس کائنات کے مالک کئی کئی خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ نتیجہ یہی برآمد ہوگا کہ خدائی صرف اور صرف ایک ذات والاصفات کی ہے۔ --- (تفہیم)

حاصلِ کلام

یہ ہے کہ اگر خدا کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو خدا کا محکوم رہنا کیوں پسند کرتے۔ سب مل کر خدا کے تختِ سلطنت کو اُلٹ دیتے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ عرش کے مالک کے مقابلے پر اُن کی کیا چلے گی، تو پھر ایسی عاجز مخلوق کی عبادت کرنے سے بڑی حماقت کیا ہوگی؟ اور اگر یہ کہا جائے کہ عرش کے مالک کو خوش کرنا اور اُس کا قرب حاصل کرنا یہ خدا اپنے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ تو پھر اُن کو کیوں پوجا جائے؟ اُسی کی بندگی کیوں کی جائے جس کو یہ دیوتا بھی اپنا خدائے اکبر سمجھتے ہیں۔ ★ .... (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا (۴۳) بڑی برتری کے ساتھ بہت
يَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا كَبِيۡرًا ۝ ۴۳ پاک اور بہت بلند ہے خدا اُن باتوں
سے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ (۴۴) اُس کی پاکی اور کمال کو توساتوں
وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِيۡهِنَّ ؕ کے ساتوں آسمان اور زمین اور ساری
وَاِنۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ کی ساری وہ چیزیں بیان کررہی ہیں
بِحَمۡدِهٖ وَلٰـكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور کوئی
تَسۡبِيۡحَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا چیز ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ خدا کی
غَفُوۡرًا ۝ ۴۴ تعریف کے ساتھ ساتھ اُس کی پاکی
اور بے عیب ہونے کو بیان کرتی ہے مگر تم اُس کی اِس تسبیح کو سمجھتے
نہیں۔ حقیقتاً خدا بڑا برداشت کرنے والا اور بڑا معاف کرنے والا ہے۔

سبحان اللہ کے معنی [۱] یعنی ساری کائنات اور اُس کی ہر ہر چیز اپنے پورے وجود سے اِس حقیقت کی گواہی دے رہی ہے، کہ جس نے اُس کو پیدا کیا ہے، اس کی ذات ہر قسم کے عیب اور کمزوری سے پاک ہے۔ اس لئے وہ اِس سے بھی بالکل پاک ہے کہ خدائی میں اُس کا کوئی شریک ہو۔ (تفہیم)

[۲] **ہر چیز کا خدا کی تسبیح کرنے کا مطلب** یہ ہے کہ ہر چیز زبانِ حال سے خدا کے صانع، خالق، حکیم

www.drhasanrizvi.com

اور انتہائی باکمال ہونا بتا رہی ہے۔
* ۔۔۔۔۔۔ (روح البیان)

★ حقیقی معنی میں بھی بہت دفعہ جمادات، نباتات، پرندے، درندے وغیرہ کا بولنا ثابت ہے مثلاً

(۱) قرآن میں ہے کہ قیامت کے دن اعضاءِ انسانی اُن کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

(۲) حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ "حضرت داؤدؑ جب تسبیح پڑھتے تھے تو اُن کے جواب میں پہاڑ بھی تسبیح پڑھتے تھے جو سنائی نہیں دیتی تھی" (کیونکہ انسان اُن کی تسبیح کی آواز کو برداشت نہیں کر سکتا۔

(۳) ایک دفعہ حضرت داؤد نبیؑ نے فرمایا کہ "آج رات میں ایسی تسبیح پڑھوں گا جو آج تک کسی نے نہ پڑھی ہوگی"۔ جیسے ہی یہ فرمایا تو گھر کے ایک کونے سے ایک مینڈک نے پکار کر کہا: "اے داؤدؑ! آپؑ آج رات تسبیح پڑھنے پر فخر کر رہے ہیں جبکہ میں چالیس سال سے مسلسل خدا کا ذکر کر رہا ہوں، ایک لمحہ بھی زبان کو نہیں روکا۔ کبھی کبھی تو مجھے کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا، مگر خدا کے ذکر کی لذّت و حلاوت کی وجہ سے مجھے کھانے کا خیال بھی نہیں آتا۔" حضرت داؤدؑ نے پوچھا: کیا تسبیح پڑھتے ہو؟
اُس نے کہا: "پاک ہے وہ ذات جس کی تسبیح ہر زبان پر ہے اور پاک ہے وہ ذات جس کا ذکر ہر مکان میں ہے۔"
* ۔۔۔۔۔ (روح البیان)

(۴) تاریخ میں ہے کہ کنکریوں نے حضورِ اکرمؐ کے ہاتھِ پاک پر تسبیح پڑھی اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی جس کو لوگوں نے سنا۔ درخت نے بھی گواہی دی۔

(۵) زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مکے سے بعد فراغتِ حج روانہ ہوئے تو میں بھی آپؑ کے ہمراہ ہو گیا۔ آپؑ نے ایک جگہ قیام فرمایا اور دو رکعت نماز پڑھی اور جب سجدہ میں تسبیحِ الٰہی کا ورد فرمایا، تو کوئی درخت اور مٹّی کا ڈھیلا یا پتھر کا ٹکڑا تک ایسا نہ تھا جو آپ کے ساتھ اُس تسبیح میں شریک نہ ہو۔ چنانچہ دیکھ کر میں خوفزدہ

www.drhasanrizvi.com

سا ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد جب امام علیہ السلام نے سجدے سے سر اُٹھایا تو مجھ سے دریافت فرمایا:
سعید! کیا تم ڈر گئے؟ میں نے عرض کیا کہ: فرزندِ رسولؐ! واقعی مجھ پر خوف طاری ہو گیا تھا۔
امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تسبیحِ اعظم ہے۔

پھر سعید کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام ایک دن سواری کی زین پر بیٹھنے کے لیے بڑھے تو آپؑ نے سجدہ کیا، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں سعید کی جان ہے، میں نے یہ دیکھا کہ جو کچھ بھی امامؑ پڑھتے تھے، وہی درخت، مٹی کے ڈھیلے، سواری اور زین سے الفاظ دہرانے کی آواز آرہی تھی۔
★ ...... (مناقب ابنِ شہر آشوب جلد ۳ صفحہ ۲۷۹ بحوالہ بحار الانوار)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:
"دیواروں کے گرنے سے بھی جو آواز نکلتی ہے، وہ تک تسبیح ہے۔ کوئی پرندہ شکار نہیں کیا جاتا مگر جب وہ تسبیحِ خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔"

حضرت امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ: "کیا سوکھے ہوئے درخت بھی تسبیح کرتے ہیں؟"
فرمایا: "ضرور کرتے ہیں۔ کیا تم نے گھر کی کھڑکیوں کو چٹختے ہوئے نہیں سنا؟ یہی اُن کی تسبیح ہے۔"
★ ...... (تفسیر صافی صفحہ ۲۹۰ بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی)

جدید تحقیق

جدید تحقیقات سے، جو ڈاکٹر بوس نے کی ہیں، یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ "درخت اور پتے بھی بولتے ہیں۔ اُن میں بھی جذبات اور احساسات ہیں۔ اب سائنس والوں کو اُن کی باتیں بھی سمجھ میں آنے لگی ہیں۔" یہ تحقیق بھی قرآن اور حدیث کی صداقت کی ایک اور دلیل ہے۔
★ ...... (القرآن المبین۔ مولانا امداد حسین کاظمیؒ)

★ **ہر چیز کا حمد کے ساتھ خدا کی تسبیح کرنے کا علمی مطلب یہ ہے کہ:** "ہر چیز اپنے خالق اور مالک کے ہر نقص اور ہر عیب سے پاک ہونا ظاہر کر رہی ہے۔ بلکہ یہ ثابت کر رہی ہے کہ اُس کا

خالق تمام کمالات سے متصف ہے، تمام تعریفوں کا مستحق ہے، وہ ایسا باکمال ہے کہ سارے کمالات اُس پر ختم ہیں حمد اور تعریف اگر سزاوار ہے تو صرف اُسی کے لیے ہے۔ ★...... (تفہیم)

جانوروں کے منھ پر نہ مارو

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "جانوروں کے منھ نہ داغو، اور اُن کے منھ پر نہ مارو کیونکہ وہ خدا کی حمد و ثنا کرتے ہیں...... اور کوئی پرندہ صحرا اور دریا میں شکار نہیں ہوتا، مگر اپنی تسبیح ترک کرنے کی وجہ سے۔
★...... (نور الثقلین جلد ۳ ص ۱۶۸)

★ ایک دفعہ جناب رسولِ خداؐ نے اُم المومنین حضرت عائشہ سے فرمایا کہ "میرے یہ دونوں کپڑے دھو ڈالو۔" انھوں نے عرض کی: "اِن کو تو کل ہی میں نے دھویا تھا۔" اِس پر آنحضرتؐ نے فرمایا: "کیا تم یہ نہیں جانتیں کہ کپڑے بھی تسبیح کرتے ہیں؟ اور جب یہ میلے ہو جاتے ہیں تو ان کی تسبیح رُک جاتی ہے۔"
★...... (تفسیر المیزان۔ حلیۃ الاولیاء)

★ کائنات کی ہر چیز خدا کے کمالِ تخلیق کی گواہی دے رہی ہے، مگر انسان ہے کہ کائنات کے حسنِ تخلیق کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا۔ یہی ہماری توجہ کا نہ ہونا کائنات کی تسبیح کو نہ سمجھنا ہے۔ اور اسی بے توجہی کی وجہ سے انسان خدا کی توفیقات سے محروم ہو جاتا ہے، مگر یہ خدا ہی کا حلم و مغفرت ہے کہ وہ پھر بھی ایسے منکروں اور غافلوں کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کیے ہی چلا جا رہا ہے۔ ★...... (مجمع البیان)

حاصلِ کلام

آخر میں خدا کا خود کو بخشنے والا فرمانے سے محققین نے آیت کا مطلب یوں نکالا کہ "تمام مخلوقات جس خدا کی پاکی اور بے عیبی پر گواہی دے رہی ہیں، تم احمق اُس کے شریک اور اُس کی اولاد، وہ بھی بیٹیاں تجویز کر رہے ہو (جبکہ تم اپنے لیے اِس بات کو ناپسند کرتے ہو) تمھاری گستاخی تو ایسی سخت تھی کہ تم کو فوراً ہلاک کر دیا جانا چاہیے تھا، لیکن خدا اپنے حلم سے کام لیتا ہے۔ فوراً نہیں پکڑتا۔ توبہ کر لو تو تمھیں بخش دیتا ہے۔
★...... (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ جَعَلۡنَا (۴۵) جب آپؐ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم
بَیۡنَکَ وَ بَیۡنَ الَّذِیۡنَ لَا آپؐ کے اور اُن کے درمیان جو
یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ حِجَابًا آخرت کو نہیں مانتے، ایک چھپا ہوا
مَّسۡتُوۡرًا ﴿ۙ۴۵﴾ پردہ ڈال دیتے ہیں۔

کانوں پر خدا کا یہ ڈالا ہوا پردہ

اگرچہ آنکھوں سے نظر نہیں آتا، مگر غور و فکر کرنے سے اُس کے آثار سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حقیقتاً خدا نے منکرینِ حق کے کانوں پر پردے ڈال رکھے ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب منکرینِ حق اختیاراً حق کی طرف سے بے توجّہی برتتے ہیں، تو پھر خدا اُن سے حق سننے، سمجھنے اور اُس پر غور کرنے کی توفیقات چھین لیتا ہے۔ پھر اُن کی حق دشمنی ایک لاعلاج مرض کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ اِسی لاعلاج مرض کی کیفیّت کو بطور کنایہ اِس طرح بیان کیا گیا ہے کہ جیسے اُن کے کانوں پر پردے پڑ چکے ہیں اور وہ بہرے ہونے کی وجہ سے حق کی آواز نہیں سن رہے ہیں۔

* ..... (فصل الخطاب)

شانِ نزول

ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ سردارانِ قریش کبھی کبھی رسولِ اکرمؐ کے پاس آکر اُن کی باتیں سنتے اور بعد میں ایک دوسرے سے کہتے "ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ محمدؐ کیا کہتا ہے؟ ہمیں تو بس یہ نظر آتا ہے کہ اُس کے لب ہل رہے ہیں اور بس۔" اِس پر ابوجہل نے کہا: "وہ دیوانہ ہے۔" ابولہبؒ نے کہا "وہ کاہن ہے۔" کسی ایک نے کہا: "وہ شاعر ہے۔" اِن ہی باتوں کی وجہ سے یہ آیتیں اُتریں۔

* ..... (مجمع البیان - تفسیر کبیر - تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

راہِ حق میں حجاب یا رُکاوٹ

دراصل اُن کی ہٹ دھرمی، ضد، تعصب، خود پرستی، غرور و تکبّر، جہالت، غفلت، حق دشمنی ہے۔ اِسی لیے وہ حقائق کو سُننا ہی نہیں چاہتے۔ ......* (تفسیر نمونہ)

آخرت کو نہ ماننے کا نتیجہ، حاصلِ کلام

جو شخص آخرت ہی کو نہیں مانتا، وہ اپنے بھلے بُرے انجام کی کیا فکر کرے گا؟ وہ نصیحتوں کی طرف کیوں دھیان دے گا؟ جب اسے اپنی نجات کی کوئی فکر ہی نہیں ہے، تو پھر وہ نجات دلانے والے پیغمبروںؑ کی بات کیوں سنے گا؟ غرض یہی آخرت کو نہ ماننا وہ معنوی پردہ ہے جو اُس شخص کے اور نبیؐ کے درمیان لٹکا ہوا ہے۔ ......* (شیخ الاسلام عثمانی)

★ لیکن جسے فکرِ نجات ہوتی ہے، وہ خدا والوں سے تعلق جوڑے رکھنے کی فکر میں رہتا ہے۔ بقول نیاز بریلوی

؎ نیازؔ اندر قیامت بے سروساماں نہ خواہی شد: کہ از حبّ و تولّائے علیؑ داری تو سامانی

یعنی: "اے نیازؔ! تو قیامت کے دن بے سروسامان نہ رہے گا۔ کیونکہ تو علیؑ کی محبت اور اطاعت جیسا سامان اپنی نجات کے لیے رکھتا ہے۔" (نیازؔ بریلوی)

دوسری شانِ نزول

سعدی مفتی نے لکھا کہ ابوسفیان، ابولہب، ابوجہل اُس وقت جنابِ رسولِ خداؐ کو سخت اذیت پہنچاتے تھے جب آپؐ قرآن پڑھتے تھے۔ خدا نے یہ کہا کہ ایک پردہ ڈال دیا، جس کی وجہ سے قرآن پڑھتے وقت یہ بدمعاش حضورِ اکرمؐ کو دیکھ ہی نہ سکتے تھے یعنی حضورؐ محجوب ہو جاتے تھے۔ *..... (روح البیان)

★ معلوم ہوا کہ خدا اپنے خاص بندوں کو غیبت کے ذریعے سے نجات دیتا ہے۔ آج بھی امام مہدیؑ خدا کے ڈالے ہوئے پردے کے پیچھے غائب ہیں، تاکہ دنیا کے ظالمین اُن کو قتل نہ کر سکیں۔ *..... (مؤلف)

★ محققین نے اِس سے یہ نتیجہ نکالا کہ جو قرآن کی پناہ مانگتا ہے یعنی قرآن کی پناہ میں آجاتا ہے وہ ایک مضبوط قلعے میں محفوظ ہو جاتا ہے، اور جو شخص قرآن سے محروم ہے وہ اپنے علم کے باوجود تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

*..... (روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً (۴۶) اور اُن کے دلوں پر ایسا غلاف
اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ چڑھا دیتے ہیں کہ پھر وہ کچھ نہیں سمجھ
وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ پاتے۔ اور اُن کے کانوں میں بہرا پن
فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا (پیدا کر دیتے ہیں)۔ اور جب آپؐ قرآن میں
عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۴۶ اپنے ایک پالنے والے مالک کے اکیلے
ہونے کا ذکر کرتے ہیں تو وہ بھڑک کر نفرت سے پیچھے پلٹ پڑتے ہیں۔

بسم اللہ کے پڑھنے سے قریش بھاگ کھڑے ہوتے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ جب اپنے مکان میں داخل ہوتے تھے اور قریش کا مجمع آپؐ کو گھیرے ہوتا تھا، تو آپؐ بلند آواز سے فرماتے: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" تو قریش یہ سن کر بھاگ کھڑے ہوتے۔ اسی پر یہ آیت اُتری۔

* ...... (تفسیر صافی صفحہ ۲۹۰ بحوالہ کافی)

★ اسی طرح جناب رسولِ خداؐ جب اپنی نمازِ تہجد میں قرآن شریف پڑھتے تو قریش آپؐ کی میٹھی آواز سننے کے لیے جمع ہو جاتے۔ مگر جب آپؐ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے تو وہ بھاگ جاتے۔

* ...... (تفسیر قمی)

★ جناب رسولِ خداؐ جب نمازِ جماعت کی امامت فرماتے تھے تو ہر سورۃ سے پہلے آپؐ

www.drhasanrizvi.com

بلند آواز سے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھتے۔ اگر صفوں میں کوئی منافق ہوتا تو وہ آپؐ سے دور ہٹ جاتا۔ پھر جب حضورؐ سورۃ پڑھنا شروع کر دیتے، تو وہ منافق اپنی جگہ پر آجاتا۔ اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے کہ رسولؐ کو خدا سے اتنی محبت ہے کہ بار بار اُس کا نام لیتے ہیں۔ اس پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ .... (تفسیر عیاشی)

خدا اور آخرت کو نہ ماننے کا منطقی نتیجہ

یہ ہوتا ہے کہ دل پر قفل چڑھ جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کی تمام تعلیمات تو اس بنیاد پر ہیں کہ زندگی کے ظاہری پہلو سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ اگر یہاں کوئی حساب لینے والا نظر نہیں آتا تو ہرگز یہ نہ سمجھ لو کہ تم کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہو۔ اگر برائیوں سے یہاں کوئی ظاہری نتائج برآمد نہیں ہو رہے ہیں تو یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ برائیوں کے برے نتائج کبھی ظاہر نہ ہوں گے۔ اصل میں حساب طلبی، اجر و ثواب، جزا و سزا، سب کچھ ہے مگر، مرنے کے بعد دوسری زندگی میں۔ توحید پرستی کے اور کفر و شرک کے زبردست نتائج ہیں، مگر وہ اُس وقت ظاہر ہوں گے جب موت نگاہوں سے پردے ہٹا دے گی۔ یہاں اٹل اخلاقی قوانین کام کر رہے ہیں، مگر آخری فیصلے بعد کی زندگی میں ظاہر ہوں گے۔

لہٰذا تم دنیا کی عارضی زندگی پر مست مت بننا۔ ہمیشہ اُس جوابدہی کو یاد رکھنا جو تمھیں خدا کے سامنے لازماً کرنی ہوگی۔ اس لیے صحیح عقائد اور اعمال اختیار کرو۔

یہ ہے قرآن کا پیغام اور دعوت

مگر جو آخرت کو ماننا ہی نہ ہو اُس کے لیے اس پیغام میں کوئی بات سُننے کے قابل نہیں۔ اُس کے کانوں کے پردوں سے جب بھی یہ پیغام ٹکرائے گا، بے اثر رہے گا۔ کبھی بات دل تک نہ اُتر سکے گی۔ اسی نفسیاتی کیفیت کو خدا نے اس طرح فرمایا ہے کہ: "ہم اُس کے کانوں اور دل کو

www.drhasanrizvi.com

قرآن کے پیغام کے لیے بند کر دیا کرتے ہیں۔ یہ ہمارا قانونِ فطرت ہے جو اس طرح نافذ ہوتا ہے۔
* ---- (تفہیم القرآن)

توحید کی آواز پر مشرکین کا خوف

مشرکین، توحید کی آواز سن کر سخت خوف میں مبتلا ہو جاتے تھے اور بھاگ کھڑے ہوتے۔ کیونکہ اُن کی زندگی کے تمام اُمور کی بنیاد شرک اور مشرکانہ عقائد پر تھی۔ اگر توحید کی بنیاد پڑ جاتی تو اُن کا سارا معاشرتی، اقتصادی، سیاسی، تمدنی متکبرانہ نظام درہم و برہم ہو جاتا، اُن کی ہٹ دھرامی بھی ختم ہو جاتی، اور آمدنی بھی۔ پھر نہ اُن کے عیش باقی رہتے، نہ حکومت۔ اس لیے توحید کا کلمہ سُننے کو وہ کسی طرح برداشت نہ کر سکتے تھے۔
* ---- (تفسیر نمونہ)

حاصلِ کلام

یعنی قرآن میں ایسی زبردست تاثیر ہے، مگر اس کے باوجود کافروں اور حق دشمنوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اُن چکنے گھڑوں کے دلوں پر اُن کی ہٹ دھرمی اور حق دشمنی کی وجہ سے پردے ڈال رکھے ہیں۔ اسی لیے یہ اوٹ میں ہیں۔ جس طرح سورج سے ساری دنیا روشن ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے تہ خانے میں گھس کر سارے دروازے، کھڑکیاں، روشندان بند کر کے بیٹھ جائے، پھر آنکھیں بھی بند کر لے، تو اُس تک سورج کی روشنی کیسے پہنچ سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ خدائے واحد کے ذکر سے چڑتے، بدکتے اور بھاگتے ہیں۔ ہاں جب اُن کے جھوٹے خداؤں اور دیوتاؤں کا ذکر چھڑ جائے تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔
* ---- (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَسۡتَمِعُوۡنَ (۴۷) ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ کس لیے

بِہٖۤ اِذۡ یَسۡتَمِعُوۡنَ اِلَیۡکَ آپؐ کی طرف کان لگا کر غور سے

وَاِذۡ ہُمۡ نَجۡوٰۤی اِذۡ یَقُوۡلُ سنتے ہیں اور جب چپکے چپکے باتیں

الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ کرتے ہیں (کانا پھوسی کرتے ہیں' تو

اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ۝۴۷ وہ کیا کچھ بکتے ہیں)' جب وہ ظالم

کہتے ہیں کہ "تم جس کے پیچھے چل رہے ہو وہ تو ایک ایسا آدمی

ہے جو سحر زدہ ہے (یعنی اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے).

آیت کا مفہوم

یہ ہے کہ منکرین حق، حق دشمنی کی وجہ سے قرآن کی آیتوں کو غور سے اس لیے نہیں سنتے کہ سمجھیں اور غور کریں، بلکہ وہ صرف اِس لیے غور سے سنتے ہیں کہ خوب خوب قرآن پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر سکیں۔ اور خوب اچھی طرح سے خدا کے کلام کا مذاق اُڑائیں۔

* ..... (فتح الرحمان، شاہ ولی اللہ)

★ پھر وہ اپنی اسی خبیث نیّت کی وجہ سے قرآن کے فیوضات و برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ وہ صرف طرح طرح کی باتیں بناتے رہتے ہیں کبھی سچے رسولؐ کو دیوانہ کہہ کر حق کو ٹال دیتے ہیں اور کبھی شاعر کہہ کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیتے ہیں اور کبھی یہ کہہ کر اپنے دل کو سمجھا لیتے ہیں کہ ہم اس کے جادو کا شکار ہو چکے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

* .... (مجمع البیان)

ؔ دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب ∴ آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

* ..... (اقبالؔ)

www.drhasanrizvi.com

اُنظُر كَيفَ ضَرَبُوا لَكَ (۴۸) دیکھ لیجیے کہ وہ کس کس طرح سے
الأَمثَالَ فَضَلُّوا فَلَا آپ کے لیے طرح طرح کی باتیں اور
يَستَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ ۴۸ مثالیں بناتے ہیں۔ غرض وہ گمراہ
ہو گئے ہیں (ایسے گمراہ) کہ اب وہ سیدھا راستہ پا ہی نہیں سکتے۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ کفارِ مکہ کا کبھی رسولؐ کو یہ کہنا کہ: "یہ جادوگر ہیں" اور کبھی یہ کہنا کہ: نہیں، شاعر ہیں۔ کبھی یہ کہنا کہ نہیں، پاگل ہیں۔" یہ اس قدر متضاد بیانات' از خود بتا رہے ہیں کہ اُن کو حقیقت معلوم نہ تھی۔ اگر حقیقت معلوم ہوتی تو روز نئی بات گھڑنے کے بجائے ایک قطعی رائے بیان کرتے۔

★ نیز یہ نتیجہ بھی نکالا گیا کہ مشرکین خود اپنی کسی بات پر مطمئن نہ تھے۔ ایک الزام لگاتے پھر خود محسوس کرتے کہ بات جمی نہیں۔ اس لیے دوسرا الزام لگاتے۔ اس طرح ہر الزام پچھلے الزام کی تردید ہوتی۔ (اگر کہتے کہ دیوانہ ہے تو اب متوازن کلام کس طرح بول رہا ہے؟)

*........ (تفہیم، فصل الخطاب)

★ آج بھی بڑے بڑے مستشرقین کا مقصد قرآن پڑھنے سے حقیقتوں کو سمجھنا نہیں ہوتا بلکہ اُن کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ غور سے پڑھ کر قرآن پر نئے نئے اعتراضات اُٹھائے جائیں۔ دور سے دور کی کوڑی لائی جائے۔ پھر اُس کا نام تحقیق (Research) رکھ دیا جائے۔

*..... (ماجدی)

؎ خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

www.drhasanrizvi.com

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا (۴۹) (وہ اس لیے بھی گمراہ ہوئے کہ) اُنھوں نے کہا کہ

وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ "جب ہم ہڈیاں اور مٹّی ہو کر رہ جائیں

خَلْقًا جَدِيْدًا ۝۴۹ گے تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا

اُٹھائے جائیں گے"؟

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً (۵۰) آپؐ کہہ دیجیے کہ: تم پتّھر ہو جاؤ

اَوْ حَدِيْدًا ۝۵۰ یا لوہا۔ (بن جاؤ)۔

ا آج کے روشن خیالوں کی طرح جاہلیتِ عرب کے روشن خیال مادّیین کا بھی یہی خیال تھا۔ اصل میں یہ انہی سرپھروں کا قول ہے جو آج کے نام نہاد ڈاکٹرز اور ریسرچ اسکالرز اور مستشرقین رٹ لگائے ہوئے ہیں۔

---- * (ماجدی)

۔ علّامۂ جہاں ہیں بڑے فیلسوف ہیں ٭ یہ اور بات ہے کہ ذرا بے وقوف ہیں

---- * (اکبرؔ)

۲ مطلب یہ ہے کہ تم ہڈیوں، پُرانے جسموں اور اعضا ہی کے دوبارہ زندہ ہونے پر تعجب کر رہے ہو، ان کا تو پھر بھی زندگی سے کبھی کوئی تعلق تو رہا ہے، اگر تم بالکل بے جان چیز جیسے لوہا یا پتّھر بھی بن جاؤ گے، تب بھی خدا تو بے جان چیزوں سے بھی لاکھوں دفعہ زندگی پیدا کر کے تمھیں دکھا چکا ہے۔ اِس لیے وہ تمھیں لوہا، پتّھر ہو جانے کے بعد بھی دوبارہ زندہ فرما دے گا۔ اس کے لیے یہ سب کچھ مشکل نہیں۔

---- * (ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي (۵۱) یا اُس سے بھی کوئی زیادہ سخت مخلوق

صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ جو تمہارے دل و دماغ میں بہت بڑی

مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ ہو۔ (پھر بھی تم زندہ کیسے جاؤگے) "تو اس

فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ پر وہ یہی کہیں گے کہ: "بھلا کون ہمیں

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ دوبارہ (زندہ کرکے) لائے گا؟" کہہ دیجئے

مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ کہ: "وہی جس نے تمھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا"۔

يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝ ۵۱ تو اس پر وہ تمہاری طرف (دیکھتے ہوئے)

اپنے سر ہلا ہلا کر پوچھیں گے: "اچھا تو یہ ہوگا کب؟" آپ کہہ دیجئے کہ:

" بہت ممکن ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہو۔"

اِس زمین پر ہم جس موجود کا تصوّر کریں، وہ ہر چیز انسان کے بدن کی عمارت میں استعمال ہوا ہے، خواہ وہ لوہا ہو یا پتھر۔ اِس سے ثابت ہوا کہ اِس کائنات کے تمام ذرّات میں یہ صلاحیّت ہے کہ وہ زندگی کو قبول کرسکتے ہیں۔ یعنی زندہ ہوسکتے ہیں۔

مشرکین کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ: چلو! اگر ہر چیز زندہ ہوسکتی ہے تو کون یہ کام کرے گا، یہ تو بہت مشکل کام ہے۔؟

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جس نے اُن کو پہلی دفعہ زندگی عطا کی تھی، وہی دوبارہ اُن کو

www.drhasanrizvi.com

دوبارہ زندگی عطا کرے گا۔

پھر مشرکین کا تیسرا اعتراض یہ تھا کہ چلو مر کر بھی زندہ ہونے کو مان لیا، تو آخر یہ چکر ہوگا کب؟
اس کا جواب یوں دیا گیا کہ "قیامت کی گھڑی قریب ہی ہے"۔ کیونکہ اس زندگی کی عمر ابدی زندگی کے مقابلے پر بس ایک لمحہ سے زیادہ نہیں۔ اور موت کا آنا تو قیامت سے بھی بہت قریب ہے۔ کیونکہ موت بھی قیامت ہی ہے: "اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ"۔ یعنی "جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کی قیامت قائم ہوجاتی ہے۔ پھر اگلی آیتوں میں قیامت کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔
* ...... (تفسیر نمونہ)

★ "الغاض" کے معنی ہیں "سر کو اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر کی طرف ہلانا۔ یہ انتہائی اظہارِ تعجب یا مذاق اڑانے کی طرف اشارہ ہے"۔ * ..... (امام راغب، مفرداتِ قرآن)

مطلب یہ ہے کہ جس خدا نے پہلی بار تم کو مٹی یا نطفے سے پیدا کیا اور اس طرح جمادات میں جو بے عقل تھے روح پھونک دی، کیا اب وہ خدا یہ قدرت نہیں رکھتا کہ مردہ لاش کو بوسیدہ اجزاء سے دوبارہ زندہ کردے؟
* ..... (شیخ الاسلام عثمانی)

★ یعنی: جب وہ خدا "لَاشَیْءٌ" سے (Nothing سے) تمھیں پیدا کرسکتا ہے تو اَب تو کوئی چیز یعنی لاش یا خاک تو موجود ہے۔ "لَاشَیْءٌ" سے پیدا کرنے والا "شَیْءٌ" (Thing) سے کیوں نہیں پیدا کرسکے گا۔؟
* ..... (مؤلف)

سبق یا پیغام

آیت کے آخری الفاظ "کہدیجیے کہ قیامت بہت قریب ہے" "قُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ قَرِیْبًا ۝"

محققین نے نتیجہ نکالا کہ: ہم پر سخت لازم ہے کہ اعمالِ صالح انجام دیں۔ حرام کا مال

www.drhasanrizvi.com

سے بچتے رہیں۔ کیونکہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جبکہ ہمارا علم، علم الیقین میں بدل جائے گا، دفترِ اعمال بند ہو جائے گا، نتائج سامنے ہوں گے۔ کیونکہ انسان جب مرتا ہے، تو اُس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مرتے ہی انسان فرشتوں کو دیکھنے لگتا ہے، جنّت، جہنّم سامنے ہوتی ہیں۔ مگر اُس وقت کسی نیک عمل کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہوتی گویا اُس کی قیامت ہو چکی۔ اسی لیے اَھلُ اللہ کہتے ہیں کہ:

" بڑا خوش نصیب ہے وہ جس کی موت ایمان پر ہو۔"
(روح البیان)

★ اور جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

(۱) " مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ شَہِیْدًا "

(جو آلِ محمّدؐ کی محبّت پر مر جائے وہ شہید مرتا ہے۔)

(۲) " مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مَغْفُوْرًا "

(جو آلِ محمّدؐ کی محبّت پر مر جائے وہ (گناہوں سے) بخشا ہوا مرتا ہے)

(۳) " مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ یُزَفُّ اِلَی الْجَنَّۃِ کَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا۔ "

(جو آلِ محمّدؐ کی محبّت پر مر جائے اُس کو جنّت کی طرف اِس طرح بھیجا جائے گا جس طرح کوئی دلھن اپنے شوہر کے گھر کی طرف لے جائی جاتی ہے۔) (الحدیث)
(تفسیر کبیر امام رازی)

(۴) " مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مُؤْمِنًا مُّسْتَکْمِلَ الْاِیْمَانِ "

(جو آلِ محمّدؐ کی محبّت پر مر جائے وہ مومن کامل الایمان مرتا ہے۔)
(تفسیر کشاف جلد ۴ ص ۲۲۰)

www.drhasanrizvi.com

يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ (۵۲) جس دن وہ تمھیں پکارے گا تو
بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ تم اُس کی تعریف کرتے ہوئے اُس
لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۵۲ ع کو جواب دو گے اور تم یہ خیال کرو گے　ع ۱۲/۵
کہ تم (اِس دنیا میں) بہت ہی کم وقت رہے۔"

جب لوگ قبروں سے اُٹھیں گے

جب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اُٹھیں گے تو اپنے سروں سے مٹّی جھاڑتے ہوئے، یہ کہیں گے: "سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ يَا اللّٰهُ"۔
یعنی: "پاک ہے اے خدا تیری ذات ہر عیب سے۔ اور ہم تیری حمد و تعریف کرتے ہیں۔"
★...... (تفسیر صافی صہ ۲۹۱ بحوالہ الجوامع)

★ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مرنے کے وقت سے قیامت تک کا وقت تمھیں صرف چند گھنٹے سے زیادہ محسوس نہ ہوگا جب قیامت کے دن تم اُٹھو گے تو یہ سمجھو گے کہ ہم ذرا دیر سوئے تھے کہ یکایک شورِ محشر نے اُٹھا کر کھڑا کر دیا۔ پھر اُس وقت مومن، کافر سب خدا کی حمد و تعریف کر رہے ہوں گے۔ مومن تو اِس لیے حمد کرے گا کہ وہ دنیا کی زندگی میں اس کا عادی تھا۔ اور کافر اِس لیے کہ اُس کی فطرت میں تو یہ چیز تھی، مگر اُس کی حماقت نے اُس پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ (تفہیم)

★ جیسے کوئی ضدّی آدمی جو کبھی کسی کا کہنا نہ مانے، مگر حالات سر جھکانے پر مجبور کر دیں، تو اُس سے طنزیہ کہا جاتا ہے کہ "اب تو آپ بڑا کہنا ماننے والے بن گئے ہیں۔" اِسی انداز سے حق دشمنوں سے اُس وقت کہا جا رہا ہے جب قیامت کے دن وہ زندہ ہو کر حق بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ "اب تم صدائے حق پر لبیک کہہ رہے ہو، مگر اب حق کا اقرار کرنا تمھیں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گا۔ ★... (جلالین - فتح الرحمان)

★ کیونکہ حق بات کے تسلیم کرنے کا امتحان دنیا کی زندگی میں تھا۔ اب وہ امتحان کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب تو نتیجۂ امتحان دیکھنے کا وقت ہے۔ "دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے۔"
★........ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ (۵۳) اور میرے بندوں سے کہدو کہ وہ ایسی
هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ بات کہا کریں جو بہت اچھی ہو۔ درصل
یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یہ شیطان ہے جو اُن لوگوں کے درمیان
كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ ۵۳ جھگڑے ڈالا کرتا ہے حقیقتاً شیطان
انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

یعنی جب بھی مخالفین کی بات کا جواب دیتے وقت تم غصّے کی آگ اپنے اندر بھڑکتی محسوس کرو تو فوراً سمجھ لینا کہ شیطان اپنا کام کر رہا ہے، تمھیں بھڑکا رہا ہے تاکہ دین کی دعوت کا کام خراب ہو جائے۔ تم اصلاح کے کام کے بجائے جھگڑوں، فسادوں میں لگ جاؤ۔ ☆۔۔۔۔ (تفہیم)

نتیجہ یا تعلیم (۱) محقّقین نے آیت سے نتیجہ نکالا کہ اگر ہم نے اچھی طرح سے گفتگو کرنے کے فن کو ترک دیا اور اس کے بجائے سختی، ترش کلامی، ہٹ دھرمی اور ضد کا طریقہ اختیار کیا تو شیطان ہمارے درمیان فتنہ و فساد برپا کر دے گا، کیونکہ شیطان ہر وقت اسی تاک میں لگا رہتا ہے کہ تمھارے درمیان کسی بھی طرح فتنہ و فساد کھڑا کر دے۔ کیونکہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔"

☆۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

(۲) آیت میں اشارہ ہے کہ: "خدا کے چند مخصوص ایسے بندے بھی ہیں جنھیں وہ اپنی طرف منسوب فرماتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا قول اور عمل احسن سے احسن تر ہوتا ہے۔

☆۔۔۔۔ (تاویلات نجمیہ)

(۳) شیطان آپس میں فساد اُس وقت پیدا کرتا ہے جب لوگ آپس میں ایک دوسرے کی بھلائی چھوڑ دیتے ہیں۔

☆۔۔۔۔ (روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِكُمۡ‌ؕ اِنۡ يَّشَاۡ يَرۡحَمۡكُمۡ اَوۡ اِنۡ يَّشَاۡ يُعَذِّبۡكُمۡ‌ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ وَكِيۡلًا‏ ۝۵۴

(۵۴) تمھارا پالنے والا مالک تم کو بہت اچھی طرح سے جانتا ہے۔ وہ چاہے تو تم پر رحم کرے اور چاہے تو تمھیں (تمھارے گناہوں کی) سزا دے اور ہم نے آپؐ کو اُن لوگوں پر داروغہ، ٹھیکیدار، وکیل یا ذمّہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے۔

اِن آیتوں میں خدا کا پیغام

اِن آیتوں میں جنابِ رسولِ خداؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ میرے ماننے والے بندوں سے یہ کہدو کہ مشرکوں تک سے ایسی باتیں کہیں جو اچھی ہوں۔ اُن سے اِس طرح بات نہ کریں کہ اُن کو غصّہ آجائے۔ واضح طور پر یہ نہ کہیں کہ تم جہنّمی ہو۔ کیونکہ اِس طرح کہنا اُن کو اور بُرائی اور حق دشمنی پر آمادہ کردے گا۔

رہا یہ کہ ہر شخص کا انجام کیا ہوگا، اُس کا علم، علمِ غیب میں شامل ہے۔ اور تم کو غیب کا علم نہیں دیا گیا ہے۔ (اس لیے تم کسی کو جہنّمی یا جنّتی نہیں کہہ سکتے۔

* ------ (تفسیر صافی صـ ۲۹۱)

نوٹ: کاش یہ آیت اور حدیث اُن اسلام دشمن ملّاؤں کو بھی معلوم ہوتی کہ جو مسلمانوں کے لیے کافر کافر کے نعرے لگا رہے ہیں۔

* ------ (مولّف)

* محقّقین نے نتیجہ نکالا کہ: "اہلِ ایمان کو کبھی ایسے دعوے نہیں کرنے چاہئیں کہ ہم لازمی طور پر جنّتی ہیں اور دوسرے تمام مسلمان جہنّمی ہیں۔ اِس چیز کا فیصلہ اللہ کے اختیار

www.drhasanrizvi.com

میں ہے۔ کیونکہ صرف وہی ہر شخص کے ظاہر و باطن، حال اور مستقبل کو جانتا ہے۔ پس ہم زیادہ سے زیادہ صرف اور صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے اپنی کتاب میں کس کس قسم کے انسان کے لیے رحمتوں کا وعدہ فرمایا ہے، اور کن کن صفات کے انسانوں کے لیے عذابوں کے وعدے فرمائے ہیں۔ مگر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں شخص ضرور بخشا جائے گا۔ شاید یہ تعلیم اس لیے دی گئی ہے کہ مسلمان کبھی کبھی اپنی خوش ایمانی یا غصے کے عالم میں کافروں سے یہ کہہ دیتے ہوں گے کہ تم جہنمی ہو اور ہم جنتی ہیں۔

*...... (تفہیم)

حاصلِ کلام

یہ ہے کہ بحث مباحثہ میں جو حق پر ہوتا ہے وہ حق کو نہ ماننے والے پر جھنجلانے لگتا ہے کہ یہ صریح حق بات کو نہیں مان رہا ہے۔ اسی لیے خداوند عالم نے فرمایا کہ:

”تم ایسے حق دشمنوں اور ضدیوں کی ہدایت کے ذمہ دار یا ٹھیکیدار نہیں بنائے گئے ہو۔ تمھارا کام صرف حق بات کا پہنچا دینا ہے۔ اللہ خود بہتر جانتا ہے کہ جس کو چاہے راہ سمجھائے۔“

*...... (شاہ ولی اللہ)

نتیجے و تعلیمات

(۱) خدا کے اس قول سے کہ ”خدا خوب جانتا ہے“:

محققین نے نتیجہ نکالا کہ اللہ کا لطف و کرم اُس کے علم و حکمت کی بنا پر ہوتا ہے! اندھا دھند نہیں ہوتا۔ یہ بھی خدا کے عدل کی ایک شان ہے۔

اس طرح خدا جسے چاہتا ہے اپنے لطف و کرم سے اپنی رحمت کا مظہر بنا دیتا ہے پھر اُس پر رحم فرما کر اُسے شیطان کی گمراہیوں سے بچا لیتا ہے۔

*...... (روح البیان)

★ اور جسے جانتا ہے کہ وہ گمراہیوں کا طالب ہے، اُسے گمراہیوں میں چھوڑ دیتا ہے۔ *...... (مؤلف)

(۲) اگر ہم سب ایک دوسرے سے نرمی کے ساتھ پیش آئیں تو خدا کی رحمتوں کے مستحق بن جائیں گے۔

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں

www.drhasanrizvi.com

کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا اُسی طرح حکم دیا جس طرح فرائض کی پابندی کا حکم دیا۔" (الحدیث)

٭...... (روح البیان)

۵ آسائشِ دوگیتی تفسیرِ ایں دوحرف است :. بادوستاں تلطّف، بادشمناں مدارا

یعنی : " دوجہانوں میں آرام وسکون حاصل کرنے کا فارمولا دو حرفوں میں یہ ہے کہ : (۱) دوستوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے رہو (۲) اور دشمنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔"

(حافظ شیرازی)

٭ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: " جبرئیلؑ نے مجھے آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑتے رہنے سے اِس شدّت سے روکا، جس طرح شرک کرنے سے روکا۔" ٭...... (الحدیث)

٭ (۳) خدا کے اِس قول سے کہ " خدا خوب اچھی طرح جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے" محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا ظاہری و باطنی احوال کو دیکھ کر اپنے علم کی بناء پر اُسی کو نبی یا ولی بناتا ہے جو اُس کا اہل ہوتا ہے۔"

٭...... (روح البیان)

مثلاً امامت کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا: " وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ " (القرآن سورۃ ۳۲ سجدہ آیت ۲۴)

یعنی: اور ہم نے اُن میں ائمہ مقرر کیے، تاکہ وہ ہمارے حکم سے ہدایت کا کام انجام دیں، جب اُنھوں نے صبر کیا اور ہماری دلیلوں اور نشانیوں پر کامل یقین رکھنے والے تھے۔"

٭ محققین نے نتیجہ نکالا کہ : " صبر کمالِ عمل کا نام ہے اور یقین کمالِ علم کا نام ہے۔ اِس لیے نتیجہ یہ نکلا کہ : " خدا نے اُن لوگوں کو امام مقرر فرمایا جو علم و عمل، معرفت و کردار دونوں اعتبار سے درجۂ کمال پر فائز تھے"

٭...... (مؤلف)

۵ ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق ✣ جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

فتنۂ ملّتِ بیضا ہے امامت اُس کی ✣ جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

٭...... (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝۵۵

(۵۵) (کیونکہ) آپؐ کا پالنے والا مالک اُن سب (کی ذمہ داریوں اور صلاحیتوں) کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے، جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے (اسی بناء پر ہم نے کچھ نبیوںؑ کو کچھ پر فضیلت دی ہے (مثلاً) ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا فرمائی

مشرکین کے اعتراض کا جواب

یہ آیت درحقیقت مشرکین کے اُس اعتراض کا جواب ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ خدا کو آخر کیا پڑی تھی کہ اُس نے اپنا رسول بنانے کے لیے ایک یتیم کا انتخاب کیا۔ اور اُسی کو تمام انبیاء کا سردار بنا دیا۔ آخر یہ اتنے بڑے بڑے لوگ خدا کو نظر نہ آئے...؟... اِس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ: "خدا ہر شخص کے مقام، قدر و قیمت سے خوب واقف ہے۔ وہ صلاحیتیں دیکھ کر انتخاب کرتا ہے اور مرتبے عطا فرماتا ہے کسی کو "کلیم اللہ" کا مقام عطا کرتا ہے تو کسی کو "روح اللہ" کا، کسی کو "خلیل اللہ" کا، اور کسی کو اپنا خاص محبوب بنا لیتا ہے۔ یہ فضیلتیں خدا کے علم و حکمت کی بنیاد پر عطا ہوتی ہیں۔ لوگوں کی خواہشوں، تمناؤں کی بناء پر نہیں۔

آخر میں "زبور" کا ذکر شاید اس لیے کیا گیا ہے کہ "زبور" بہترین اقوال، قولِ احسن، اچھی گفتگو کا اعلیٰ نمونہ ہے، اور اس لیے بھی کہ "زبور" میں فرمایا گیا ہے کہ "خدا نیک بندوں کو بالآخر حکومت عطا کرے گا، خواہ وہ فقیر اور یتیم ہی کیوں نہ ہوں۔

* ---- (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

★ "زبور" میں ہے ... "کیونکہ شریر منقطع ہو جائیں گے، مگر اللہ پر توکل کرنے والے زمین کے وارث ہوں گے۔"

★ ... (کتاب مزامیر داؤدؑ، زبور مرموز ۳۷)

★ قرآن نے یہی بات اِس طرح فرمائی:

"ہم نے زبور میں یہ بات لکھ دی ہے کہ کچھ عرصے بعد ہمارے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے"

★ .... (القرآن)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے:

"تمام انبیاء اور رسولوں کے سردار پانچ ہیں، اور وحی کا دارومدار اُنہی پر ہے یعنی نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اِن انبیاء کو تمام انبیاءؑ پر فضیلت حاصل ہے۔"

★ .... (تفسیر صافی صہ ۲۹۱ بحوالہ کافی)

★ آنحضرتؐ اِن میں سب سے افضل ہیں، ورنہ یہ پانچوں انبیاء صاحبِ شریعت ہیں البتہ پہلے چار انبیاءؑ کی شریعتیں اب منسوخ ہو چکی ہیں، ہمارے رسولؐ کی شریعت قیامت تک جاری رہے گی، اور منسوخ نہ ہوگی۔

★ ..... (القرآن المبین مولٰنا امداد علی کاظمی)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "خدا نے انبیاء کرامؑ کو ملائکہ مقربین پر بھی فضیلت دی ہے اور اے علیؑ! میرے بعد فضیلت میں تمہارا درجہ ہے، اور پھر اُن اماموںؑ کا جو تمہارے بعد تمہاری اولاد میں سے ہوں گے۔ رہے فرشتے، وہ ہمارے اور تمہارے دوستوں کے خادم ہیں۔"

★ ...... (علل الشرائع)

حضرت داؤدؑ کا ذکر کیوں کیا

(۱) یہاں خاص طور پر حضرت داؤدؑ کا ذکر شاید اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ بادشاہ بھی تھے اور سب کو یہ معلوم تھا کہ اُن کی کئی بیویاں تھیں

www.drhasanrizvi.com

اور دنیاداری کے تمام اُمور انجام دیتے تھے۔ یہ گویا جواب تھا کفارِ مکہ کو، کہ تم جو میرے رسولؐ پر یہ اعتراض کرتے ہو کہ وہ دنیا دار انسان ہے، بیویاں، اولاد والا ہے، بازاروں میں چلتا گھومتا ہے جنگیں لڑتا ہے، اُسے خدارسیدگی سے کیا تعلق؟ پہنچے ہوئے لوگ تو وہ ہوتے ہیں جن کو اپنے تن بدن کا ہوش تک نہیں ہوتا۔ دیوانوں کی طرح اللہ، اللہ کے مستانہ نعرے لگاتے ہوئے ننگے گھومتے ہیں یا جنگلوں میں اللہ اللہ کرتے ہیں۔ نہ اُن کے بیوی بچے ہوتے ہیں، اور نہ انھیں آٹے دال کی فکر ہوتی ہے۔ اُن کو بتایا جارہا ہے کہ بادشاہت سے بڑھ کر دنیا داری کیا ہوگی، مگر اس کے باوجود ہم نے داؤدؑ کو نبوت بھی عطا کی اور کتاب بھی۔

(۲) زبور کا ذکر شاید اس لیے بھی کیا گیا کہ زبور میں حضور اکرمؐ اور اُن کی اُمت کی فضیلت اور شرف واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ خود قرآن میں ارشاد ہوا: "وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝"

(سورۃ ۲۱ الانبیاء آیت ۱۰۵)

یعنی: "اور یقیناً ہم نے زبور میں 'ذکر' کے بعد یہ لکھ دیا تھا کہ یقیناً ساری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔" (القرآن) ... (شیخ الاسلام عثمانی)

انبیائے کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ جس نبیؑ کو اُمت کے سنوارنے میں جتنا کمال حاصل ہوگا، اُسی قدر وہ دوسرے انبیاء سے افضل ہوگا۔ اسی وجہ سے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں۔

سے "اے وصفِ تو در کتابِ موسیٰ ❊ اے ذکرِ تو در زبورِ داؤدؑ
مقصود توئی ز آفرینش ❊ باقی بطفیلِ تست موجود

یعنی: آپؐ کی صفات کتابِ موسیٰ میں بیان ہوئیں اور زبورِ داؤدؑ میں آپؐ کا ذکر ہے۔ آپؐ ہی مقصودِ کائنات ہیں اور ہر شئے آپؐ کی وجہ سے باقی ہے۔"

(روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ (۵۶) کہہ دیجیے کہ اچھا تو پکار کر دیکھ لو
مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ اُن خداؤں کو جن کو تم اللہ کے
كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا سوا خدا سمجھتے ہو، کہ وہ نہ تو تمہاری
تَحْوِيْلًا ۝ ۵۶ کسی تکلیف ہی کو تم سے دور کرنے کی
طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی (تمہارے بُرے حالات کو) بدل سکتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ (۵۷) جنھیں وہ (خدا سمجھ کر) پکارتے
يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ ہیں وہ جھوٹے خدا تو خود اپنے پالنے والے
اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ مالک کی طرف (جانے کے لیے) وسیلہ
رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ ڈھونڈتے پھرتے ہیں، کہ کون اُس سے
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ زیادہ تقرّب رکھنے والا ہے۔ اور وہ
مَحْذُوْرًا ۝ ۵۷ (تو خود) اُس کی رحمت کے اُمیدوار ہیں،
اور اُس کی سزا سے ڈرتے ہیں۔ یقیناً تمھارے مالک کا عذاب ہے ہی ڈرنے کی چیز۔

مشرکین کے خدا کون تھے

یہ الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ مشرکین کے جن خداؤں کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے، اُن سے مراد پتھر کے بُت نہیں ہیں یا فرشتے اور جن مراد ہیں، یا گذرے ہوئے زمانے کے خدا والے انسان۔

www.drhasanrizvi.com

مطلب یہ ہے کہ انبیاء ہوں یا اولیاء، وہ تمہارے خدا نہیں ہیں، وہ خدا کی اجازت کے بغیر نہ تمہاری شفاعت کر سکتے ہیں اور نہ تمہاری حاجت روائی کر سکتے ہیں کیونکہ وہ تو خود خدا کے بندے ہیں۔ اُس کی خدائی میں شریک نہیں ہیں۔ اِسی لیے وہ خود اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں، اور اُس کے عذاب سے ڈرتے رہنے والے ہیں۔ وہ خود ہر وقت خدا سے قریب ہونے کے لیے نیک اعمال انجام دینے کی فکر میں رہتے ہیں، تاکہ وہ اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اور زیادہ خدا کی رضامندی کے قریب ہو جائیں۔

(مؤلف) ۔۔۔۔۔ *

* غرض مراد ملائکہ، جنات اور بعض انبیاء کرام ہیں جن کو مشرکین اور اہلِ کتاب نے درجہ الوہیت دے رکھا ہے۔

(ماجدی) ۔۔۔۔۔ *

* ان ارواح، ملائکہ، انبیاء اور اولیاء کو اگر خدا سمجھ کر پکارا جائے تو یقیناً شرک ہے، لیکن اگر ان کو خدا کا مقرب سمجھ کر خدا کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے پکارا جائے، تو یہ خدا کے حکم کے عین مطابق ہوگا کیونکہ خدا فرماتا ہے:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝" (سورۃ النساء آیت ۶۴)

یعنی: "اور اگر وہ لوگ جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے (اے رسولؐ!) تمہارے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی مانگ لیتے اور اللہ کا رسولؐ بھی اُن کے لیے مغفرت چاہتا تو وہ اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا پاتے"۔

"وسیلہ" کے معنی "وسیلہ" کے معنی ہیں خدا کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ۔ یعنی وہ چیز جو خدا کے قُرب کا سبب بنے۔ اِس طرح وسیلہ کے معنی:

(۱) ہر اچھا کام (۲) ہر اچھی صفت۔

www.drhasanrizvi.com

★ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

"بہترین وسیلہ، کہ جس سے بندے قربِ خدا چاہتے ہیں، وہ ایمان ہے، نماز کا پابندی سے ادا کرنا ہے، زکوٰۃ دینا ہے، ماہِ رمضان کے روزے رکھنا ہے، حج و عمرہ کرنا ہے، صلہ رحمی اور خدا کی راہ میں چھپ کر اور ظاہر بظاہر مال خرچ کرنا ہے۔ تمام نیک اعمال ہیں جو انسان کو زوال اور پستی سے نجات دلائیں۔"

(تلخیص خطبہ ۱۱۰ از نہج البلاغہ)

قرآن بھی وسیلۂ نجات ہے

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول اور ایسا کلام کرنے والا ہے (جس کی ہر بات) تصدیق شدہ ہے۔ قیامت کے دن جس کی یہ شفاعت کرے گا وہ اُس کے حق میں مانی جائے گی، اور جس کے عیوب بتائے گا تو اُس کے بارے میں بھی اُس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔"

(تلخیص خطبہ ۱۷۴ از نہج البلاغہ)

★ (۳) وسیلہ کی تیسری قسم خدا کے اُن نیک بندوں کا قرب، رضامندی اور دعائیں ہیں جن کو خدا نے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ یہ وسیلہ صرف اُسی وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم خدا کے اُن نیک بندوں کے راستے پر چلیں، اُن کے اقوال و افعال کی پیروی کریں۔ پھر اُن کے مقام اور منزلت کا واسطہ دے کر خدا کی بارگاہ میں دعائیں کریں تاکہ خدا اُن نیک بندوں کی شفاعت ہمارے حق میں قبول فرمائے۔

(تفسیر نمونہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۱)

شانِ نزول

بخاری شریف میں روایت ہے کہ کچھ لوگ جاہلیت میں جنوں کی عبادت کرتے تھے۔ اب وہ جن مسلمان ہو گئے، مگر پوجنے والے اپنی جہالت پر قائم رہے اُن

www.drhasanrizvi.com

کے لیے یہ آیت اُتری۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جن، ملائکہ، روحوں اور حضرت مسیحؑ اور حضرت عزیرؑ کے پوجنے والوں کے لیے یہ آیت اُتری۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جن ہستیوں کو تم خدا سمجھ رہے ہو وہ تو خود اپنے پالنے والے مالک (خدا) کے قُرب کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اُن میں تو زیادہ مقرب ہیں، وہ اور زیادہ قُربِ الٰہی کے طالب ہیں۔ اسی لیے وہ یہ سوچتے ہیں کہ کسی سب سے زیادہ مقربِ خدا کی دعا کو وسیلہ بنا کر، خدا سے اور زیادہ قریب ہو جائیں۔ اب جبکہ خود تمہارے خداؤں کا یہ حال ہے، تو اب تم خود فیصلہ کرلو خداوندِ عالم کو خوش کرنا کتنا ضروری ہے۔ غیر اللہ کو پوجنے سے نہ تو خدا ہی خوش ہوتا ہے اور نہ وہ جنھیں تم خوش رکھنا چاہتے ہو۔

تعبد اور توسّل میں فرق ظاہر ہے۔ توسّل صرف اُس حد تک مشروع ہے جہاں تک شریعت نے اجازت دی ہے۔

...... (شیخ الاسلام عثمانی صـ ۳۸۲)

نوٹ :- خود آیت ہی نے بتا دیا، اور پھر شیخ الاسلام عثمانیؒ کے بیان سے واضح ہو گیا کہ توسّل اور چیز ہے، اور تعبُّد اور چیز ہے۔ اِس لیے کسی بھی بزرگ کو خدا کے قُرب حاصل کرنے کا وسیلہ بنانا شرک نہیں ہو سکتا۔ خاص طور پر اِن انبیاءؑ اور آئمہ معصومینؑ کو وسیلہ بنانا کسی طرح شرک نہیں۔ کیونکہ وسیلہ بنانا اور چیز ہے اور تعبُّد (یعنی) اُن کی عبادت کرنا اور چیز ہے۔ وسیلہ بنانے کا حکم تو خود خدا نے دیا ہے۔ "وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ" خدا کی بارگاہ کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔" اِس کے علاوہ گذشتہ صفحے میں سورۃ النساء آیت ۶۴ بیان کی جا چکی ہے۔

...... (القرآن) (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

★ صاحبِ "تفسیر روح البیان" نے لکھا کہ: "بہرحال انبیاءِ کرامؑ اور اُن کے وارثین کاملین خدا اور اُس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہیں۔ اِسی لیے اُن کی اطاعت اور پیروی بحیثیتِ نبوّت و ولایت ضروری ہے، اور اُن کا تقرب قربِ الٰہی کا بہترین وسیلہ ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد ۵ ص۱۷۵) ★.....

ع "غالبؔ ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست :. مشغولِ حق ہوں بندگیٔ بوترابؑ میں"

(غالبؔ)

انبیاءؑ اور ائمّہؑ کو وسیلہ بنانے کے معنی

(۱) اُن کے ارشادات کی اطاعت اور اُن کے اعمال کی پیروی کرنا۔ (۲) اُن کی تعلیمات کو پھیلانا۔

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "جو میری سنت کو زندہ کرتا ہے اُس نے گویا مجھے زندہ کردیا۔ اور جس نے مجھے زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی (یعنی رسولِ خداؐ سے محبت کا دعوٰی اُسی کا سچّا ہے جو حضورِ اکرمؐ کی سنّت پر عمل کرے اور اُس کو پھیلائے) اور جس نے میرے ساتھ محبت کی، وہ جنّت میں میرے ساتھ ساتھ ہوگا۔" ★... (الحدیث)

★ نیز حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "جس نے میری سنّت (میرے طریقۂ زندگی) کی حفاظت کی (یعنی اُس پر عمل کیا اور اُس کو پھیلایا) اللہ اُسے چار خصلتوں سے نوازے گا:

(۱) اولیاءِ خدا کے دل میں اُس کی محبت پیدا کردے گا۔ (۲) فاسقوں، فاجروں کے دلوں میں اُس کی ہیبت پیدا کردے گا۔ (۳) اُس کے رزق میں برکت ہوگی۔ (۴) اُس کو دینِ خدا پر وثوق حاصل ہوگا۔ (یعنی اُس کا عقیدہ اور عمل دینِ خدا کے مطابق مضبوط ہوجائے گا۔)

★..... (روح البیان)

★ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: "خدا کا نافرمان ہمارا دشمن ہے اور خدا کا فرمانبردار ہمارا دوست ہے اور ہماری دوستی صرف عمل اور پرہیزگاری سے حاصل ہوسکتی ہے۔" (کافی) ملخص

★ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "ہماری شفاعت بغیر ہماری اطاعت کے حاصل نہیں ہوسکتی۔"

(الکافی)

www.drhasanrizvi.com

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ (۵۸) کوئی ایسی بستی نہیں جسے ہم قیامت
مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ سے پہلے ہلاک نہ کر ڈالیں یا (اُن کے
اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ گناہوں کی) سخت سزا نہ دیں۔ یہ کتاب
كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۵۸ (لوحِ محفوظ) میں لکھی ہوئی بات ہے۔

بداعمالیوں کی سزا ہلاکت

مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں کسی قوم یا فرد کو ہمیشہ ہمیشہ نہیں رہنا ہے۔ ہر فرد یا قوم کو یا تو طبعی موت مرنا ہے، یا پھر اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے خدا کے عذاب سے ہلاک ہونا ہے۔ تم کہاں اس خبط میں پڑے ہو کہ تمھاری بستیاں اور بلڈنگیں ہمیشہ ہمیشہ کھڑی رہیں گی۔ ★ ۔۔۔۔ (تفہیم) ے "ہم کیا رہیں گے جب نہ رسولِ خدا رہے"

★ یہاں بستیوں سے مراد کافروں، حق دشمنوں، فاسقوں، فاجروں، ظالموں اور بدکاروں کی آبادیاں ہیں۔ ★ ۔۔۔۔ (تفسیر کبیر)

★ اور ہلاکت سے مراد وہ موت ہے جو عذابِ خدا کے نتیجہ میں واقع ہو۔ فطری موت تو سب کو آتی ہے۔ ★ ۔۔۔۔ (ماجدی)

★ خدا کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اصولی طور پر ہمارا پروگرام یہ نہیں ہے کہ جو قوم یا شخص ہمارے نبیؐ سے معجزے دکھانے کی فرمائش کرے، ہمارا پیغمبر اُس کو معجزے دکھاتا رہے، تماشے دکھانا نبیؐ کا کام نہیں ہوا کرتا۔ (یہ کام بندر نچانے والے کا ہوتا ہے) نبیؐ کا کام ہمارا پیغام پہنچا دینا ہوتا ہے، اُن کی تعلیم و تربیت کرنا ہوتا ہے۔ حکومت عدل قائم کرنا ہوتا ہے۔ بندے کا خدا سے تعلق قائم کرنا ہوتا ہے۔ ہاں کبھی کبھی لوگوں کو اُن کا انجام یاد دلانے کے لیے اور بُرے انجام سے ڈرانے کے لیے کچھ معجزات حسبِ مصلحت دکھا دیے جاتے ہیں۔ مگر ایسے معجزے دکھانا، نہ ہمارا اصول ہے، نہ پروگرام کا لازمی حصہ ہے۔ ★ ۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

★ اور یہ فیصلہ بالکل حتمی اور اٹل ہے جو علمِ الٰہی میں قطعاً طے ہو چکا ہے اور لوحِ محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔ ★ ۔۔۔۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

وَمَا مَنَعَنَآ اَنۡ نُّرۡسِلَ (۵۹) اور ہم کو نشانیاں اور معجزے بھیجنے
بِالۡاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا سے کسی چیز نے نہیں روکا، سوا اس کے
الۡاَوَّلُوۡنَ ؕ وَاٰتَيۡنَا ثَمُوۡدَ کہ پہلے کے لوگ انھیں جھٹلاتے رہے
النَّاقَةَ مُبۡصِرَةً فَظَلَمُوۡا (مثلاً) ہم نے قومِ ثمود کو کھلے بندوں علانیہ
بِهَا ؕ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰيٰتِ طور پر اونٹنی لا کر دی، مگر اُن لوگوں نے
اِلَّا تَخۡوِيۡفًا ۝۵۹ اُس پر ظلم وستم کیا۔ اور ہم اپنی نشانیاں
اور معجزے اسی لیے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ (ہم سے) ڈرنے لگیں۔

معجزات کا مقصد

یہاں نشانیوں سے مراد ایسے محسوس اور واضح معجزات ہیں جو نبوّت کی دلیل کے طور پر پیش کیے جائیں۔ انہی معجزات کا مطالبہ کفارِ قریش بار بار حضورِ اکرمؐ سے کیا کرتے تھے۔

خدا فرما رہا ہے کہ جب کوئی قوم ایسے واضح معجزے دیکھ لینے کے بعد بھی خدا اور رسولؐ کو جھٹلاتی ہے، تو پھر اُن پر ہمارے عذاب کا اترنا لازمی اور واجب ہو جاتا ہے۔ پھر ایسی قوم کو تباہ کیے بغیر نہیں چھوڑا جاتا۔ تاریخِ انسانی گواہ ہے کہ پچھلی جس قوم نے بھی یہ جرم کیا کہ صریح معجزے دیکھ لینے کے بعد بھی خدا اور اُس کے رسولؐ کو جھٹلایا، پھر وہ ضرور تباہ ہو کر رہی۔ لہٰذا اب یہ خدا کی رحمت ہے کہ وہ ایسا کوئی صریح معجزہ نہیں بھیج رہا ہے۔ صرف تم کو سمجھا رہا ہے۔ اور تمہیں سمجھنے اور سنبھلنے کی مہلت پر مہلت دیے چلا جا رہا ہے۔ مگر تم ایسے احمق ہو کہ معجزے مانگ کر قومِ ثمود والی سزا کے مستحق بننا چاہتے ہو۔

www.drhasanrizvi.com

پھر خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "ہم معجزے اِس لیے بھیجتے ہیں کہ لوگ اُنھیں دیکھ کر (ہم سے) ڈریں" مطلب یہ ہے کہ معجزے دکھلانے کا مقصد تماشے یا کرتب دکھانا نہیں ہوتا، اِن معجزات کے دکھانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ معجزوں کا مطالبہ کرنے والے خوب اچھی طرح سے یہ سمجھ لیں کہ رسولؐ، خدا کا بھیجا ہوا ہے اور اُس کی پُشت پر قادرِ مطلق خدا کی بے پناہ طاقت ہے۔ اِس لیے اُس کو نہ ماننے اور اُس کے احکامات پر عمل نہ کرنے کا انجام ابدی تباہی اور بربادی ہے۔ ☆.... (تفہیم)

آیت کا پیغام یا حاصلِ کلام

(۱) پیغام یہ ہے کہ اِن کافروں اور احمق دشمنوں کو پہلے بھی معجزے دکھائے گئے تھے۔ تب اِن لوگوں نے کب مانا تھا کہ آج مان لیں گے۔ اب آج اگر ہم نے پھر اِن کو واضح معجزے دکھا دیے اور حسبِ عادت اُنھوں نے پھر نہ مانا، تو پھر ہمارا عذاب ہمارے قانون کے مطابق لازمی طور پر آکر رہے گا۔ جیسے قومِ ثمود پر آیا تھا۔ اِس لیے تم سوچ لو کہ اگر تمھاری فرمائش پر معجزے آگئے تو پھر اُن کے انکار پر عذاب بھی ضرور بالضرور آئے گا۔ اب جبکہ آپؐ عالمین کے لیے رحمت ہیں، اِس لیے خدا نہیں چاہتا کہ معجزے دکھا کر اُن کے انکار پر اُن کو اپنے عذاب کا نشانہ بنائے۔

☆.... (تفسیر علی ابنِ ابراہیم)

(۲) ہدایت، نشانیاں یا معجزات دیکھنے پر موقوف نہیں۔ غیر معمولی نشانات یا معجزات بھیجنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ خدا کی قدرتِ قاہرہ کو دیکھ کر لوگ خدا سے ڈریں، اور اُس کی عظمت سے متاثر ہو کر اُس کی طرف جھکیں۔

اب جبکہ یہ مقصد حاصل بھی نہ ہو سکے اور فی الحال کسی قوم کو فوراً تباہ کرنا بھی مصلحت کے خلاف ہو، تو پھر صرف فرمائش پوری کرنے کے لیے معجزے دکھلانے سے کیا فائدہ؟

(شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ (۶۰) اور جب ہم نے آپؐ سے کہا تھا کہ
اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَ مَا جَعَلْنَا آپؐ کے پالنے والے مالک نے تمام
الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا انسانوں کو پوری طرح گھیر رکھا ہے اور
فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ یہ جو کچھ کہ ہم نے آپؐ کو (خواب میں)
الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَ دکھایا تھا، اُس کو، اور اُس درخت
نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ کو جس پر قرآن میں لعنت
اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۶۰ ع کی گئی ہے، اِس کو تو ہم نے اُن لوگوں
کے لیے صرف امتحان لینے کا ذریعہ بنایا ہے، ہم تو انھیں خوف پر خوف
دلائے جا رہے ہیں، مگر (ہماری ہر تنبیہ سے) اُن کی سرکشی میں اور بڑی سے بڑی
سرکشی کا اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ (مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
مریضِ کبر پر لعنت خدا کی)

آپؐ اپنا کام کرتے رہیئے

شاید حضورِ اکرمؐ کو یہ خیال ہوا کہ معجزات نہ دکھلانے کی وجہ سے کافروں کو ہنسنے اور طعنے کسنے کا موقع مل جائے گا، اِس لیے خدا نے اپنے رسولؐ کو مطمئن کیا کہ اِن سب لوگوں کو خدا کی قدرت نے گھیر رکھا ہے، نہ کوئی خدا کی قدرت سے باہر ہے اور نہ اُس کے علم سے۔ یہ سب کے سب خدا کے قبضہ میں ہیں۔ اِس لیے آپؐ اِن کے حملوں، فقروں اور طنز وطعن کی کوئی پرواہ نہ کریں، وہ آپؐ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ ۶۱

(۶۱) اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو، تو ابلیس کے سوا اُن سب نے (آدمؑ کو) سجدہ کرلیا۔ مگر ابلیس نے کہا: "کیا میں اُس کو سجدہ کروں جسے تُو نے مٹّی (جیسی حقیر چیز) سے بنایا ہے۔

سلسلۂ کلام سے تعلق یہ ہے کہ بنی اُمیّہ کے شجرِ ملعونہ کا ذکر کرنے اور اس سے پہلے معراج کا ذکر کرنے کے بعد، اب اُن لوگوں کا ذکر کیا جارہا ہے جو معراج کے منکر ہیں، بنی اُمیّہ کے ساتھی ہیں، وہ اصل میں اسی ابلیس کے پیروکار ہیں جس نے حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا، وہ بھی اپنے تکبّر اور حق دشمنی کی وجہ سے۔ پھر اسی کمبخت نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ: اے اللہ! اگر تو نے مجھے مہلت دے دی تو میں آدمؑ کی پوری نسل کی بیخ کنی کرڈالوں گا، بس تھوڑے سے لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔ اب یہ معراج کے منکرین اور بنی اُمیّہ اور اُن کے ساتھی، یہ سب شیطان کے چیلے اور لشکر ہیں۔ * ..... (تفسیر نمونہ)

سبق (۱) آیت میں اس طرف خاص اشارہ ہے کہ شیطان تکبّر کی وجہ سے تباہ ہوا۔ تکبّر کے سبب اُس نے آدمؑ کی عظمت سے انکار کیا اور نتیجتاً خدا کے حکم کو رد کردیا۔

اب جو تکبّر کرے گا، خلیفۂ خدا کی عظمت کا انکار کرے گا، اور بالآخر خدا کے احکام کی نافرمانی کرے گا، پھر اُس کا انجام بھی وہی ہوگا جو ابلیس کا ہوا، کہ وہ لعنتی ہوگیا۔ یہی بات آیت ۶۲ میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ * ..... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا (۶۲) پھر بولا: "بھلا دیکھ تو سہی! کیا
الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ یہ اس قابل تھا کہ تُو اِسے مجھ پر فضیلت
اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ دے؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن
لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا تک مہلت دے دے تو میں تو
قَلِيْلًا ۝ ۶۲ اِس کی اولاد تک کو جڑ سے اُکھاڑ
پھینکوں سوا تھوڑے سے لوگوں کے" (جو میرے قابو میں نہ آسکیں گے۔)

شیطان کا دعوٰی سچا ثابت ہوا

ابلیس کا یہ کہنا کہ میں آدمؑ کی اولاد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا۔" یعنی اُن کو حق کے راستے سے دور ہٹا کر اُن کی سلامتی کو تہس نہس کردوں گا۔ یعنی اُن کو اطاعتِ الٰہی کے راستے سے ہٹا کر بالکل تباہ و برباد کردوں گا۔ اور جس طرح میں نے آدمؑ کی خلافت کو نہ مانا، آدمؑ کی اولاد کو بھی انبیأ و مرسلینؑ اور اُن کے اوصیاءؑ، جو خدا نائبین اور خلفاء ہیں، اُن سے ہٹا کر اُن کی سلامتی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا۔ *.... (مؤلف)

★ شیطان ملعون کی بکواس کا مطلب یہ تھا کہ بس تھوڑے سے آدمیوں کو چھوڑ کر باقی سب پر قابو پالوں گا، جیسے گھوڑے کو لگام دے کر قابو کر لیا جاتا ہے۔ ابلیس کا استدلال یہ تھا کہ جب آدمؑ کی اولاد میرے سامنے اتنی کمزور ہے تو پھر تو کیوں آدمؑ کو مجھ پر فضیلت دے رہا ہے۔ *.... (شیخ الاسلام عثمانی)

★ اصل میں انسان کے جسمانی ساخت اور دماغی ترکیب کو دیکھ کر شیطان بھانپ گیا تھا کہ ہیں ایسی مخلوق کو گمراہ کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔ *..... (ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اذۡهَبۡ فَمَنۡ تَبِعَكَ (۶۳) اللہ نے فرمایا: "اچھا دفع ہو جا۔
مِنۡهُمۡ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمۡ اُن میں سے جو بھی تیرے پیچھے پیچھے چلے گا تو
جَزَآءً مَّوۡفُوۡرًا ۝ ۶۳ پھر جہنم ہی تم سب کی پوری پوری سزا ہو گی۔

وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ (۶۴) اب تو جس جس کو اپنی آواز[1] سے پھسلا
مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ وَاَجۡلِبۡ سکتا ہے اُسے پھسلا لے، اور اُن پر اپنے
عَلَيۡهِمۡ بِخَيۡلِكَ وَرَجِلِكَ سواروں اور پیادوں کو ہلّہ بول کر چڑھا
وَشَارِكۡهُمۡ فِى الۡاَمۡوَالِ وَ لا، اور اُن کے مال اور اولاد تک میں
الۡاَوۡلَادِ وَعِدۡهُمۡ‌ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ شریک ہو کر اپنا حصّہ بنا لے، اور اُن
الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ۝ ۶۴ سے (خوب خوب) جھوٹے وعدے کر کے
سبز باغ دکھا۔ مگر شیطان کے وعدے سوائے دھوکے اور فریب کے
کچھ بھی تو نہیں ہوتے۔

شیطان کی آواز
[1] ہر وہ آواز جو گناہوں کی طرف بلاتی ہو، شیطان کی آواز ہوتی ہے۔ اِنہی آوازوں سے وہ ہمارے جنسی اور شہواتی جذبات بھڑکاتا ہے۔ باجا گاجا بھی اس میں شامل ہے۔

خدا کے ارشاد فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ: "اے ابلیس! تیرے پاس جتنی طاقت ہے وہ سب کی سب استعمال کر ڈال"۔ خدا کی معصیت میں لڑنے والے سب کے سب

www.drhasanrizvi.com

شیطان کے سوار اور پیادے ہیں، خواہ وہ جن ہوں یا انسان۔

★ "اور شیطان کا حصہ لگانے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ناجائز طریقے سے چیزیں حاصل کریں، اور ناجائز حرام کاموں میں خرچ کریں۔ اور شیطان کے سارے وعدے جھوٹ اور فریب ہیں۔ قیامت میں وہ خود اقرار کرے گا۔ "میں نے جو تم سے وعدے کیے تھے، میں نے اُن سب کی وعدہ خلافی کی۔" (سورۃ ۱۴ ابراہیم رکوع ۴ آیت ۲۲)

★ ...... (شیخ الاسلام عثمانی)

اولاد میں شیطان کی شرکت کا اثر

خداوندِ عالم کا شیطان سے فرمانا کہ: "اُن کے اموال اور اولاد میں شریک ہوجا۔"

اِس سلسلے میں جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا، اور روایت فرمایا جناب امیرالمومنین حضرت علی ع نے کہ: "خدا نے ہر بیہودہ فحش گالیاں بکنے والے بے حیا انسان پر جنّت کو حرام کردیا ہے، جو اِس بات کی کوئی پرواہ نہ کرتا ہو کہ لوگ اُس کے بارے میں کیا کہتے ہیں، اگر تم اُس شخص کے بارے میں تحقیق کروگے تو اِس کے سوا کچھ نہ پاؤگے کہ وہ وَلَدُ الزِّنا ہوگا یا اُس کے نطفہ منعقد ہوتے ہوئے ضرور شیطان کی شرکت ہوئی ہے۔"

کسی نے پوچھا: یارسول اللہ ص! کیا آدمیوں میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے؟

اس کے جواب میں حضور اکرم ص نے یہی آیت تلاوت فرمائی کہ "خدا نے شیطان سے فرمایا: "تو اُن کے اموال اور اولاد میں شریک ہوجا۔"

★ ...... (تفسیر صافی ص ۲۹۲ بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی)۔

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی آیت کو پڑھا اور فرمایا:

"شیطان عورت کے پاس آکر اُسی طرح بیٹھ جاتا ہے جس طرح اُس کا مرد، پھر جو کچھ اُس کا مرد کرتا ہے وہی کچھ وہ بھی کرتا ہے۔" کسی نے پوچھا: اِس کی پہچان کس طرح کی جائے؟

www.drhasanrizvi.com

آپؑ نے فرمایا: "ہماری محبت سے، اور ہمارے بُغض سے۔ پس جو ہم سے محبت کرتا ہے وہ بندۂ خدا کا نطفہ ہے، اور جو ہم سے نفرت کرتا ہے، وہ نطفۂ شیطان ہے۔"

پھر امامؑ نے فرمایا: "اگر بسم اللہ کہہ کر مجامعت شروع کی جائے تو شیطان الگ ہو جاتا ہے، اور اگر بغیر بسم اللہ کے پڑھے مجامعت کی جائے گی، تو پھر فعل دونوں کی طرف سے واقع ہو سکتا ہے۔" (الکافی)

مال میں شیطان کی شرکت

جو مال انسان حرام سے حاصل کرتا ہے، وہ شیطان کی شرکت کا مال ہے۔ اب اگر ایسے مال سے مہر ادا کیا جائے، اور اُس سے اولاد پیدا ہو، تو اُس میں شیطان کا حصّہ ضرور ہوتا ہے۔ اور جو حرام طریقے سے مجامعت ہوتی ہے، اُس میں بھی شیطان کا حصہ ضرور ہوگا، یعنی۔ بچّہ مشترک نطفے سے پیدا ہوگا۔

* ---- (تفسیر قمّی)

ڈاکو سے تشبیہ

اِس آیت میں خداوندِ عالم نے شیطان کو ڈاکو سے تشبیہ دی ہے۔

جو کسی بستی پر اپنے پیادے اور سوار چڑھا لاتا ہے، اور خوب خوب لوٹتا ہے۔

شیطان کے سوار اور پیادوں سے مراد، وہ سب جن اور انسان ہیں جو مختلف طریقوں سے لوگوں کو گناہوں پر اُکساتے ہیں، اور ہر طرح کے فساد اور خرابیاں پھیلاتے ہیں۔

* ---- (تفہیم)

انسان اِس طرح اُتر آئے عناد پر
لعنت خدا کی حشر تک ابنِ زیاد پر

شیطان کی آواز

اِس سے مراد شیطان کے مخفی پروپیگنڈے، وسوسے، گانے بجانے، اور کھیل تماشوں کی جنسی جذبات کو بھڑکانے والی آوازیں ہیں، جو گناہ کی رغبت دلاتی

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا ﴿۶۵﴾

(۶۵) مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ میرے خاص بندوں پر تجھے کوئی قابو حاصل نہ ہوگا۔ (کیونکہ) بھروسے اور کام بنانے کے لیے تیرا پالنے والا مالک بہت کافی ہے۔

اِس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں

اِس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، اور دونوں صحیح ہیں۔

★ پہلا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ: "خدا" شیطان سے فرمارہا ہے کہ: "میرے بندوں یعنی انسانوں پر تجھے یہ اقتدار ہرگز نہ دوں گا کہ تو انھیں پر رسّی کھینچ لے۔ تو صرف اور صرف بہلا پھسلا سکے گا۔ غلط مشورے دے گا۔ جھوٹے وعدے کر سکے گا۔ مگر تیری بات قبول نہ کرنا، لوگوں کے ہاتھ میں ہوگا۔ تیری اُن پر کوئی حکومت یا زور نہ چلے گا۔"

★ دوسرا مطلب یہ ہے کہ: "اے ابلیس! تو کچھ کر لے، میرے خاص بندوں پر تیری کوئی بدمعاشی اثر نہ کرے گی۔ صرف کمزور ارادے والے لوگ تیرے جھوٹے وعدے اور سبز باغوں سے دھوکہ کھا جائیں گے۔"

نتائج

(۱) پھر آیت کے آخری الفاظ نے یہ بتا دیا کہ جو لوگ اللہ پر بھروسہ کریں گے، خدا کے وعدوں کو سچّا مانیں گے، اور اللہ جن کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے گا، وہ تیرے چنگل میں ہرگز نہ پھنسیں گے۔ البتہ جن کو اپنی طاقت یا

www.drhasanrizvi.com

تیری طاقت پر بھروسہ ہوگا، یا اللہ کے سوا کسی اور سے لو لگائے رکھیں گے، وہ تیرے قابو میں آجائیں گے۔

*...... (تفہیم القرآن)

۵ بتوں سے تجھ کو امیدی، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

*........ (اقبال)

(۲) خدا کے کن بندوں پر شیطان قابو نہ پا سکے گا؟

خدا کے خاص بندوں پر شیطان قابو نہیں پا سکتا۔ ان خاص بندوں سے اوّلین مراد انبیاءِ کرامؑ ہیں، اور وہ لوگ بھی مراد ہیں کہ جن کی طہارتِ کردار کا اعلان خود خداوندِ بزرگ و برتر نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا: " اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا " ۔

*---- (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

یعنی: " بیشک اللہ نے اس بات کا ارادہ کر لیا ہے کہ اے اہلِ بیتِ رسولؐ! تم سے ہر قسم کی نجاست یا گندگی کو دور رکھے اور تمھیں ایسا پاک رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا۔"

اہلِ بیتِ رسولؐ سے مراد پنجتنِ پاکؑ اور ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ *... (مؤلف)

سبق آیت کا حاصل یہ ہے کہ " جو لوگ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں، خدا خود ان کے کام بناتا ہے، اور اُن کو شیطان کے جال سے نکال لیتا ہے۔"

*..... (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ ٦٦

(۶۶) تمہارا حقیقی پالنے والا مالک تو وہی ہے جو تمہارے لیے سمندر میں کشتی چلاتا ہے تاکہ تم اُس کا فضل و کرم (روزی) تلاش کرو۔ حقیقتاً وہ تم پر بے حد مہربان ہے۔

* پچھلی آیت سے اِس کا تعلق یہ ہے کہ شیطان انسان کو بہکاتے چلا جا رہا ہے۔ اب شیطان سے اگر بچا جا سکتا ہے تو اُس کا صرف یہی طریقہ ہے کہ انسان خدا کو اور اُس کے احسانات کو جانے پہچانے اور اس طرح خدا کی اطاعت پر ثابت قدم رہے۔ اِسی لیے اب خداوندِ عالم کے احسانات کو بیان کیا جا رہا ہے۔ اُس کا سب سے بڑا ایک احسان یہ بھی ہے کہ اُس نے ہماری روزی کا بندوبست فرمایا ہے لہٰذا ہمیں اُسی کی اطاعت کرنی چاہیئے اور شیطان کے اُکسانے کو رد کر دینا چاہیئے۔ *۔ (تفہیم القرآن)

نتیجے (۱) اگرچہ اس آیت سے بحری تجارت کا وجوب ثابت نہیں ہوتا، تب بھی اُس کا استحسان لازمی طور پر ثابت ہو گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ بحری تجارت کا تعلق ذاتی اور قومی فلاح دونوں سے ہے۔ *۔۔۔ (ماجدی)

(۲) اصل میں اِس آیت میں خداوندِ عالم اپنی کارسازی کا ایک نمونہ پیش فرما رہا ہے۔ مشرکوں تک نے اقرار کیا ہے کہ سمندر میں کشتی خدا ہی کی قدرت اور حکمت سے چلتی ہے۔ سمندر کی طوفانی لہروں میں پھنس کر مشرک کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ * (۳) روزی کو قرآن نے "فضل" فرمایا ہے۔ فضل کے معنی "زیادہ" کے ہیں۔ اور مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد خدا کی بندگی اور اطاعت ہے۔ رہی روزی، تو وہ ایک زیادہ سی چیز ہے جو خدا کے فضل اور مہربانی کی وجہ سے ملتی ہے۔ *۔۔۔۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

(مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند ∴ تقدیر کے پابند نباتات و جمادات)

*۔۔۔۔۔ (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي (۶۷)	اور جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی
الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ	ہے تو اُس (خدا) کے سوا تم جس جس کو
اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى	پکارتے ہو وہ سب کے سب رفوچکر ہو کر
الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ	گم ہو جاتے ہیں۔ مگر جب وہ تم کو بچا کر
الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ ۶۷	خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اُس سے

منھ موڑ لیتے ہو۔ واقعاً انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

سخت مشکل میں اللہ ہی یاد آتا ہے

مطلب یہ ہے کہ "تمھاری اصلی فطرت ایک خدا کے سوا کسی کو اپنا مالک نہیں جانتی۔ تمھارے دل کی گہرائیوں میں یہ شعور موجود ہے کہ تمام حقیقی اختیارات کا مالک بس وہی ایک اللہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سخت مشکل پڑتی ہے تو خدا کے سوا انسان کی فطرت کسی کو مدد کے لیے نہیں پکارتی۔"

(تفہیم)

* - - - - - -

قُلْ ھُوَ اللہ لگیں پڑھنے ہماری آنتیں
فاقہ جس روز پڑا یادِ خدا بھی آئی

★ خواجہ نظام الدین اولیاء نے لکھا کہ: "ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مجھے خدا کو دکھا دیجیے۔"؟

آپؑ نے فرمایا: "اُس کو دیکھا نہیں جا سکتا۔"

اُس نے اصرار پر اصرار کیا۔ حضرت امام علیہ السلام نے اپنے غلاموں کو حکم دیا

www.drhasanrizvi.com

کہ: "اس کو پانی میں ڈبو دو۔"

چنانچہ غلاموں نے اُس کو پکڑ کر حوض میں ڈال دیا۔ وہ حضرت امام علیہ السّلام کو پکارتا رہا۔ لیکن آپؑ نے توجّہ نہ فرمائی۔ آخر اُس نے مایوس ہو کر خدا کو مدد کے لیے پکارا۔ حضرت امام علیہ السّلام نے غلاموں کو حکم دیا کہ اِس کو حوض سے نکالو۔

جب وہ حوض سے باہر نکل آیا تو امام علیہ السّلام نے پوچھا: "بتا، اب تو نے خدا کو دیکھ لیا ؟"

اُس نے عرض کی: "جب میں ہر طرف سے مایوس ہوگیا تو میں نے دل سے خدا کو پکارا۔ اچانک میرے دل میں ایک سوراخ ہوگیا جس سے میں نے خدا کو دیکھ لیا۔"

★ . . . . (تذکرہ حضرت نظام الدین اولیار)

★ ایک تاجر حضرت امام علی رضا علیہ السّلام کی خدمت میں آیا، اور عرض کی کہ: "مجھے خدا کی معرفت کرا دیجیے۔" حضرت امامؑ نے پوچھا کہ: "تم نے کبھی بحری سفر کیا ہے ؟"

اُس نے عرض کی: "ضرور۔" پھر پوچھا: "کبھی تمھاری کشتی ٹوٹی بھی ؟" عرض کی: "ہاں۔" پوچھا: "جب ایسے میں تم سمندر میں ڈبکیاں کھا رہے تھے، تو اُس وقت تم نے کیا محسوس کیا تھا ؟"

اُس نے عرض کی کہ: "اُس وقت تو میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ اِس وقت بھی ایک طاقت ضرور ایسی ہے کہ اگر وہ چاہے تو مجھے بچا سکتی ہے۔" حضرت امامؑ نے فرمایا: "بس وہی تمھارا رب ہے۔"

★ . . . . . (حیات حضرت امام رضاؑ)

نتیجہ محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "ناشکرا انسان مصیبت سے نکلتے ہی محسن حقیقی کو بھول جاتا ہے۔ چند منٹ پہلے جب سمندر کی طوفانی موجوں میں تھپیڑے کھا رہا تھا تو خوب خدا یاد آرہا تھا، اِدھر کنارے پر قدم رکھا، بے فکر ہوتے ہی خدا کو بھول گیا۔ اس سے بڑھ کر ناشکری کیا ہوگی۔

★ . . . . (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

اَفَاَمِنۡتُمۡ اَنۡ یَّخۡسِفَ (۶۸) تو کیا اِس بات سے تم بالکل
بِکُمۡ جَانِبَ الۡبَرِّ اَوۡ ہی بے پرواہ اور بے خوف ہو
یُرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا چکے ہو کہ خدا تمھیں زمین ہی
ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَکُمۡ میں کہیں دھنسا کر رکھ دے،
وَکِیۡلًا ۟ۙ ۶۸ یا تم پر پتھراؤ کرنے والی جیسی

کوئی آندھی بھیج دے، اور پھر تم اُس سے بچانے والا اپنا کوئی محافظ، حمایتی یا کام بنانے والا بھی نہ پاؤ۔

خدا کی قوّت و طاقت سے مفر نہیں

کفار سمندر کے سفر سے اتر کر جب خشکی پر پہنچتے تھے تو سمجھتے کہ بس اب ہم محفوظ ہوگئے۔ پھر ان کے کفر میں اور اضافہ ہوجاتا تھا۔ اُن سے کہا جا رہا ہے کہ جس خدا میں یہ قدرت ہے کہ وہ تم کو سمندر میں ڈبو سکتا ہے، وہی خدا خشکی میں بھی تمھیں زمین میں دھنسا سکتا ہے، یا خشکی کے کنارے کو اُلٹ سکتا ہے۔ (یا تم پر خشکی میں پتھر برسانے والی آندھی بھیج سکتا ہے)
..... (تفسیر صافی ص ۲۹۲)

★ ناشکروں سے کہا جا رہا ہے کہ اگرچہ تم بخیریت سمندر سے نکل آتے ہو، مگر خدا چاہے تو سمندر کے کناروں ہی کو خشکی کے اندر دھنسا کر رکھ دے۔ مثلاً زلزلہ آجائے، زمین شق ہوجائے، اور تم اُس میں قارون کی طرح دفن ہوجاؤ۔ خلاصہ یہ ہے کہ خدا کی سزا صرف دریا کی موجوں ہی پر موقوف نہیں ہوتی۔ (وہ تو قادرِ مطلق ہے جس طرح جس جگہ چاہے سزا دے سکتا ہے) ★ (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَکُمْ (۶۹) کیا تم اِس بات سے بھی بے پرواہ
فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ اور بے خوف ہو چکے ہو کہ وہ پھر تم کو
عَلَیْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ اُسی سمندر میں ایک مرتبہ اور لوٹا کر لے جائے
فَیُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ اور پھر تمہارے ناشکرے پن کی وجہ
لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَیْنَا تم پر ایک تیز طوفانی جھکڑ اور کشتی توڑ
بِهٖ تَبِیْعًا ۝ ۶۹ ڈالنے والی ہوا بھیج کر تمہیں ڈبو دے پھر
تم اپنے لیے ہم سے اس کا سبب تک پوچھنے والا اور سہارا پیچھا کرنے والا
تک نہیں پاؤ گے۔ (سے تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں)

خدا سے فرار ممکن نہیں

کفارِ عرب خدا سے صرف سخت مصیبت کے عالم میں رجوع کرتے تھے۔ حالانکہ انسان ہر وقت خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ اِس لیے اُس کو ہر وقت خدا کی طرف توجہات رکھنی ضروری ہیں۔ زلزلے کا ایک جھٹکا ہماری ساری بستیوں کو یکایک مسمار کر سکتا ہے خون کا ایک چھوٹا سا ذرہ ہمارے دل کی رگوں کو بند کر سکتا ہے۔ دل و دماغ ایک لمحہ کے لیے رُک جائیں تو موت کا دروازہ کُھل جاتا ہے۔

اے وہ لوگو! جو اِن آیتوں سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ مذہب کی بنیاد خوف ہے۔ تو قرآن نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ دین کی بنیاد خوف نہیں، عقل و فکر ہے۔ اِن حوادث کو اِس لیے بیان کیا گیا ہے کہ خدا یاد رہے۔ اور خدا کو خوف سے نہیں، بلکہ عقل و استدلال سے پہچاننا ممکن ہے۔ ---- * ---- (تفسیرِ نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ (۷۰) جب کہ (تم اپنے اوپر ہمارا احسانات
وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کو تو دیکھو کہ) ہم نے واقعی آدمؑ کی اولاد
وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ کو عزت بخشی ہے اور اُنھیں خشکی اور
وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ تری کے لیے سواریاں بھی دی ہیں اور
مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ع اُن کو پاک صاف اچھی اچھی غذاؤں

سے روزی عطا فرمائی ہے اور اپنی بہت سی مخلوقات سے کہیں زیادہ اُنھیں عطا کیا ہے (اِس طرح) اپنی بہت سی مخلوقات پر اُنھیں واضح فضیلت بخشی ہے۔

تمام مخلوقات پر فضیلتِ آدمی

انسان کو عزت اور بزرگی عقل کی وجہ سے ملی ہے۔ پھر اچھی شکل و صورت کی وجہ سے بھی انسان کو عزت ملی ہے۔ انسان کا قد بھی متوسط ہے اور وہ اپنی دنیا اور آخرت کی تدبیر بھی کر سکتا ہے۔

* پھر یہ کہ انسان کو اللہ نے اِس طرح بھی عزت دی ہے کہ زمین پر جتنی چیزیں ہیں اُن پر اُس کا قابو چلتا ہے۔ تمام قسم کے حیوانات اُس کے ماتحت ہیں۔
* پھر صنعت و حرفت پر بھی انسان کو قدرت حاصل ہے۔
* غرض بے شمار وجوہات اور ذرائع سے خدا نے انسان کو شرف اور عزت عطا فرمائی ہے۔

*------(تفسیر صافی صہ ۲۹۳)

ع اصلِ مذہب احترامِ آدمی است

www.drhasanrizvi.com

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"اللہ نے آدم علیہ السّلام کی اولاد کو تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اُن کو خشکی اور تری دونوں پر قدرت حاصل ہے۔ اور ہر قسم کے پاکیزہ اور مفید پھلوں کا رزق بھی اُس کو عطا فرمایا ہے۔ کوئی حیوان یا پرندہ یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اپنا کھانا اپنے ہاتھوں سے اُٹھا کر منہ میں رکھ لے۔ یہ فضیلت صرف انسان کو حاصل ہے کہ وہ اپنا کھانا اُٹھا کر کھاتا ہے (کھانے کے لیے سر نہیں جھکاتا) یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔

★ . . . . (تفسیر صافی ۲۹۳ بحوالہ امالی شیخ ابوجعفر طوسیؒ)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"ہر مخلوق اِس طرح پیدا کی گئی ہے کہ اُس کا منہ نیچے کی طرف لٹکا ہوا ہوتا ہے جبکہ انسان کی خلقت سیدھی کی گئی ہے۔ (منہ نیچے کی طرف لٹکا ہوا نہیں ہے)

★ . . . . (تفسیر عیاشی)

آیت کا حاصل

یہ ہے کہ یہ ایک بالکل کھلی حقیقت ہے کہ انسان کو زمین پر اور تمام اشیاء پر جو اقتدار حاصل ہے، وہ کسی جن یا فرشتے کو نہیں ہے۔ یہ سب یقیناً اللہ کی عطا کردہ بخششیں ہیں، اور اُسی کا کرم ہے۔

پھر اِس سے بڑھ کر حماقت اور جہالت کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اتنے بڑے مرتبے پر فائز ہو کر کہ خدا نے اُس کو اپنا مجازی خلیفہ بنا دیا ہے، خدا کے بجائے خدا کی مخلوق کے سامنے جھکے اور اُن کی اطاعت کرے۔ ★ . . . . (تفہیم)

؎ من نہ دیدم کہ سگے پیشِ سگے سرخم کرد (اقبال)

(یعنی: میں نے آج تک کسی کتے کو کسی دوسرے کتے کے سامنے سر جھکاتے ہوئے نہیں دیکھا)

www.drhasanrizvi.com

خدا کی دی ہوئی عزت وکرامت

خدا نے انسان کو درجِ ذیل طریقوں سے عزت بخشی ہے

(۱) عقل ودانش۔ (۲) ارادے کی آزادی۔ (۳) موزوں جسامت اور قدو قامت۔ (۴) انگلیاں اور لکھنے کی صلاحیت (۵) انسانی صلاحیتیں (۶) انسان کا تمام موجودات پر تسلط۔ (۷) خدا کی معرفت حاصل کرنے صلاحیت (۸) خدا کی اختیاراً اطاعت کرنے کی صلاحیت (۹) انسان کے جسمانی اور دماغی امتیازات (۱۰) انسانی روح یعنی: روحانی استعداد اور لقائے رب کا شوق۔

*..... (تفسیر نمونہ)

★ **امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد:**

"اللہ نے عالم کو تین قسم کا پیدا کیا ہے۔ (۱) فرشتے، (۲) حیوان (۳) انسان

(۱) فرشتے عقل تو رکھتے ہیں، مگر اُن میں شہوت ہے نہ غضب۔

(۲) حیوان، عقل نہیں رکھتے۔ وہ شہوت وغضب کا مجموعہ ہیں۔

(۳) لیکن انسان دونوں کا مجموعہ ہے (عقل + شہوت وغضب)

اگر اُس کی عقل، اُس کی شہوت وغضب (خواہشات) پر غالب آجائے تو یہ فرشتوں سے افضل ہے۔ لیکن اگر اُس کی شہوت اُس کی عقل پر غالب آجائے تو پھر یہ حیوانات سے بھی گرا ہوا ہے۔ *.... (نور الثقلین جلد۳)

کرامت اور فضیلت میں فرق

تکریم وتفضیل میں چند وجوہ میں فرق بیان کیا گیا ہے

(۱) تکریم انعامات کی فراوانی سے اور تفضیل مراتب کی زیادتی سے ہوتی ہے۔ (۲) تکریم نعماتِ دنیاویہ سے اور تفضیل نعماتِ اُخرویہ سے ہے۔ (۳) تکریم سے مراد وہ نعمات ہیں جو موجبِ تکلیف ہیں، اور تفضیل سے مراد وہ نعمات ہیں جو بطور جزاء کے عطا ہوتی ہیں۔ انسان صاحبِ کرامت بھی ہے اور صاحبِ فضیلت بھی۔

*.... (ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ (۷۱) بِإِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ ۷۱

مگر اُس دن کا بھی خیال کرو کہ جس دن ہم ہر دور کے لوگوں کو اُن کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ تو جسے بھی اُس کا نامۂ اعمال اُس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا، تو یہ لوگ (خوش خوش) اپنے کارناموں کی کتاب کو پڑھیں گے۔ اور اُن پر ذرہ بھر بھی زیادتی نہ ہوگی۔

روزِ قیامت ہر شخص اپنے امام کے ساتھ ہوگا

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ "جب یہ آیت اُتری تو لوگوں نے جناب رسولِ خداؐ سے پوچھا: یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ تمام آدمیوں کے امام نہیں ہیں؟"

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "میں تمام آدمیوں کی طرف خدا کا رسولؐ ہوں لیکن عنقریب میرے بعد خدا کی طرف سے میرے اہلِ بیتؑ میں سے تمام انسانوں کے لیے امام مقرر کیے جائیں گے، جو لوگوں پر اپنا حق ثابت کردیں گے، مگر اس کے باوجود جھٹلائے جائیں گے۔ کفر اور گمراہی کے امام (مراد سلاطینِ جور، ظالم حکام) اُن پر اور اُن کی پیروی کرنے والوں پر ظلم توڑیں گے۔

پس جو شخص اُن حقیقی، سچے اماموں سے دوستی رکھے گا، اور اُن کی پیروی کرے گا، اور اُن کی تصدیق کرے گا، پس وہ شخص مجھ سے ہے، اور میرے ساتھ ساتھ ہوگا، اور عنقریب مجھ سے آن ملے گا۔ اور یہ بھی غور سے سن لو، کہ جو شخص بھی اُن برحق اور سچے اماموں پر ظلم کرے گا، یا اُن کی

www.drhasanrizvi.com

تکذیب کرے گا، وہ مجھ سے نہ ہوگا۔ (یعنی اُس سے میرا کوئی تعلق نہ ہوگا) اور نہ اُس سے میرا کوئی واسطہ ہوگا۔"

★ ...... (تفسیر صافی ص۲۹۳ بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی)

★ اکثر مفسّرینِ اہلِ سنّت نے یہاں "امام" سے مراد صرف انبیاء کرامؑ کو لیا ہے۔

لیکن آیت کے الفاظ امام کے وسیع معنی کے متقاضی ہیں۔ ہر وہ شخص جو اچھائی یا برائی کی طرف بلائے، اور رہبری کا کام انجام دے، وہ اُس جماعت کا امام ہے۔ اسی لیے قرآن میں کافروں کے سرداروں کو "اَئِمَّۃَ الْکُفْرِ" فرمایا۔ غرض یہاں امام سے مراد انبیاءؑ، اولیاءؑ، اَئمّہؑ، علماءؒ بھی ہیں اور حکّام جور اور بدکاری کی طرف بُلانے والے تمام لیڈران

★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ حضرت امام علی ابنِ موسیٰ الرّضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
"قیامت کے دن ہر قوم کو اُس کے زمانے کے امام، اُس کی کتابِ الٰہی اور اُس کے پیغمبرؐ کی سنّت کے ساتھ پکارا جائے گا۔"

★ ..... (تفسیر مجمع البیان)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کے حوالے سے روایت کی کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جب قیامت کا دن ہوگا، خدا ہر گروہ کو اُس شخص کے ساتھ پکارے گا جس کی اُس نے حکومت قبول کی ہوگی۔" ہم (ائمۂ اہلِ بیتؑ) کو خدا، جناب رسولِ خداؐ کے ساتھ پکارے گا۔ اب تم سوچو کہ ہم تمھیں کدھر لے جائیں گے؟ ربِّ کعبہ کی قسم ہم تمھیں جنّت کی طرف لے جائیں گے۔" پھر امامؑ نے اس آخری جملے کو تین دفعہ دُہرایا: اِلَی الْجَنَّۃِ، اِلَی الْجَنَّۃِ، اِلَی الْجَنَّۃِ۔

★ ...... (تفسیر مجمع البیان)

★ جب جناب رسولِ خداؐ نے غدیرِ خم کے موقع پر حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا تو بعض دشمنوں نے ایک گوہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ: کاش، رسولؐ علیؑ کے بجائے اس گوہ کو ہمارا سرپرست

www.drhasanrizvi.com

بنا دیتے ۔ جب یہ بات جناب رسولِ خداؐ کو بتائی گئی تو فرمایا: "قیامت کے دن وہ لوگ اِسی گوہ کے ساتھ پکارے جائیں گے۔"

محقّقین نے نتیجے نکالے

(١) اسلام میں رہبری اور امامت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے ۔ اسی لیے جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا، اور روایت کیا جناب امام محمّد باقرؑ نے کہ: "اسلام پانچ چیزوں پر منحصر ہے ۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ولایت (امامت) مگر کسی چیز کو ولایت کی سی اہمیت حاصل نہیں۔"

*- - - - (اصول کافی جلد ٢ صفحہ ١٥)

★ اِسی لیے جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "مَنْ مَّاتَ بِغَیْرِ اِمَامٍ مَّاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً" یعنی: "جو شخص دنیا میں بغیر امام کے مرگیا، وہ جاہلیت کی موت مرگیا۔"

*- - - - (تفسیر نور الثقلین جلد ٢ صفحہ ٢١٢)

(٢) دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ کوئی زمانہ امامِ برحق سے خالی نہیں رہ سکتا ۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: "جی ہاں ۔ خدا کی قسم زمین کبھی ایسے رہبر سے خالی نہیں ہوتی، جو خدا کی حجت کے ساتھ قائم ہو، چاہے وہ امام ظاہر ہو یا غائب ۔ ایسے امام کا وجود اس لیے ضروری ہے تاکہ خدا کی نشانیاں اور اُس کے دلائل ختم نہ ہونے پائیں۔"

*- - - - (نہج البلاغۃ از کلماتِ قصار ١٤٧)

(٣) تیسرا نتیجہ یہ نکالا کہ امامِ برحق کو پہچاننا اور اس کی پیروی کرنا ضروری ہے ۔ اسی لیے امامت کو اصولِ دین میں شامل کیا گیا ہے ۔ اور حضورِ اکرمؐ نے اَئمّۂ اہلِ بیتؑ کو قرآن کا ساتھی قرار دیا ہے ۔ اور فرمایا ہے کہ: "جب تک تم قرآن اور اہلِ بیتؑ سے تعلق جوڑے رکھو گے کبھی ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔"

*- - - - (صحیح مسلم شریف)

خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر فرقہ اُس چیز کے ساتھ حاضر ہوگا جس کی وہ

www.drhasanrizvi.com

پیروی کرتا تھا۔ مثلاً مومنین کتاب اور اپنے دینی پیشوا کے ساتھ حاضر ہوں گے، اور کفار اپنے مذہبی سرداروں، بڑے شیطان اور جھوٹے معبودوں کے ساتھ۔

* ------ (شیخ الاسلام عثمانی)

اصحابِ یمین

یعنی داہنے ہاتھوں میں اپنے اعمال نامے پکڑنے والے۔ وہ لوگ ہوں گے، جنھوں نے دنیا میں حق کو قبول کر کے اپنی فطری شرافت اور انسان کی عزت کو باقی رکھا۔ دنیا میں احتیاط کرنا وہاں اُن کے کام آیا۔ وہاں وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے بے حد خوشی کے عالم میں اپنے اپنے اعمال ناموں کو پڑھ رہے ہوں گے، بلکہ دوسروں کو بھی دکھا دکھا کر کہہ رہے ہوں گے "آؤ میری کتاب پڑھو۔

خدا کے عدل کی شان

خدا کا فرمانا: "اُن پر ایک دھاگے کی برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔"

"فَتِيلًا" کھجور کی گٹھلی کے درمیان جو ایک بہت باریک سا دھاگہ سا ہوتا ہے، اُس کو کہتے ہیں۔ یعنی اتنا سا ظلم بھی نہ ہوگا۔ ہر کسی کی محنت کا پورا پورا پھل ملے گا، بلکہ اُس سے بھی کہیں زیادہ ملے گا۔"

* ------ (شیخ الاسلام عثمانی)

مقامِ امام

آیتِ مجیدہ میں امام کے معنی میں چند اقوال ہیں۔ (۱) اس سے مراد "نبی" ہے یعنی ہر اُمّت اپنے نبی کے ساتھ اُٹھائی جائے گی۔ (۲) کتاب۔ یعنی ہر اُمّت اپنی کتاب لے کر اُٹھے گی۔ (۳) اعمالنامہ۔ (۴) امام جمع ہے اُم کی (اُم بمعنی ماں) ہر آدمی کو اپنی ماں کے نام سے پکارا اور اٹھایا جائے گا۔ (۵) ہر شخص کو اپنے اپنے زمانے کے امام کے ساتھ اُٹھایا جائے گا، اور ائمہ اہلِ بیتؑ سے یہی آخری قول مروی ہے۔

* رسولِ کریمؐ اپنی قوم میں حضرت علیؑ اپنے صحابہ میں، امام حسنؑ اپنے ساتھیوں اور امام حسینؑ اپنے جان نثاروں میں تشریف لائیں گے

* ---- (از امام محمد باقرؑ - تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی) ملخص (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ (۷۲) اور جو اِس (دنیا) میں اندھا بنا
اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ رہا، وہ آخرت میں بھی اندھا، زیادہ
اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۷۲ گمراہ اور بالکل ناکام و نامراد ہوگا۔

آخرت میں اندھا اُٹھے گا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "بدترین شخص وہ ہے جو دل کا اندھا ہو۔" (یعنی عقل کا اندھا) ...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۳)

★ حضرتِ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

"جس شخص کو زمین و آسمان کی خلقت میں، دن اور رات کے آنے جانے میں، چاند، سورج اور ستاروں کے طلوع و غروب اور گردش میں اور خدا کی عجیب و غریب بکثرت نشانیوں میں چھپی ہوئی (خدا جیسی) عظیم حقیقت نظر نہ آئے، وہ آخرت میں اندھا اُٹھے گا، اور سخت گمراہ بھی۔" ...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۳ صفحہ ۱۹۶)

★ "سورۂ طٰہٰ" میں خداوندِ قدوس نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مجھے یاد کرنے سے اپنا منھ پھیر لے گا، وہ بڑی سخت زندگی جھیلے گا، اور قیامت کے دن اندھا محشور ہوگا۔ اُس وقت یہ شخص کہے گا: اے میرے مالک! تُو نے مجھے اندھا کیوں اُٹھایا؟ جبکہ میں دنیا میں (اندھا نہیں تھا) دیکھ سکتا تھا۔" خدا فرمائے گا: اس لیے کہ جس طرح دنیا میں ہماری نشانیاں، دلیلیں اور حقیقتیں تیرے پاس آئی تھیں، مگر تُو اُن سے اپنی آنکھیں بند کیے رکھتا تھا، اُنھیں بھلا بیٹھا تھا۔ اِسی طرح آج تجھے بھی ہم نے بھلا دیا۔ اور جو حد سے گذر گیا اور اپنے مالک کی نشانیوں پر ایمان نہ لایا، ہم اُسے اِسی طرح سزا دیں گے اور یقیناً آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت اور باقی رہنے والا ہے۔" (سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۲۴ تا ۱۲۷)

www.drhasanrizvi.com

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ (۷۳) عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ ۷۳

بلاشبہ وہ لوگ (اپنے خیال میں) اِس منزل سے قریب معلوم ہوتے تھے کہ آپؐ کو بہلا پھسلا کر اُس پیغامِ وحی سے الگ کردیں جو ہم نے آپؐ کی طرف بھیجا ہے تاکہ کسی نہ کسی طرح سے آپؐ اپنی طرف سے کوئی بات ہمارے خلاف گھڑ دیں اور اگر آپؐ ایسا کرتے تو وہ آپؐ کو اپنا (خلیل) جگری دوست بنا لیتے۔

شانِ نزول

(۱) "قریشِ مکّہ نے جنابِ رسولِ خداؐ سے کہا: "ہم تجھے اُس وقت تک حجرِ اسود کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دیں گے جب تک کم از کم ہمارے خداؤں کو ایک نظر نہ دیکھو گے"۔

رسولِ خداؐ کے دل میں یہ خیال آیا کہ خدا جانتا ہے کہ میں اِن کے خداؤں سے دلی نفرت رکھتا ہوں۔ لہٰذا اگر میں ایک نظر اِن بُتوں کو دیکھ لوں تو اس میں کیا حرج ہے"۔ اِس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

(۲) دوسری شانِ نزول یہ لکھی ہے کہ: "قریشِ مکّہ نے کہا: "اے محمدؐ! ہمارے خداؤں کو بُرا کہنا چھوڑ دیجیے اور اِن حقیر غلاموں کو اپنے پاس سے دور کر دیجیے تاکہ ہم آپؐ کے پاس آکر آپؐ کی باتیں سُنیں۔

جنابِ رسولِ خداؐ نے سوچا کہ شاید اسی طرح یہ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ اِس پر یہ آیتیں اُتریں۔ (تفسیرِ نمونہ)

★ حضرت امام علی رضاؑ سے مامون نے اِسی قسم کی دوسری آیتوں کے بارے میں بحث کی، تو آپؑ نے فرمایا:

"اس کی مثال اِس طرح ہے" اپنوں سے بات کر کے دوسروں کو سنانا مقصود ہوتا ہے"۔ پس یہاں آنحضرتؐ کو خطاب کر کے تمام مومنوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ دشمنانِ دین کے حلقوں میں جنہیں کسی لالچ کی بنا پر اگر تم نے باطل کا ساتھ دیا، تاکہ اُن کا قُرب حاصل ہو، تو ایسی صورت میں تمہارا عذاب کفّار کے عذاب سے دُگنا ہوگا۔ (تفسیرِ برہان، صافی ملخص (تفسیرِ مجمع البیان از ابنِ عباس۔) بحوالہ تفسیرِ انوار النجف

www.drhasanrizvi.com

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ (۷۴) اور اگر ہم آپؐ کو ثابت قدمی
كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ عطا کر کے مضبوط نہ رکھتے تو دور نہ
شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۗ ۷۴ تھا کہ آپؐ اُن کی طرف تھوڑا سا جھکنے
کے قریب ہو جاتے

پیغامات اور مقصد

جہاں تک پیغمبر اکرمؐ کا مشرکوں کی کوششوں سے ذرا سا بھی متاثر ہونے کا سوال ہے، تو یہاں اِسے صرف ایک فرضی مثال کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے یہ فرض کر لیا جائے کہ خدا کی توفیقات رسولؐ کے شاملِ حال نہ ہوتیں، تو نزدیک ہوتا کہ آپؐ مشرکوں کی طرف کچھ جھک جاتے۔

بتلانا صرف یہ ہے کہ اگرچہ مشرکوں کی کوششیں بڑی زبردست تھیں، مگر ہمارا رسولؐ انتہائی ثابت قدم انسان ہے۔

دوسری بات یہ بتانی مقصود ہے کہ عصمت، خدا کا لطفِ خاص ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اِس اعلیٰ ترین کردار میں خود رسولؐ کا کوئی عمل دخل نہیں۔

اسی لیے فرضی طور پر کہا جا رہا ہے، اگر بفرضِ محال خدا کی مہربانی آپؐ کے شاملِ حال نہ ہوتی، تو آپؐ تھوڑا سا اُن کی طرف مائل ہو سکتے تھے۔ پھر "یہ تھوڑا سا" کہنا خود بتا رہا ہے کہ پورے طور پر متاثر ہونے کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا یعنی اگر ہماری خاص توفیقات نہ بھی ہوتیں تب بھی آپؐ اپنی ذاتی صلاحیتوں کی بناء پر بھی اُن سے کچھ زیادہ متاثر نہ ہوتے۔

البتہ دھوکے سے یا غیر ارادی طور پر بھی ہم نے آپؐ کو ان مشرکین سے متاثر ہونے سے بچا لیا یہی وہ لطفِ خاص ہے جسے اصطلاح میں عصمت کہتے ہیں۔ ★... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

★ اگرچہ سطحی نگاہ رکھنے والوں نے اس آیت کو عصمتِ رسولؐ کے خلاف سمجھا ہے جب کہ حقیقتاً آیت کے الفاظ اس کے برعکس ہیں۔ آیت کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ آیت کا جھکاؤ مشرکوں کی طرف ہو ہی نہیں سکتا۔ صرف جھکاؤ کے امکانی وسوسہ کو فرض کیا گیا ہے، پھر اس امکانی جھکاؤ کے وسوسہ کی بھی خود تردید فرما دی یہ کہکر کہ: "اگر ہم نے آپؐ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا" ان الفاظ نے تو حضورِ اکرمؐ کو اپنی جگہ سے ذرا سا بھی ہلنے کا موقع ہی کب دیا کہ جھکاؤ کا کوئی فرضی امکان پیدا ہوتا۔ (ماجدی) ★ . . . . .

مدحِ رسولؐ

حقیقت یہ ہے کہ یہاں رسولِ اکرمؐ پر الزام نہیں لگایا جا رہا ہے، بلکہ رسولؐ کی مدح کی جا رہی ہے۔ یہ عتاب نہیں ہے، بلکہ اظہارِ محبوبیت ہے کہ آپؐ تو میرے ایسے پیارے ہیں کہ ہم نے آپؐ کو مشرکین کی طرف جھکاؤ کے امکانی وسوسہ کے ابتدائی مراحل تک سے بچا لیا۔ ★ . . . (مرشد تھانوی)

آیت کا مفہوم

یہ ہے کہ خدا نے اپنے رسولؐ کو حق پر ثباتِ قدم یعنی مقامِ عصمت عطا فرمایا، اور وہ باطل کی طرف بالکل مائل ہی نہ ہوئے۔

اس آیت کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ حضورؐ باطل کی طرف مائل ہو چکے تھے اور خدا نے ان کو روک دیا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ طبیعتِ بشری کی وجہ سے حضورِ اکرمؐ ان وسوسوں کو قبول کرنے کے کچھ قریب ہوئے ہی تھے کہ خدا نے اُن کو اُن کے شر سے بچا لیا۔ جس طرح خدا نے حضرت یوسفؑ کے بارے میں فرمایا:

" وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۚ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ " (سورۃ ۱۲ یوسف آیت ۲۴)

www.drhasanrizvi.com

یعنی : " زلیخا نے یوسفؑ کا ارادہ کیا اور یوسفؑ بھی زلیخا کا ارادہ کر لیتے اگر وہ اپنے مالک کی بُرہان کو نہ دیکھ چکے ہوتے۔ اِس طرح ہم نے یوسفؑ سے بُرائی اور فحاشی کو پھیر دیا۔ حقیقتاً وہ ہمارے خالص مخلص بندوں میں سے تھے۔"
(سورۃ ۱۲ یوسف ۲۴)

★ "ترکن" کا لفظ "رکون" سے بنا ہے۔ جس کے معنی "ادنیٰ سا جھکاؤ" ہوتا ہے یعنی: خفیف سا مَیلانِ قلب۔ پھر اِس پر بھی "شَيْئًا قَلِيلًا" بڑھا کر ادنیٰ ترین مَیلان کر دیا۔ پھر اِس پر مزید "لَقَدْ كِدتَّ" یعنی "اگر یہ نہ ہوتا" کہہ کر یہ بتا دیا کہ اس کے ہونے کا امکان تقریباً صفر ہے۔ آخری مطلب زیادہ سے زیادہ یہ نکل سکتا ہے کہ : " اے رسولؐ ! آپؐ معصوم ہیں، آپؐ کی عصمت کی ضمانت اور حفاظت خدا فرما رہا ہے۔ یہ خدا کا آپؐ پر خاص فضل و کرم ہے۔ اگر یہ فضل نہ ہوتا تو کافروں کی شرارتیں، مکّاریاں اور بدمعاشیاں اِس غضب کی تھیں کہ شاید اِس بات کا بہت تھوڑا سا امکان پیدا ہو جاتا کہ آپ کا کچھ ہلکا سا مَیلان اُن کی طرف ہونے والا ہو جاتا۔ مگر انبیاء کرامؑ کی عصمت کی حفاظت کی ضمانت خدا لے چکا ہے۔ اِسی لیے آپؐ کے اندر کافروں کی طرف خفیف سا جھکاؤ کا امکان بھی نہ پایا گیا۔
★ ---- (شیخ الاسلام عثمانی)

★ تفسیر مجمع البیان میں ابنِ عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ معصوم تھے، اور آیتِ مجیدہ میں اُمّت کو تہدید کی گئی ہے تاکہ مومنین میں سے کوئی فرد مشرکین کی چکنی چپڑی باتوں میں پھنس کر یا کسی طمع و لالچ میں آکر احکامِ خداوندی اور شریعتِ مصطفویؐ سے روگردانی کی جرأت نہ کر بیٹھے۔
★ --- (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ (۷۵)	اُس وقت ہم آپؐ کو دنیا اور
الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ	آخرت، دونوں میں دُہرے دُہرے
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا	عذاب کا مزہ چکھاتے۔ پھر آپؐ
نَصِيْرًا ٥ ۷۵	ہمارے مقابلے پر کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔

نتیجہ ۱: انبیاءِ کرامؑ کی عصمت جبری یا اضطراری نہیں ہوا کرتی

اب خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ:
"اے رسولؐ! اگر تمھارا میلان (ان) مشرکوں کی طرف ہو جاتا، تو تم پر شدید عذاب ہوتا۔"

آیت بھی آپؐ کی عصمت کو رد نہیں کر رہی ہے، بلکہ آپؐ کی عصمت کو بڑی شدّت کے ساتھ ثابت کر رہی ہے۔ یہ بتا رہی ہے کہ انبیاءِ کرامؑ کی عصمت جبری یا اضطراری نہیں ہوا کرتی، بلکہ اُن کے علم و معرفت اور خود آگاہی کا نتیجہ ہوا کرتی ہے۔

یعنی انبیاءِ کرامؑ سے گناہ ہونا محالِ عقلی نہیں ہے، بلکہ اُن کے ایمان، یقین اور معرفت کے اعلیٰ درجوں کی وجہ سے ہے۔ البتّہ یہ حقیقت ہے کہ عملاً انبیاءِ کرامؑ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوا کرتے۔ کیونکہ آیت نے بتا دیا کہ اگر انبیاءؑ کوئی گناہ کرتے تو اُن پر ضرور خدا کا عذاب ٹوٹتا۔ لیکن کسی نبیؑ پر کبھی خدا کا عذاب نہ ٹوٹنا یہ ثابت کر رہا ہے کہ کسی نبیؑ نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔

(تفسیر نمونہ، رہبران بزرگ)

نتیجہ ۲

محققین نے دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ انسان کا علم و یقین، مقام اور مرتبہ جتنا بلند ہوگا اُسی قدر

www.drhasanrizvi.com

اُس کا عمل اہم ہوگا۔ اِسی لیے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "ثواب انسان کی عقل کے مطابق دیا جائے گا۔"

(اصول کافی جلد ۱۔ کتاب العقل والجہل حدیث ۸)

اِسی لیے خداوندِ عالم نے نبی اکرم کی بیویوں کے لیے فرمایا:

"اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی واضح طور پر بُرا کام یا ناپسندیدہ عمل انجام دے گی اُس کے لیے دوگنی سزا ہوگی، اور خدا کے لیے یہ کام آسان ہے۔ اور تم میں سے جو کوئی خدا اور اُس کے رسول کی انکساری کے ساتھ اطاعت کرے گی، اور اچھے اچھے کام کرے گی، ہم اُس کو دوگنا ثواب دیں گے۔ اور اُس کے لیے ہم نے بڑی عزت والی روزی بھی تیار کر رکھی ہے۔"

(سُورۃ الاحزاب ۳۳ آیت ۳۰-۳۱)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

"خدا جاہل کے ستّر گناہوں کو اِس سے پہلے معاف کر دے گا کہ وہ عالم کے کسی ایک گناہ کو معاف کرے۔"

(اصول کافی جلد ۱ ص ۳۷)

ضِعف کے معنی

عربی ادب میں ضِعف کے معنی دوگنے کے بھی ہوتے ہیں، اور کئی گنا کے بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً خود قرآن میں ہے کہ: "اِنۡ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفۡهَا" (یعنی) "اگر اچھا کام ہو تو خدا کئی گنا اجر دیتا ہے۔" (سُورۃ النسآء ۴ آیت ۴۰)

★ نیز خدا نے فرمایا: "وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ" (خدا جس کے اجر کو چاہتا ہے کئی گنا کر دیتا ہے۔) (سورۃ البقرۃ ۲ آیت ۲۶۱)

(تفسیر المیزان جلد ۲ ص ۲۷۸، تفسیر عیاشی)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ:

مومن کو چاہیئے کہ ان زیرِ بحث آیتوں کو پڑھتے وقت دو زانو بیٹھ کر انتہائی خوف کے عالم میں خدا کی قوت اور اختیار پر غور و فکر کرے پھر وہی دعا کرے جو حضور اکرم کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلۡنِيۡ اِلٰى نَفۡسِيۡ طَرۡفَةَ عَيۡنٍ" (اے خدا! مجھے ایک پلک جھپکنے کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر دینا۔) یعنی: مجھے ہمیشہ ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھنا۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ (۷۶) اور قریب تھا کہ وہ لوگ آپؐ
مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ کے قدم اس سرزمین سے اکھاڑ
مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ دیں اور آپؐ کو یہاں سے باہر نکال
خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ ۷۶ دیں۔ مگر اس صورت میں آپؐ کے
بعد یہ لوگ خود بھی یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہر سکتے۔

شانِ نزول

یہ ہے کہ مشرکین نے حضورِ اکرمؐ کو پہلے مکّے سے نکالنا چاہا۔ پھر سوچا کہ اس طرح ان کا پیغام عام ہوجائے گا، اس لیے قتل کا پروگرام بنایا۔ مگر حضورؐ علیِ مرتضیٰؑ کو اپنے بستر پر سُلا کر مدینہ چلے گئے۔

*۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

آیت کا پیغام

یہ ہے کہ: اے رسولؐ! اگر یہ لوگ تم کو مکّے سے نکال بھی دیں گے تو تمھارے نکالنے کے بعد خود بھی بہت کم مدّت باقی رہیں گے۔ (یعنی بہت جلد ان لوگوں کا تیا پانچا ہوجائے گا۔)

*۔۔۔۔ (تفسیر صافی صؐ ۲۹۴)

★ اسی لیے حضورِ اکرمؐ کو مکّے سے نکالنے والے ایک ہی سال کے بعد غزوۂ بدر میں قتل کردیے گئے۔ (خس کم جہاں پاک)

*۔۔۔۔ (تفسیر قمی)

★ اس آیت میں اُن مشکلات کی طرف اشارہ کیا ہے جو مکّے کی دس سالہ زندگی میں حضورِ اکرمؐ برداشت کررہے تھے۔ کفّارِ مکّہ ظلم پر ظلم ڈھا رہے تھے کہ حضورؐ توحید کی دعوت دینا بند کردیں۔ شرک سے مصالحت کرلیں۔ فریب، لالچ، دھمکیاں، جھوٹے پروپیگنڈوں کا طوفان

www.drhasanrizvi.com

ہر قسم کا ظلم و ستم، معاشی دباؤ، مقاطعہ، سب کچھ جتن کر ڈالے، مگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے راستے سے نہ ہٹے۔

آیت کے نتائج

(۱) اے رسولؐ! اگر تم حق کو حق جان کر اُن سے سمجھوتہ کر لیتے تو یہ قوم ضرور تم سے خوش ہو جاتی مگر خدا کا غضب تم پر بھڑک اُٹھتا۔

(۲) خواہ پیغمبرؐ ہی کیوں نہ ہو، وہ صرف اپنے بل بوتے پر باطل کے طوفانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا یہ سراسر اللہ کا بخشا ہوا صبر و ثبات تھا جس کی وجہ سے کوئی انسان مثلاً جنابِ رسولِ خداؐ صداقت کے موقف پر پہاڑ کی طرح جمے رہے۔ کوئی سیلاب بلا آپؐ کو بال کے برابر بھی ہٹا سکا۔

(۳) پھر یہ پیش گوئی جو اُس وقت صرف ایک دھمکی تھی، مگر گیارہ سال کے بعد حرف بحرف سچی ثابت ہو گئی۔

★ ۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

★ کفارِ مکہ کے ظلم و ستم کے سبب حضورِ اکرمؐ کو مکہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ مگر آپؐ کے جاتے ہی ڈیڑھ سال کے بعد مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کی لاشیں بدر کے میدان میں ذلت و خواری کے ساتھ تڑپ رہی تھیں۔ پھر پانچ سال کے بعد ہی حضورِ اکرمؐ کا مکے پر قبضہ ہو گیا، اور کچھ عرصے کے بعد تو سارے عرب میں رسولؐ کا کوئی ظاہر بظاہر مخالف باقی نہ رہا۔

★ ۔۔۔۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

★ لَا یَلْبَثُوْنَ: یعنی اگر یہ لوگ آپؐ کو مکہ سے نکال دیں گے تو ان کو بھی یہاں رہنا نصیب نہ ہوگا۔ چنانچہ کفار نے آپؐ کو مکہ سے نکالا اور انجام یہ ہوا کہ دو سال کے اندر اندر جنگِ بدر میں عذابِ خداوندی میں گرفتار ہو گئے اور مکہ میں رہنا اُن کو نصیب نہ ہو سکا جو حضورؐ کو نکالنے میں پیش پیش تھے۔ ★ ۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

سُنَّةَ مَن قَدْ اَرْسَلْنَا (۷۷) (کیونکہ) یہ ہمارا مستقل طریقۂ
قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا وَلَا کار رہا ہے، جو آپ سے پہلے والے
تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ؏ ،، رسولوں کے بارے میں بھی ہم نے
اختیار کیا تھا۔ اور ہمارے طریقۂ کار میں آپ کوئی تبدیلی نہ پائیں گے۔

ع ۸/۸

خدا کا قانون

خدا نے یہ طریقہ، اصول یا قانون مقرر فرمایا ہے کہ جو قوم اپنے رسول کو نکال دیتی ہے، وہ اُسی رسول کی موجودگی میں ہلاک کر دی جاتی ہے۔

★ ---- (تفسیر صافی ص ۲۹۴)

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاءِ کرام کے ساتھ اللہ کا یہی قانون اور سلوک رہا ہے کہ جس قوم نے اُن کو قتل کیا، یا جلاوطن کیا، پھر وہ قوم زیادہ دیر تک اپنی جگہ نہ ٹھہر سکی۔ یا خدا کے عذاب نے اُس کو ہلاک کیا، یا کوئی دشمن قوم اُس قوم پر مسلّط کر دی گئی، یا، پھر اُسی نبی کے ماننے والوں نے اُسے مغلوب کر دیا۔

(تفہیم)

انبیاء کو اُن کے وطن سے نکالنے والے

اس لیے بہت جلد نابود ہو جاتے ہیں کہ انبیاءِ کرام کو شہروں سے نکالنا گویا شہروں کی روحِ حیات کو نکال دینا ہے، وہ پورے پورے شہروں کے قتلِ عام کرنے والوں سے بھی بڑے گناہ گار ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی یا امام خدا کی سب سے بڑی نعمت، دلیل یا نشانی ہوتا ہے۔ ایسی عظیم نعمت کو شہر سے نکالنے والے سب سے بڑے کفرانِ نعمت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایسوں کو جلد سے جلد نابود ہو جانا ہی چاہیئے۔ اسی لیے خدا کا یہی طریقہ رہا ہے۔

★ ---- (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡكِ (۷۸) آپؐ (مقرّرہ) نماز کو پابندی کے
الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ ساتھ ادا فرمائیں، زوالِ آفتاب سے
وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ لے کر رات کے اندھیرے تک، اور
الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ۝ ۷۸ صبح کا قرآن (نماز) بھی ضرور پڑھیے
حقیقت یہ ہے کہ صبح کا قرآن (نماز) وہ چیز ہے کہ جس کی گواہی دی جاتی ہے۔

نماز مشکلات کا حل ہے

مشکلات کے طوفان کا ذکر کرنے کے فوراً بعد نماز کے قائم کرنے کا حکم دینے سے محققین نے یہ نتیجہ نکالا کہ نماز سے مشکلات میں ثابت قدمی اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ (تفہیم)

نمازِ صبح پر دو فرشتوں کی گواہی

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

"رات دن میں پانچ نمازیں واجب ہیں۔" پوچھا گیا: "کیا اللہ نے ان نمازوں کا نام لیا ہے؟"
حضرت امامؑ نے فرمایا کہ: "خداوندِ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے ارشاد فرمایا
پھر امامؑ نے اسی آیت کو پڑھا - پھر فرمایا: "پس زوالِ آفتاب سے آدھی رات تک چار نمازیں ہیں - خدا نے اُن کو بیان فرمایا، اور اُن کا وقت بھی بتا دیا - پھر خدا نے فرمایا: "اور صبح کا قرآن (یعنی صبح کی نماز) پر گواہی دی جائے گی" پس یہ (صبح کی نماز) پانچویں نماز ہوگئی۔"

*...... (تفسیر صافی صـ ۲۹۲ بحوالہ کافی، التہذیب، تفسیر عیاشی)

* "دلوك الشمس": کے معنی غروبِ آفتاب کے بھی ہوتے ہیں لیکن اس کے زیادہ تر معنی

www.drhasanrizvi.com

زوالِ آفتاب کے ہیں۔ یہی معنی یہاں مراد لیے گئے ہیں۔

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا بھی یہی قول ہے اور حضرت عمرؓ ابنِ عمرؓ انس ابنِ مالک، ابو ہریرہ، حسن بصری، شعبی، عطار اور مجاہد بھی یہی کہتے ہیں ابنِ عباس بھی اِسی کے قائل ہیں۔

★ " غَسَقِ الَّیۡلِ " سے مراد رات کا پوری طرح تاریک ہو جانا بھی لیا گیا ہے۔ اور کچھ نے اِس کے معنی آدھی رات کے لیے ہیں۔ اگر پہلا قول لیا جائے تو "عشار کی نماز" کا اوّل وقت ہوگا۔ اور دوسرے قول کے مطابق وہ عشار کی نماز کا آخری وقت ہوگا۔

★..... (تفہیم مولانا مودودی)

صبح کی نماز پر دو شہادتیں

★ فجر کے قرآن سے مراد "صبح کی نماز" ہے۔ قرآن میں نماز کے لیے کہیں صلوات کا لفظ آیا ہے۔ کہیں نماز کے مختلف اجزار کا نام استعمال کیا گیا ہے۔

★ " فجر کے قرآن " سے مراد " نماز میں قرآن پڑھنا ہے۔"

★ اور " صبح کی نماز میں قرآن پڑھنے پر فرشتے خاص طور پر گواہ بنتے ہیں۔"

یعنی: صبح کی نماز میں قرآن پڑھنے کی خاص اہمیت۔ اِسی لیے حضورِ اکرمؐ صبح کی نماز میں طویل قرأت فرماتے تھے۔

★..... (تفہیم)

★ " قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ " اِس کا عطف صلوٰۃ پر ہے، اور صلواۃ پر قرآن کا اطلاق اِس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ نماز میں قرأت ضروری ہے۔

★ " مشھودًا " روایاتِ متواترہ میں اہل بیتؑ سے مروی ہے کہ: صبح کی نماز پر رات کے فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور دن کے فرشتے بھی۔ اسی لیے اس کو مشھودًا کہا گیا ہے

★..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ (۷۹) اور رات کے کچھ حصے میں اِس
نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ (قرآن) کے ساتھ آپؐ تہجّد (کی نماز)
يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا پڑھیئے۔ یہ آپؐ کے لیے ایک اضافہ
مَّحْمُوْدًا ۝ ۷۹ (نفل) ہے۔ نزدیک ہے کہ آپؐ کا
پالنے والا مالک آپؐ کو مقامِ محمود پر فائز کردے۔

نمازِ فریضہ کے اوقات

غرض خداوندِ عالم نے اِس سے قبل کی آیت میں فرض نمازوں کے صرف دو اوقات بیان فرمائے ہیں۔

(۱) زوالِ آفتاب سے آدھی رات تک (۲) صبح کی نماز کا وقت۔

اِس سے معلوم ہوا کہ صرف صبح کی نماز کا وقت ایسا ہے کہ جس سے پہلے یا بعد کسی فرض نماز کا وقت نہیں۔ اسی لیئے اِس نماز کو الگ بیان کیا گیا۔ صبح کی نماز کے علاوہ جتنی نمازیں ہیں وہ زوالِ آفتاب کے بعد سے آدھی رات کے عرصے میں ہیں۔ صبح کی نماز کی تاکید شاید اسی لیے کی گئی ہے کہ یہ وقت ذوقِ عبادت کی آزمائش اور بیدار کا وقت ہے۔ ★ ... (فصل الخطاب)

ع کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی
... (اقبالؔ)

★ صبح کی نماز کے بارے میں جو احادیث ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ اِس نماز کو اگر اوّل وقت ادا کیا جائے تو وہ فرشتے بھی دیکھتے (اور گواہ بن جاتے) ہیں جو رات کے ختم ہونے پر واپس جارہے ہوتے ہیں اور وہ صبح کے فرشتے بھی دیکھتے ہیں جو آسمان سے اُتر رہے ہوتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: "اِس کو رات کے فرشتے بھی دیکھتے ہیں اور دن کے فرشتے بھی۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، ...)

www.drhasanrizvi.com

★ پھر پانچوں نمازوں کے ذکر کے بعد فرمایا: "اور رات کے ایک حصّے میں نیند سے اُٹھ کر قرآن پڑھو"۔ آیت میں تہجّد کا لفظ ہے۔ یہ لفظ "ھجود" کے مادّہ سے بنا ہے۔ جس کے معنی "سونے" کے ہیں لیکن جب یہی لفظ بابِ تَفَعُّل میں استعمال ہوتا ہے تو اُس کے معنی نیند اُڑ جانے اور جاگ جانے کے ہوتے ہیں۔ اِس لیے نمازِ تہجّد کے معنی ہوئے کہ رات کے ایک حصّے میں جاگ کر قرآن پڑھنا۔ یعنی نماز پڑھنا۔

★...... (امام راغب، مفردات القرآن)

فقہاءِ جعفریہ کے نزدیک

آدھی رات سے لے کر صبحِ صادق تک نمازِ تہجّد کا وقت ہے۔ لیکن اگر نہ اُٹھ سکے تو صبح کی نماز کے بعد قضاء کی نیّت سے پڑھنی چاہیے۔ عشاء کی نماز کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ سنّت نمازوں میں اس سے افضل کوئی نماز نہیں ہے

نمازِ تہجّد پڑھنے کا طریقہ

پہلے آٹھ رکعت نماز دو دو رکعت کر کے پڑھے اگر آٹھ رکعت نہ پڑھ سکے تو دو رکعت یا چار رکعت بھی پڑھ سکتا ہے۔ پھر نمازِ شفع دو رکعت، اور ایک رکعت نمازِ وتر ہے۔ ایک رکعت نمازِ وتر میں الحمد کے بعد تین مرتبہ (سورۂ قل ھو اللہ (سورۂ اخلاص) پڑھے۔ جس کا ثواب پورے قرآن کو کھڑے ہو کر نماز کی حالت میں پڑھنے کے برابر ہے۔ پھر پڑھنے والا ستر مرتبہ خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو اِس طرح کہے: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (اے خدا! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں) پھر اپنے والدین، عزیزوں، رشتہ داروں، محسنوں، اُستادوں، دوستوں اور اولادوں وغیرہ کے نام لے کر کہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِفُلاں (یہاں نام لے) یعنی اللہ! فلاں کو بخش دے۔ اِس طرح یہ نماز پڑھنے والا حقِ شفاعت پا لیتا ہے۔

★...... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۸۰ (۸۰)

اور کہیے کہ اے میرے پالنے والے مالک! مجھے جہاں بھی لے جا، سچائی کے ساتھ لے جا۔ اور جہاں سے بھی مجھے نکال، سچائی کے ساتھ نکال۔ اور میرے لیے اپنی جانب سے ایک غالب مددگار قوت قرار دے جو مجھے سہارا دینے والی ہو۔

سہارا دینے والا مددگار کون ہے

★ اس دعا کا حاصل یہ ہے کہ ہر مومن میں یہ تڑپ ہونی چاہیے کہ وہ صداقت کے دامن کو کسی حال میں نہ چھوڑے۔ جہاں سے بھی نکلو صداقت کی خاطر نکلو، اور جہاں بھی جاؤ صداقت کے ساتھ جاؤ۔

★ اور جنابِ رسولِ خداؐ کی اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ: "اے خدا! مجھے خود اقتدار عطا کر، یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنا دے، تاکہ میں دنیا کے بگاڑ کو درست کر سکوں، بدکاریوں اور ظلم کے سیلاب کو روک سکوں۔ تیرا قانونِ عدل جاری کر سکوں۔"

★..... (ابن جریر۔ بقول قتادہ، حسن بصری)

★ اسی لیے جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اللہ حکومت کی طاقت سے اُن چیزوں کا علاج کر دیتا ہے، جن کا علاج صرف قرآن کی تلاوت سے نہیں ہوتا۔" اسی سے معلوم ہوا کہ اسلام دنیا میں اصلاح چاہتا ہے، اور اصلاح صرف وعظ و نصیحت سے نہیں ہوتی۔ اِس سے یہ ثابت ہوا کہ اقامتِ دین اور نفاذِ شریعت کے لیے حکومت چاہنا اور اُس کے حصول کی جائز کوشش کرنا

www.drhasanrizvi.com

دنیا طلبی نہیں۔ یہ عمل دنیا طلبی جب ہوگا جب مقصد اپنی ذاتی حکومت قائم کرنا ہو۔ خدا کے دین کو نافذ کرنے اور اُمّت کی اصلاح کی خاطر حکومت طلب کرنا، دنیا طلبی نہیں ہے، بلکہ یہ تو خدا پرستی کا عین تقاضا ہے۔

(تفہیم) ----- *

★ حضرت ابنِ عبّاس نے اس آیت کے یہ معنی بھی بتائے ہیں کہ "اے خدا! ہمیں ہماری قبر میں ایمان اور صدق کے ساتھ داخل فرما، اور قیامت کے دن خیر و برکت اور ایمان و صداقت کے ساتھ ہمیں قبر سے نکال۔

(تفسیر کبیر، تفسیر ابن عباس)

★ اب رسولؐ کا ایک طاقتور غالب مددگار کے لیے دعا فرمانا، اگر کسی شخص پر صادق آتا ہے، یا وہ طاقت یا قوّت تاریخ میں کسی شخصیّت کے لباس میں ظاہر ہوئی، جو ہر ہر جگہ رسولؐ کے لیے مددگار ثابت ہوئی، یہاں تک کہ فرشتوں تک نے اُن کی وفاداری اور بہادری کا کلمہ پڑھا، تو وہ ایک ہی جوان تھا جس کا نام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ تھا۔ جس کے لیے جبرئیل نے پکارا تھا لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارُ یعنی: "نہ علیؑ جیسا کوئی جوان ہے، نہ ذوالفقار جیسی کوئی تلوار ہے۔"

اس لیے سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا یعنی "غالب مددگار" سے یہاں اولین مراد حضرت علیؑ ہی ہو سکتے ہیں۔ گویا رسولؐ کی دُعا، علیؑ کی شکل میں قبول ہوئی۔

(فصل الخطاب) ----- *

دُنیا اور آخرت کی کامیابی کے تین اسباب

(۱) ہر کام کو سچّائی، ایمانداری، نیک نیّتی سے شروع کرنا۔ (۲) ہر کام کو ایمانداری دیانت، اور سچّائی کے ساتھ ختم کرنا۔ یعنی آخرِ عمل تک نیّت اور ہر کام درست رکھنا۔

www.drhasanrizvi.com

(۳) خدا کی قدرت، رحمت اور مہربانی پر بھروسہ کرنا، یعنی مخلوق پر انحصار نہ کرنا۔

۵ بتوں سے تجھ کو امیدی، خدا سے نومیدی ∴ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے
(اقبال)

★ تیسری بات کو آیت میں اس طرح کہا گیا کہ یوں دعا کرو: "اے خدا! تو اپنی طرف سے کسی طاقتور کو میرا مددگار بنا دے"۔

تاریخ شاہد ہے کہ انسان کی اصلی پائیداری اور حقیقی کامیابی میں سچائی کا طریقہ کار یا سیاست، استقلال، خدا پر توکل، غیرِ خدا سے اُمید نہ رکھنے سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں ہوتی
(تفسیر نمونہ)

کامیابی و خوف کے لیے دعا

تفسیر صافی میں بروایت محاسن برقی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ "اگر تم کسی ایسے مقام میں قدم رکھو جس میں تمھیں خطرہ لاحق ہو تو یہی آیت (یعنی) "قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝" پڑھ کر گھس جاؤ، اور جب کوئی خوفناک مقام سامنے آتا دیکھو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو"۔ ★ ..... (بحوالہ تفسیر انوار النجف)

آیت کا مطلب شانِ نزول کے اعتبار سے

حضور اکرمؐ کو خدا نے یہ دعا تعلیم فرمائی: "اے خدا! مجھے ایسا غلبہ اور کامیابی عطا فرما جس کے ساتھ تیری مدد بھی شامل رہے۔ تاکہ حق کا بول بالا رہے اور حق کے دشمن ذلیل و خوار ہوں"۔

اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ حق کے تمام دلائل سننے سمجھنے کے بعد اپنے مفادات کی خاطر حق دشمنی پر اَڑے رہتے ہیں اُن کے فساد کو حکومت ہی کی مدد سے روکا جا سکتا ہے۔ اسی لیے خدا نے "سُورۂ حدید" میں فرمایا:

" اور ہم نے لوہا اُتارا جس میں بلا کی سختی ہے اور لوگوں کے لیے بڑے فائدے ہیں ..."
(سُورۂ حدید آیت ۲۵) (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ ۸۱

(۸۱) اور آپؐ اعلان فرما دیں کہ حق آگیا اور باطل مِٹ گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ باطل تو مٹنے ہی کے لیے ہوتا ہے

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود کا بیان ہے کہ فتحِ مکہ پر حضور اکرمؐ کعبے کے بتوں پر عصا سے ضرب لگا رہے تھے اور یہ آیت پڑھتے جا رہے تھے:۔

"جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝"

* ...... (بخاری شریف)

★ "حق" سے مراد دینِ توحید ہے اور باطل سے مراد اس کی ضد کفر و شرک و نفاق ہے

* ..... (تفسیر کبیر)

★ باطل، دولت، طاقت اور بڑائی کے مظاہرے خوب کرتا ہے۔ کرّوفر دکھاتا ہے، کڑکتا بھی ہے اور گرجتا بھی ہے لیکن اس کی عمر مختصر ہے اور آخرِ کار نابودی ہے۔ قرآن نے اس کو یوں فرمایا کہ "باطل پانی کے اوپر جھاگ کی مانند ہے، خوب آنکھ مچولی کرلیتا ہے، شور و غوغا بلا کا کرتا ہے۔ پھر ٹائیں ٹائیں فش ہو جاتا ہے۔ اور پانی جو سببِ حیات ہے باقی رہ جاتا ہے۔

(بحوالہ سورہ رعد ۱۷)

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیریؑ
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی

عباسِ نامور کے لہو سے دُھلا ہوا ؛ اب بھی حسینیت کا علم ہے کھلا ہوا

موت کے سیلاب میں ہر خشک و تر بہہ جائیگا ؛ لیکن اِک نام حسینؑ ابنِ علیؑ رہ جائیگا

www.drhasanrizvi.com

اوّلین معنی ـــــ تاویل

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ " جس وقت ہمارا قائم (امام مہدیؑ) قیام فرمائیں گے باطل کی حکومت ختم ہو جائے گی ۔"

★ دوسری روایت میں ہے کہ "جب امام مہدیؑ پیدا ہوئے تو اُن کے بازو پر کندہ تھا "جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"

.... ★ (نور الثقلین جلد ۲ صـ ۲۱۳)

★ نتیجہ یہ نکلا کہ اس آیت کا ایک واضح مصداق حضرت امام مہدی کا قیام ہے۔ جب پوری دنیا پر دینِ اسلام کا غلبہ ہوگا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا : " اگر قیامت کے آنے میں ایک دن باقی رہ گیا تو خدا اُسی دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ میری نسل سے مہدیؑ ظاہر ہوگا جو دنیا کو عدل و انصاف سے اُسی طرح بھر دے گا، جس طرح پوری دنیا ظلم و جور سے بھری ہوگی ۔"

.... ★ (بخاری شریف)

★ دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کی ہر آیت کا ہر دور میں اپنا مصداق ہوتا ہے۔ رسولِ اکرمؐ کے زمانے میں اِس آیت کا مصداق فتحِ مکہ تھی۔ اِسی امام مہدیؑ کے ظہور کے وقت اُن کا ظہور اسی آیت کا تابناک مصداق ہوگا۔

★ تیسرا نتیجہ یہ نکلا کہ حق اور حق کی راہ میں کتنی ہی مصیبتیں آئیں، مگر کبھی مایوس نہ ہونا چاہیئے، آخری فتح دنیا میں بھی حق ہی کی ہوتی ہے۔ ★ .... (تفسیر نمونہ)

؎ مجذوب فرنگی نے باندازِ فرنگی ؛ مہدی کے تخیّل سے کیا زندہ وطن کو
اے تو کہ ہے مہدی کے تخیّل ہی سے بیزار ؛ نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو

★ غرض حق کا ضرور بول بالا ہوگا۔

؎ فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے ؛ وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

www.drhasanrizvi.com

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا (۸۲) اور ہم اِس قرآن میں سے، جو سراسر
هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ شِفا، اور رحمت ہے ماننے والے
لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ ایمانداروں کے لیے اُتارتے ہیں
الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۸۲ اور ظالموں کے لیے یہ نقصان
کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔

قرآن رحمت و شفا ہے
قرآن زحمت و نقصان ہے

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ قرآن کو اپنا رہبر، اپنا آئینِ زندگی مان لیں، اُن کے لیے تو قرآن خدا کی عظیم نعمت، رحمت اور ہر مرض کی شفا ہے۔ یعنی اُن کے تمام ذہنی، اخلاقی، معاشی، تمدنی اور سماجی مسائل کا حل، اور امراض کا علاج ہے۔ مگر جو حق کے دشمن، قرآن کی تعلیمات کو قولاً یا عملاً رد کر دیتے ہیں، تو وہ اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں، اور اس طرح سخت گھاٹا اُٹھاتے ہیں۔ اِس لیے کہ جب تک قرآن آیا نہ تھا اور وہ قرآنی تعلیمات سے واقف نہ تھے، تو اُن کا نقصان صرف جہالت کا نقصان تھا۔ مگر اب جب قرآن آچکا اور اُس نے حق کو حق، اور باطل کو باطل ثابت کر دیا، اب اگر وہ قرآن کی تعلیمات کو نہ مانیں، یا اُس پر عمل نہ کریں، تو وہ صرف جاہل ہی نہیں ہیں، بلکہ خود اپنے اوپر ظلم کرنے والے، باطل پرست اور حق کے دشمن قرار پاتے ہیں۔ اب اُن کی حیثیت ایسی ہے جو زہر اور تریاق دونوں کے ہوتے ہوئے، اپنے لیے زہر کا انتخاب کرتا ہے۔ اب وہ اپنی گمراہی کے پورے پورے ذمّے دار ہیں، اور اپنے ہر گناہ پر سزا کے مستحق ہیں۔ یہ صرف جہالت کا خسارہ نہیں بلکہ

www.drhasanrizvi.com

شرارت کا خسارہ ہے، جو جہالت کے خسارے سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی حقیقت کو جنابِ رسولِ خدا نے بڑے جامع الفاظ میں فرمایا: "اَلْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ" (یعنی) "قرآن یا تو تیرے حق میں حجّت ہے، یا پھر تیرے خلاف حجّت ہے"۔
*..... (تفہیم القرآن)

نوٹ: بعینہٖ یہی حیثیت اُن لوگوں کی بھی ہے جو اہلِ بیتِ رسولؐ کی عظمت اور تعلیمات کو جان بوجھ کر تسلیم نہیں کرتے۔ اس لیے کہ جناب رسولِ خداؐ نے اپنی عترت، اولاد یا اہلِ بیتؑ کو قرآن کا مترادف قرار دیا ہے۔ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "میں تم میں دو بے حد قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ (۱) خدا کی کتاب، اور (۲) اپنی عترت، اہلِ بیتؑ۔ جب تک تم ان دونوں سے تعلق جوڑے رکھوگے، کبھی ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اور یہ دونوں کبھی ہرگز ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں گے، یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہ لوٹ آئیں۔"
*..... (صحیح مسلم شریف)

اہلِ بیتِ پاک کے ہر سانس کو اے مدّعی
ہاں ملا کر دیکھ لے آیاتِ قرآنی کے ساتھ

★ قرآن شفاء اور رحمت ہے اُس کے لیے جو نیک نیّتی کے ساتھ حق کا متلاشی ہو لیکن جو صرف مذاق اُڑانے اور اعتراضات تلاش کرنے کے لیے قرآن کو پڑھے گا، وہ اپنے اسی طرزِ فکر و عمل کی وجہ سے قرآن کی خصوصیاتِ شفاء و رحمت سے محروم رہے گا۔ اسطرح قرآن اُس کو فائدہ پہنچانے کے بجائے نقصان پہنچائے گا۔ اس لیے آخری نتیجے کے طور پر قرآن صرف فکرِ نجات رکھنے والوں ہی کے لیے باعثِ ہدایت ثابت ہوگا۔
*..... (فصل الخطاب)

★ جس طرح بارش کا پانی گندی اور بنجر زمین کو مزید گندہ اور خراب کر دیتا ہے، اور زرخیز اور صاف

www.drhasanrizvi.com

زمین کو اور زیادہ سرسبز و شاداب اور صاف ستھرا کردیتا ہے۔ *..... (مؤلف)

شفاء اور رحمت میں فرق

شفاء امراض، عیوب اور نقائص کے دور ہونے کو کہتے ہیں۔ قرآن خرد اور معاشرے کی فکری، علمی، اخلاقی برائیوں اور بیماریوں کا علاج ہے۔ یہ قرآن کا پہلا کام ہے۔

اور رحمت دوسری منزل کا نام ہے کہ جب انسان کا اخلاق، خدا کے اخلاق کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ اور انسان میں اعلیٰ ترین اخلاقی صفات اور کمالات پیدا ہوجاتے ہیں (جس کی اعلیٰ ترین مثال حضور اکرمؐ کا اخلاق ہے جسے خدا نے رحمۃ للعالمین فرمایا ہے) *......(تفسیر نمونہ)

ظالموں پر قرآن کا اُلٹا اثر

اس لیے ہوتا ہے کہ کفر، ظلم، نفاق، بے ایمانی اور بداخلاق کی بیماریوں کی وجہ سے اُن میں حق دشمنی کی صفتِ رذیلہ پیدا ہوجاتی ہے۔ اس لیے وہ جہاں بھی حق کو دیکھتے ہیں لڑنے کھڑے ہوجاتے ہیں، اس طرح حق کی ہر آواز اُن میں مزید سرکشی پیدا کردیتی ہے۔ جیسے ہر مقوّی غذا صحت مند آدمی کی صحت میں اضافہ کرتی ہے، مگر جس کا معدہ خراب ہو اُس کے مرض میں اضافہ کرتی ہے۔ اسی لیے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"آگاہ رہو کہ قرآن میں آئندہ کی خبریں اور علم ہے..... تمہارے درد کی دوا ہے۔ تمہاری اجتماعی زندگی کو منظم کرنے کا پروگرام ہے۔ اس سے اپنی بیماریوں کی شفاء چاہو۔ اپنی مشکلات کا حل طلب کرو۔ کیونکہ یہ وہ کتاب ہے جس سے سب سے بڑی بیماریوں، کفر، نفاق اور گمراہی، کی شفاء ہوجاتی ہے.... یہ آبِ حیات ہے جو حق کے پیاسوں کی پیاس بجھاتی ہے، جو شخص قرآن سے وابستہ ہوجاتا ہے، یہ اُس کی حفاظت کرتا ہے..... جو قرآن کا دامن تھام لیتا ہے، یہ اُسے نجات عطا کرتا ہے،..... اس کی تکرار یعنی بار بار پڑھنے سے کہنگی نہیں ہوتی، اس کو بار بار سننے سے کراہت نہیں ہوتی، جو قرآن کے ذریعے بات کرے وہ سچا ہے اور جو اس پر عمل کرے وہ آگے بڑھنے والا ہے۔" *ملخص از نہج البلاغہ خطبہ ۱۵۹، ۱۹۸

www.drhasanrizvi.com

وَاِذَآ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ‌ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـــُٔوۡسًا ۝ ۸۳

(۸۳) اور جب ہم نے انسان کو نعمت عطا کی تو اُس نے ہم سے منھ موڑ لیا اور ہم سے پہلو تہی اور علیحدگی اختیار کر لی۔ اور جب اُس پر (کوئی) مصیبت آپڑی تو بالکل ہی مایوس اور بے آس ہو گیا۔

مایوس کون ہوتا ہے؟

کافروں، منافقوں، دولتمندوں اور کم ظرفوں کو اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب مشکلات میں پھنسے تو قطعاً مایوس ہو گئے، اور دولت ملی تو خدا اور موت کو یکسر بھول گئے۔

کافر کی شان یہ ہے کہ اگر اس پر انعام ہو تو بجائے شکر کے منھ دوسری طرف کر لیتا ہے اور جب تکلیف ہو تو نا اُمید ہو جاتا ہے۔ لیکن مومن کی شان یہ ہے کہ نعمت ملنے پر شکر ادا کرتا ہے اور تکلیف کے وقت بجائے مایوسی کے اُس کی رحمت کی اُمید کرتا ہے۔ پس ہر ایک کا عمل اپنے طریقے اور معرفت کی بنا پر ہے۔
(تفسیر انوار النجف)

★ یا پھر یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ کم ظرف مشکلات میں تو خدا کو پکارتے ہیں اور راحت میں ایسے ہو جاتے ہیں کہ جیسے کبھی خدا کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ یہ بات سُورۃ یونس۱۰ آیت ۱۲، سورۃ لقمان۳۱ آیت ۳۲، سورۃ الحجر۱۵ آیت ۱۴-۱۵، حٰمٓ سجدہ۴۱ آیت ۴۸-۴۹ میں بیان کی گئی ہے۔

لیکن اولیاء اور انبیاء یا سچے مومن مشکلات اور راحت دونوں میں خدا کو یاد رکھتے ہیں
★---★ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى (۸۴) آپ فرما دیجیے کہ " ہر ایک اپنی
شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ اپنی فکر، نیّت اور اُفتادِ طبیعت
بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۘ ع ۸۴ کے مطابق کام کر رہا ہے۔ اب یہ
تمھارا پالنے والا مالک ہی خوب ترین جانتا ہے کہ کون سب سے
سیدھے راستے پر ہے۔

شاکلۃ

" شاکلۃ " عربی میں اونٹ کی مہار کو کہتے ہیں۔ لیکن اِس سے مراد انسان کی نیّت، طبیعت، طریقہ، مذہب اور سنّت ہے۔ اِسی کے مطابق ہر انسان ہر عمل کرتا ہے۔

*---- (تفسیر مجمع البیان)

غلط فہمی

اِس آیت سے جبریہ کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ انسان اپنی نیّت، طبیعت، طریقہ اور مذہب خود اختیار کرتا ہے۔ جبریہ عقیدہ، بنی اُمیّہ کے خلفاء نے اس لیے پھیلایا، تاکہ اُن کے مظالم پر لوگ چون وچرا نہ کر سکیں، اور یہ سمجھیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے خدا کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اِس لیے علماءِ علمِ کلام نے یہ فارمولا بنایا کہ (۱) عقیدۂ جبر بنی اُمیّہ کا عقیدہ ہے۔ اور عدل و توحید عَلویّوں کا عقیدہ ہے۔"

*..... (تفسیرِ نمونہ)

* احادیث میں " شاکلۃ " سے مراد " نیّت " ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:
" نیّت " عمل سے افضل ہے۔ بلکہ اصل عمل نیّت ہے۔ پھر آپؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

*..... (نور الثقلین جلد ۲)

www.drhasanrizvi.com

★ انسان کا بھی عجیب حال ہے کہ خدا اپنے فضل و کرم سے نعمتیں دیتا ہے تو انسان احسان نہیں مانتا۔ جتنا اُس کا عیش و عشرت، آرام و راحت بڑھتا جاتا ہے اُسی قدر منعمِ حقیقی کی طرف اس کی غفلت زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ فرائضِ بندگی سے پہلو بچا کر کھسکنا چاہتا ہے۔ پھر جب سخت اور بُرا وقت آیا تو ایکدم سے آس توڑ کر نا اُمید ہو جاتا اور سر پکڑ کر بیٹھ رہتا ہے۔

گویا دونوں حالتوں میں خدا سے بے تعلق رہا۔ کبھی غفلت کی وجہ سے، کبھی مایوسی کی وجہ سے۔ اب سمجھ میں آئے گا کہ قرآن خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

---- ★ ----

★ (قرآن کو سمجھنے کی وجہ سے انسان خدا کی نعمتیں پا کر خدا کا شکر اور اطاعت پر کمر باندھ لیتا ہے، اور مشکلات میں صبر، توکّل، ہمّت اور خدا سے اُمیدیں باندھ کر دعائیں بھی کیا کرتا ہے، اور کوششیں بھی۔ ایسا انسان کبھی نہ خدا سے غافل ہوتا ہے، اور نہ مایوس ہوتا ہے)

---- ★ ---- (مؤلف)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ: ہر کافر، مومن، منافق، مشرک اپنے اپنے طریقے، نیّت، طبیعت، مذہب پر چلتا رہتا ہے۔ اور اسی میں مگن رہتا ہے۔ مگر یہ بات خوب یاد رکھنا کہ خدا کے علم سے کسی انسان کا کوئی عمل یا نیّت باہر نہیں ہے۔ خدا ہر شخص کے طریقے، عمل، حرکات و سکنات کو خوب اچھی طرح سے برابر دیکھ رہا ہے، اور بہت اچھی طرح سے برابر جان رہا ہے کہ کون کتنا سیدھا چل رہا ہے، اور کون کتنا غلطی پر ہے (اور اُس کا کتنا ذمّے دار ہے) خدا سب سے اسی کے مطابق برتاؤ کرے گا۔

---- ★ ---- (شیخ الاسلام عثمانی)

عمل اور نیّتِ عمل حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: "کسی اچھے

www.drhasanrizvi.com

عمل کی نیّت کرنا اُس عمل کے بجالانے سے بہتر ہے۔ اور اچھے عمل کا انجام دینا خود ایک نعمت ہے۔
پھر حضرت امام علیہ السلام نے یہی آیت "کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ..." پڑھی۔
پھر فرمایا: "شَاکِلَتِہٖ" کے معنی "نِیَّتِہٖ" (یعنی اُس کے عمل کی نیّت) ہے۔
(تفسیر صافی ص۲۹۵ بحوالہ کافی) ......★

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جہنّمی، جہنّم میں ہمیشہ ہمیشہ کیوں رہیں گے؟ (جبکہ انھوں نے کفر یا برائی صرف دنیا کی مختصر زندگی میں انجام دی تھی)

★ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: "دنیا میں کافروں اور بدکاروں کی نیّتوں سے ثابت ہوگیا کہ اگر وہ دنیا میں ہمیشہ رہتے، تو ہمیشہ خدا کی نافرمانی ہی کرتے رہتے (اُن کی نیّت یہی تھی کہ وہ ہمیشہ نافرمان رہیں گے) اور جنّتی لوگ جنّت میں ہمیشہ اِس لیے رہیں گے کہ اُن کی نیّتوں سے ثابت ہوگیا کہ اگر وہ دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ رہتے تو وہ ہمیشہ ہی فرماں بردار (یعنی جنّت میں جانے والوں کی دنیا کی زندگی اگرچہ مختصر تھی لیکن اُن کی نیّت یہی تھی کہ اگر ہم دنیا میں ہمیشہ رہیں گے تو ہمیشہ خدا کی اطاعت کرتے رہیں گے) بس اپنی نیّتوں کی وجہ سے جنّتی ہمیشہ ہمیشہ جنّت میں رہیں گے۔ اور جہنّمی ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے۔" پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔"

★ بات دراصل یہ ہے کہ ایک گروہ ہے جو خدا کو سرے سے مانتا ہی نہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو خدا اور آخرت کو مانتا ہے۔ ماننے والے کا طرزِ عمل یہ ہے کہ جب بھی اُسے خدا کی کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ اپنی زبان اور عمل سے اس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ خدا کے بندوں کی خدمت کرتا ہے۔ جب اُس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس نہیں ہوجاتا، بلکہ خدا سے دعائیں کرتا ہے۔ اور خدا سے یہ آس لگائے رہتا ہے کبھی نہ کبھی خدا اُس کی مصیبت دور کردے گا، کیونکہ وہ خدا پر بھروسہ بھی کرتا ہے اور اُمیدیں بھی باندھتا ہے۔ یہ مومن ہے اور کافر کا طریقۂ کار اِس کے برعکس ہوتا ہے۔ نعمتیں پاکر مغرور اور مصیبت کے وقت سخت مایوس ہوجاتا ہے۔ (مجمع البیان، فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ (۸۵) اور وہ لوگ آپ سے روح' یا '

قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (وحی) کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تو آپ

وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ فرمادیں کہ 'روح' یا 'وحی' میرے

إِلَّا قَلِيلًا ۝ ۸۵ پالنے والے مالک کے حکم سے (آتی) ہے

اور تم لوگوں کو علم میں سے بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔

(یعنی: روح اور وحی کی حقیقت کو سمجھنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔)

روح کی حقیقت

مدینے کے یہودیوں نے حضورِ اکرمؐ کو آزمانے کے لیے آپؐ سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا۔ وہ روح کی حقیقت کو کیا سمجھ سکتے تھے، آج کے بڑے بڑے حکماء اور فلاسفا، ابھی تک مادّے کی حقیقت کو بھی نہ جان سکے، روح تو بہرحال مادّے سے کہیں زیادہ لطیف اور خفی ترین چیز ہے۔ اس کی حقیقت کو سمجھنا انسان کے بس کی بات ہی نہیں۔ بس اتنا جاننا کافی ہے کہ: (۱) روح 'اللہ' کے حکم سے ہمارے جسم میں آن پڑی ہے۔ یہ خدا کے حکم سے بنی ہے۔

(۲) انسان کے جسم میں مادّہ کے علاوہ جو چیز موجود ہے وہ روح ہے' جو عالمِ امر سے ہے' اور خدا کے حکم وارادے سے بنی ہے۔ جیساکہ خدا نے خود فرمایا: "کہدیجیے کہ روح خدا کے امر سے (بنی) ہے"۔ جیساکہ خدا نے فرمایا:

(۳) " (انسان) کو مٹی سے بنایا گیا۔ پھر اُس (روح) سے کہا کہ ہو جا بس وہ ہو گئی"
(آیت ۵۹، سورۃ آلِ عمران رکوع ۶)

www.drhasanrizvi.com

نیز فرمایا: "پھر ہم نے ایک اور چیز کو پیدا کیا" (آیت ۱۴، سورۃ المومنون رکوع ۱)

(۴) روح کی صفات، علم و شعور بتدریج آہستہ آہستہ کمال کو پہنچتی ہیں، اور ترقی کرنے کے معاملے میں ارواح میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

(۵) روح ترقی کرتے کرتے نہایت بلند مقامات پر پہنچ سکتی ہے۔

(۶) روح کتنی ہی ترقی کر جائے مگر اس کی صفات بہرحال محدود ہیں، خدا کی طرح لامحدود نہیں

(۷) روح عالمِ امر سے ہے۔ یعنی عالمِ خلق سے نہیں۔ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ:
"اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ" یعنی خدا ہی کے لیے خلق بھی ہے اور امر بھی"۔

خلق کے معنی کسی چیز کا بتدریج پیدا ہونا۔ جیسے خدا نے ارشاد فرمایا: "وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا" (آیت ۵۴، سورۃ اعراف رکوع ۷)

یہ ہے عالمِ خلق جہاں تدریجاً کوئی چیز وجود اختیار کرتی ہے۔

عالمِ امر وہ ہے جہاں بس حکمِ خدا پر فوراً چیز وجود میں آجاتی ہے۔ اسے عالمِ "کُنْ فَیَکُوْن" بھی کہہ سکتے ہیں۔ فرشتے اور روح اسی عالمِ امر سے پیدا ہوتے ہیں۔

مثال

غرض کائنات کی مثال ایک کارخانے کی سی ہے جس میں مختلف قسم کی مشینیں لگی ہوں۔ کوئی مشین کپڑا بن رہی ہو اور کوئی آٹا پیس رہی ہو، کوئی کتاب چھاپتی ہو، پھر ہر مشین میں کئی کئی قسم کے کل پُرزے ہوتے ہیں جو مشین کے کام اور غرض و غایت کے اعتبار سے معیّن اندازے پر ڈھالے جاتے ہیں۔ انہیں پُرزوں کو جوڑ کر مشین بنائی جاتی ہے۔ پھر جب تمام مشینیں اور اُن کے پُرزے فِٹ ہو کر تیار ہو جاتے ہیں تب اُن میں بجلی کا کرنٹ چھوڑ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے آنِ واحد میں تمام ساکن اور خاموش مشینیں اپنی اپنی ساخت کے

www.drhasanrizvi.com

عین مطابق گھومنے، چلنے اور اپنا اپنا کام کرنے لگ جاتی ہیں۔

بلاشبہ اسی طرح خدا نے زمین و آسمان کی تمام مشینیں بنائیں، جس کو خلق کہتے ہیں۔ یعنی ہر چھوٹے بڑے پرزوں کو اُن کے کاموں کے لحاظ سے ٹھیک اندازے کے ساتھ بنایا، جسے " تقدیر " کہتے ہیں۔ پھر سب کل پرزوں کو جوڑ جاڑ کر مشین میں فٹ کیا جس کو " تصویر " کہتے ہیں یہ سب افعالِ خالق کے ہیں۔ آخر میں مشین کو چالو کرنے کے لیے اُس میں امرِ الٰہی کی بجلی کا کرنٹ چھوڑ دیا۔ اس امر کا تعلق شاید خدا کے کسی " اسم " سے ہے۔ امر کا مطلب یہ ہے کہ بس اُدھر حکم ہوا اِدھر ساری مشینیں چلنے لگیں۔ اسی بات کو خداوندِ عالم نے یوں ارشاد فرمایا: " اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ " (سورۃ یٰسٓ آیت ۸۲)

اسی لیے قرآن میں جہاں بھی " کُنْ فَیَکُوْنُ " کا ذکر آیا ہے، وہ خلق کے ذکر کے بعد آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے خلق ہوتا ہے پھر کلمۂ " کُنْ " سے خطاب ہوتا ہے، اور عالمِ امر کا تعلق حکمِ خدا سے ہے، جسے آیت میں " کُنْ " کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ قرآن میں روح کے ساتھ امر کا لفظ آیا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ خدا کا حکم (امر) ایک جوہرِ مجرّد کے لباس میں ایک " مَلَکِ اکبر " یا " روحِ اعظم " کی صورت میں ظاہر ہو، جس کا ذکر بعض حدیثوں میں آیا ہے جسے ہم کہربائیہ روحیہ کا خزانہ کہہ سکتے ہیں۔ گویا یہیں سے روحِ حیات کی لہریں دنیا کی ذی ارواح پر تقسیم کی جاتی ہیں، جیسے یوں فرمایا: " الارواح جنود مجندۃ " گویا بے شمار تاروں کا یہیں آکر کنکشن ملتا ہے۔ اب جو کرنٹ چھوٹی بڑی بے شمار مشینوں کی طرف چھوڑا جاتا ہے، وہ کرنٹ ہر مشین کو اُس کی ساخت کے مطابق حرکت دیتا رہتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ (۸۶) اور اگر ہم چاہتے تو وہ سب کچھ
بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ آپؐ سے لے لیتے جو ہم نے وحی کے
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ ذریعے سے آپؐ کو عطا کیا ہے پھر آپؐ
عَلَيْنَا وَكِيلًا ۙ ۸۶ ہمارے مقابلے میں اپنے لیے کوئی کام
بنانے والا حمایتی بھی نہ پاتے ۔

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ (۸۷) یہ سب کچھ آپؐ کو صرف آپؐ
إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ کے پالنے والے مالک کی رحمت
كَبِيرًا ۝ ۸۷ اور مہربانی سے ملا ہے ۔ حقیقت یہ
ہے کہ اُس کا آپؐ پر بہت ہی بڑا فضل و کرم ہے ۔

لہ بظاہر خطاب تو رسولِ خداؐ سے ہے، لیکن کفار کو یہ سنانا مقصود ہے کہ قرآن کسی انسان کا سکھایا ہوا کلام نہیں ہے ۔ نہ یہ کلام پیغمبرؐ نے از خود گھڑا ہے، بلکہ یہ وہ کلام ہے جسے ہم (خدا) نے اپنے رسولؐ کو عطا کیا ہے ۔ اب اگر ہم اسے چھین لیں تو پھر نہ تو پیغمبرؐ ہی میں یہ طاقت ہے کہ وہ ایسا کلام تصنیف کر کے لا سکیں اور نہ کوئی اور طاقت ایسی ہے، جو ایسی معجزانہ کتاب بنا سکے ۔
---- (تفہیم)

نتائج

(۱) رسولؐ کا علم ذاتی نہیں، اللہ کا فیض و عطا ہوتا ہے ۔ پھر اس علم کی

حفاظت بھی خدا فرماتا ہے۔ یہ سب اللہ کے لطفِ خاص کا نتیجہ ہے۔

(۲) عصمت کے دو پہلو ہوتے ہیں: (الف) ارادی۔ یعنی: ہر نبیؑ گناہ سے خود ارادی طور پر بچتا ہے یعنی جان بوجھ کر گناہ نہیں کرتا۔ (ب) دوسرے غیر ارادی۔ یعنی: ہر نبیؑ ہر قسم کے سہو و نسیان سے بھی بچا رہتا ہے۔ اور یہ سب کچھ خدا کا لطفِ خاص ہے جو اہلیت کی بنا پر ملتا ہے۔ جیسا کہ خود خدا ارشاد فرماتا ہے کہ:

"اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت (کا عہدہ) کہاں قرار دے۔" م (سورۂ انعام آیت ۱۲۴)

یہاں خداوندِ عالم نے نبوّت کے انتخاب کے سلسلے میں اپنے علم کا حوالہ دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسالت، نبوّت اور امامت خدا کا وہ لطفِ خاص ہے (خدا کی خاص مہربانی ہے) جو کسی انسان کو اُس کی صلاحیتوں اور اہلیت کی بنا پر ملتی ہے، اندھا دھند نہیں ملا کرتی۔

(فصل الخطاب)

(۲) خدا، رسولؐ سے فرما رہا ہے کہ اگر ہم اپنا دیا ہوا علم تم سے واپس نہیں لیتے تو یہ بھی ہماری رحمت ہے۔ یہ رحمت خود آپؐ کے لیے بھی ہے اور عالمِ بشریت کی نجات اور ہدایت کے لیے بھی۔ اسی رحمت کا تقاضا ہے کہ زمین کبھی حجتِ خدا سے خالی نہ رہے۔ غرض مفہوم یہ ہے کہ اگر ہم چاہیں تو تم پر بھیجی ہوئی وحی تم سے واپس لے لیں۔ کیونکہ یہ ہماری ہی دین ہے لیکن ہم اپنی عطا کی ہوئی وحی تم سے واپس نہیں لیں گے۔ کیونکہ ہماری رحمت تمہارے شاملِ حال ہے۔

اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں نکالا جا سکتا کہ خدا عملی طور پر کسی دن رسولؐ سے اپنی رحمت (وحی) واپس لے لے گا۔ جبکہ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے پاس جو کچھ بھی ہے، اپنی طرف سے کچھ نہیں ہے۔ اُس کا علم، اُس کی وحی سب خدا کی عطا ہے اور خدا کی مرضی سے وابستہ ہے۔

* . . . . (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ (۸۸) آپؐ فرمادیں کہ اگر تمام انسان
وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا اور جنّ سب کے سب مل ملا کر بھی اِس
بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا قرآن جیسی چیز لانے کی کوشش کریں،
يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ تو بھی اِس جیسی چیز نہ لاسکیں گے۔
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝ ۸۸ چاہے وہ سب کے سب ایکدوسرے کے
مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔

قرآن کا دعوٰے

اِس آیت میں تین دلیلیں دی گئی ہیں۔

(۱) قرآن اپنی زبان، اسلوبِ بیان، طرزِ استدلال، مضامین، مباحث، تعلیمات اور اخبارِ غیب کے لحاظ سے معجزہ ہے۔ اِسی لیے اِس کی نظیر لانا انسان کی قدرت سے باہر ہے۔ بلکہ انسان تو کیا اگر تم جنّ، فرشتے اور معبودانِ باطل بھی جمع ہوکر اِس قابل نہیں ہوسکتے کہ ایسی کتاب یا اس کی جیسی کوئی آیت بناسکیں۔

(۲) دوسری دلیل یہ دی گئی کہ محمد مصطفیٰؐ یکایک تمھارے درمیان اُتر کر نہیں آگئے، بلکہ اِس قرآن کے اُترنے سے پہلے چالیس سال سے تمھارے درمیان رہ چکے ہیں۔ کیا تم نے کبھی اُن کی زبان سے اِس طرز کا کلام اور مضامین سُنے تھے؟ یقیناً نہیں سنے تھے۔ پھر آخر تمھاری سمجھ میں کیوں نہیں آتا کہ یہ اُن کا کلام نہیں ہے، یہ اُن کے خیالات نہیں ہیں۔

(۳) پھر یہ کہ محمد مصطفیٰؐ قرآن سُنا کر کہیں غائب تو نہیں ہوجاتے، بلکہ وہ تمھارے درمیان ہی رہتے ہیں۔ تم اُن کی زبان سے قرآن بھی سُنتے ہو اور اُن کی

www.drhasanrizvi.com

اپنی تقریر اور گفتگو بھی۔ قرآن اور ان کے اسلوبِ بیان میں اتنا نمایاں، واضح فرق ہے کہ کسی انسان کے اتنے دو مختلف اسٹائیل ہرگز نہیں ہوسکتے۔ یہ فرق آج بھی واضح ہے، حدیث کی کتابوں میں ہزاروں حدیثیں پڑھ جائیے، اُن کی زبان، بیان، اسلوبِ کلام قرآن سے اِس قدر مختلف ہے کہ کوئی ادیب کبھی ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ دونوں کسی ایک شخص کے کلام ہوسکتے ہیں۔

*۔۔۔۔۔۔۔(تفہیم)

نتائج و دلائل

(۱) خداوندِ عالم کا سارے انسانوں کو قرآن کی مثال لانے کا چیلنج دینا، بتاتا ہے کہ قرآن کا معجزہ ہونا صرف قرآن کے عربی الفاظ، عربی فصاحت و بلاغت پر منحصر نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ چیلنج اُن لوگوں کو نہ دیا جاتا جو عربی سے واقف ہی نہیں ہیں۔ پھر یہ چیلنج صرف عربوں کو دیا جاتا۔ قرآن کے الفاظ کے ساتھ ساتھ قرآن کے مضامین اور تعلیمات سب معجزہ ہیں۔ اور قرآن کا یہ بھی معجزہ ہے کہ ایک ایسا آدمی جس نے بظاہر کسی آدمی سے کبھی کچھ نہ پڑھا، ایسے مضامین، ایسے پختہ عقلی دلائل کے ساتھ پیش کیے جو نوعِ بشر کے لیے قیامت تک ہدایت اور نجات کا سامان ہیں۔ تاریخ کے بارے میں اس کا بیان ہو یا تصورات کے بارے میں ہو، ہر بیان خرافات سے پاک ہے اور دل و جان کو زندہ کردینے والا ہے۔ علمی مسائل ہوں یا عملی، ہر زمانے کے علماء کے لیے سرچشمۂ ہدایت بھی ہیں اور آنکھیں کھول دینے والے بھی ہیں۔ غرض قرآن کی ہر وادی حسین ترین بھی ہے اور عالی ترین بھی۔

(۲) دورِ حاضر کے تمام عظیم علماء، اور محققین اور عالی ترین ماہرین جمع ہو جائیں اور کوئی انسائیکلوپیڈیا لکھیں تو وہ آج کے زمانے کے لحاظ سے تو ضرور جامعیت رکھتی ہوگی، لیکن پچاس سال کے بعد ناقص معلوم ہوگی۔ اس پر کہنگی کے آثار نمودار ہوجائیں گے، جبکہ قرآن جس زمانے میں پڑھا جائیگا ایسا لگے کہ یہ آج ہی کے دن کے لیے نازل ہوا ہے اس پر وقت کے گزرنے کا اثر نہیں ہوتا۔

*۔۔۔۔۔۔۔(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۸۹	(۸۹) حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اِس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح سے (سمجھایا) اور ہر ہر طرح کی مثالیں بھی دیں، مگر زیادہ تر لوگوں نے تو صرف ناشکری اور انکار ہی کیا۔
وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۹۰	(۹۰) اور اُنھوں نے کہا: "ہم تو آپؐ کی بات ہرگز بھی نہ مانیں گے جبتک آپؐ ہمارے لیے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ نہ بہادیں۔

ف ۵ خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں بار بار، طرح طرح سے مثالیں، دلیلیں، اور واقعات اِس لیے بیان فرمائے ہیں کہ (۱) اگر ایک دفعہ اتّفاق سے بات ذہن نشین نہ ہو سکے تو دوسری دفعہ کے بیان سے سمجھ میں آجائے۔ (۲) اگر ایک دفعہ پڑھ کر یا سُن کر بھول جائے، تو دوسری دفعہ سُن کردہ بات مرکزِ توجّہ بن جائے۔ (۳) تاکہ اِس طرح بار بار کا بیان کرنا اتمامِ حجت ہو جائے کہ پھر کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ (۴) ایک بات کو کئی کئی مختلف دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والے کو بالکل یقین ہو جائے کہ یہ بات واقعی درست ہے۔

...... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ۝ ٩١

(۹۱) یا پھر آپ کے لیے ایک کھجور اور انگور کا باغ ہو۔ پھر اُس کے بیچوں بیچ ایسا کچھ کریں کہ زمین کو پھاڑ کر نہریں پھوٹ پھوٹ کر بہنے لگیں۔

أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۝ ٩٢

(۹۲) یا پھر آپ آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دیں جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے۔ یا پھر اللہ اور فرشتوں کی ایک فوج بنا کر لے آئیے۔

أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ ۚ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا

(۹۳) یا پھر آپ کا خالص سونے کا ایک گھر بن جائے۔ یا پھر آپ آسمان پر چڑھ جائیے، مگر ہم تو آپ کے آسمان پر چڑھ جانے کا بھی یقیں نہیں کریں گے، جب تک کہ ہم پر (وہاں سے) ایک لکھی لکھائی

www.drhasanrizvi.com

ع ۱۰ ۹ ۱۰

بَشَرًا رَّسُولًا ۹۳ کتاب نہ اُتار لائیں، جسے ہم خود پڑھیں"۔ آپؐ اُن سے فرمادیں کہ: "پاک اور بلند و برتر ہے میرا پالنے والا مالک۔ کیا میں ایک انسان کے سوا جو بھیجا گیا ہے، اور کچھ ہوں"؟

کفّار کے احمقانہ مطالبات

کفّار نے جو رسولِ خداؐ سے مطالبات کیے تھے، اُس کا کوئی تعلّق رسالت سے نہ تھا، صرف کٹھ حجّتی یا تمسخر کے طور پر یہ احمقانہ مطالبات کیے گئے تھے۔ اِسی لیے اللہ نے اُن کو جامع جواب عطا فرمایا کہ "اے رسولؐ! آپؐ اِن سے فرمادیں کہ میں کوئی خدائی کا دعوے دار تھوڑی ہوں، خدا کا بندہ ہوں، اور خدا کا رسولؐ ہوں۔ خدا کی رسالت نہ چشمے اُبالنے سے ثابت ہوتی ہے اور نہ نہریں بہانے سے۔ یہ کام تو سائنس کی مدد سے کیے جا سکتے ہیں۔ سونے چاندی کے مکان بنانے سے رسالت ثابت نہیں ہوتی۔ میری رسالت خدا کی اُس کتاب سے ثابت ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے مجھے عطا ہوئی ہے۔ تم اُس پر غور کرنے کو تیار نہیں ہو۔ عقلی طور پر محال اور بے تعلّق کاموں، تمہارے مطالبات پورے کرنا، اور کرشمے دکھانا میرا کام نہیں ہے۔ (کرشمے دکھانا تو بندر نچانے والے کا کام ہے۔)

(القرآن المبین سید امداد حسین کاظمی) ...... ٭

کفّار کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ: "اے محمدؐ! اگر تم خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہو تو ابھی زمین کو اشارہ کرکے چشمے بہادو، ایک لہلہاتا ہوا باغ فوراً اُگادو جس میں نہریں بہادو، ایک پھونک مار کر سونے کا ایک محل بنادو، اور آواز دے کر فرشتے بلالو جو ہمارے سامنے تمہاری

www.drhasanrizvi.com

رسالت کی گواہی دیں، اور اللہ سے ایک خط ہمارے نام پر لکھوا لاؤ جسے ہم ہاتھوں سے چھوئیں اور آنکھوں سے پڑھیں۔"

اِن احمقانہ لمبے چوڑے مطالبات کا بس یہ جواب دے کر چھوڑ دیا گیا کہ: بیوقوفو! میں کوئی خدا ہونے کا دعوے دار تھوڑی ہوں، میں کب کہتا ہوں کہ میں قادرِ مطلق ہوں؟ میں نے یہ کب کہا ہے کہ کائنات پر میرا حکم چلتا ہے۔ میں تو خدا کی طرف سے پیغام لانے والا ایک بندۂ خدا ہوں۔ اگر تم کو مجھے جانچنا ہے تو میرے پیغام کو جانچو۔ اس کی مقبولیت اور افادیت پر غور کرو۔ ایک خدا کا اطاعت گذار بندہ ہونے کی حیثیت سے میرا کردار جانچو، میری زندگی، میرے اخلاق دیکھو۔ احمقو! تم جن باتوں کا مطالبہ کر رہے ہو اُس سے پیغمبری کے دعوے کا کیا تعلق ہے؟

★ ...... (تفہیم القرآن)

★ مشرکین و منافقین، رسولِ اکرمؐ کے پیغام اور تعلیمات کو اپنے پیمانوں پر ناپتے تھے اور ان چیزوں کا مطالبہ کرتے تھے جس کا کوئی تعلق رسولِ اکرمؐ کی تعلیمات اور مقاصد سے نہ تھا۔ وہ رسولِ اکرمؐ کے پیغام کو مادّی اور وقتی فوائد کے پیمانوں سے ناپتے تھے، جبکہ یہ پیغام ابدی اور اخلاقی تھا۔ اگر اُن کی آنکھ حقیقتوں کو دیکھ سکتی تو رسولِ اکرمؐ کی تعلیمات کو اپنے لیے حقیقی کمال کا سرچشمہ سمجھتے، جس سے اُن کو مادّی ارتقاء بھی حاصل ہوتا اور روحانی ارتقاء بھی۔

رسولِ اکرم کا پیغام ہر امر کے لیے سعادت اور کمال کا پیغام ہے۔

★ ...... (تفسیرِ نمونہ)

پھر یہ کہ اُن کے مطالبات صرف اور صرف ہٹ دھرمی کے طور پر تھے۔ حقیقتوں کو سمجھنے اور ماننے کے لیے نہ تھے۔ مثلاً یہ کہ "آپؐ آسمان پر چڑھ کر دکھا دیں"، مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر آسمان پر چڑھ بھی جاؤ، تب بھی ہم ایمان نہ لائیں گے۔ یہ اُن کے غیر منطقی ہونے کی سب سے واضح دلیل ہے۔

★ ... (تفسیرِ نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡۤا (۹۴) لوگوں کے پاس تو جب بھی کوئی
اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰٓى اِلَّاۤ اَنۡ (آسمانی) ہدایت آئی تو اُن کو ماننے
قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۞ سے کسی چیز نے نہیں روکا مگر یہ کہ
اُنھوں نے کہا: "کیا اللہ نے ایک انسان کو اپنا رسولؐ بنا کر بھیجا ہے"؟

ہر زمانے میں یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ جب بھی کوئی پیغمبر آیا، اور اُس کی قوم نے یہ دیکھا کہ وہ کھاتا پیتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے، گوشت پوست کا بنا ہوا ہے، بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، محنت مزدوری کرتا ہے، تو کہہ دیا کہ یہ تو بشر ہے، وہ بھی ہم جیسا۔ یہ خدا کا رسول نہیں ہو سکتا۔ اِس کے جواب میں اُسی نبی کے عقیدت مندوں میں، اُس نبی کے بعد ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو جواباً کہنے لگے کہ وہ نبی بشر نہیں تھا کیونکہ وہ پیغمبر تھا۔ بشریّت اور پیغمبری ایک ہی ذات میں جمع نہیں ہو سکتی۔ اِس طرح اُس کو مافوق البشر ثابت کرنے لگتے ہیں۔

غرض جاہلوں کی سمجھ میں یہ کبھی نہیں آتا کہ پیغمبری اور بشریّت ایک جگہ جمع ہو سکتی ہے

* ...... (تفہیم)

اُن جاہلوں کی سمجھ میں یہ بات تو خوب آجاتی ہے کہ خدا کسی انسان میں گھس گیا، اور وہ آدمی مافوق البشر بن گیا۔ مگر یہ بات اُن کی سمجھ میں کبھی نہیں آتی کہ ایک انسان خدا کا رسول کیسے بن سکتا ہے؟ یہ بات اُن کے پلّے کبھی نہیں پڑ سکتی۔ وہ نبی کو خدا یا فرشتہ بنائے بغیر نہیں چھوڑ سکتے

* ...... (ماجدی)

یا پھر اُسے ایک بہت ہی معمولی سا بھیجا آدمی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

غرض جہلاء کے مزاج میں ہمیشہ افراط و تفریط ہوا کرتی ہے۔ اعتدال نام کی چیز اُن میں نہیں ہوتی۔

* ----- (مؤلف)

* کافروں اور حق دشمنوں کے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ خدا نے انسان کو کیوں رسول بنایا؟ فرشتے کو کیوں نہ بنایا۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ نبی کا کام انسانوں کی تربیت، تعلیم اور تنظیم کرنا ہوتا ہے انسانوں کے لیے نمونۂ عمل بننا ہوتا ہے۔ انسانوں کی اصلاحِ حال کرنا ہوتا ہے۔ یہ کام فرشتہ یا جن کیسے کر سکتا ہے؟ وہ تو بس پیغام سناتا اور چلا جاتا۔ انسانی زندگی میں اصلاح کا کام فرشتہ کیسے کر سکتا ہے؟ انسانوں کے لیے نمونۂ عمل فرشتہ کی زندگی کیسے بن سکتی ہے؟ اس کام کے لیے ایک انسان ہی موزوں ہو سکتا ہے۔

* ----- (تفہیم القرآن)

* غرض کفار کے یہ مطالبات بڑی حد تک سائنس کی ایجادات سے بھی پورے ہو سکتے ہیں۔ نیز یہ کہ کفار یہ سارے مطالبات بطور مذاق یا تفریح کے کر رہے تھے۔ اُن کا ارادہ حقیقتوں کو ماننے کا تھا ہی نہیں۔ اسی لیے خداوندِ عالم نے ان کا جامع جواب رسولؐ کی زبانی اس طرح دلوایا کہ آپؐ فرما دیں کہ میں ایسے کام کیوں کروں جن سے نہ تو میری رسالت ثابت ہوتی ہے، اور نہ تم ہدایت پاتے ہو۔ میں کوئی بازیگر تو ہوں نہیں، میں تو رسولؐ ہوں، اس لیے تم میری امانت، دیانت، شرافت، علم شریعت کو دیکھو۔ میرے دلائل پر غور کرو۔ میری لائی ہوئی کتاب کا اعجاز پرکھو، اور میری رسالت کو مانو۔ میں نہ کوئی دیوتا ہوں، نہ خدا کا شریک ہوں۔

* ----- (ملخص از فصل الخطاب، ماجدی)

* اگر رسولؐ بشر نہ ہوتے تو آیت صاف صاف برملا کہتی کہ رسولؐ بشر نہیں۔ جو مشرک یا مسلمان یہ کہتے ہیں کہ رسولؐ بشر نہیں ہو سکتا، اُن کی ذہنیت یہ ہے کہ خدائی عہدہ اور بشریت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ بشریت اتنی حقیر چیز ہے کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ بشریت

www.drhasanrizvi.com

کوئی حقیر چیز نہیں ہوتی۔ ہر نبی بشر یا انسان ہی ہوتا ہے، فرشتہ یا جن یا دیوتا نہیں ہوا کرتا۔ البتہ اپنے صفات اور کمالات کے لحاظ سے وہ ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔ وہ خدا کی وحی وصول کرتا ہے، وہ ہر بات خدا کے اشارے سے بولتا ہے، وہ عصمت و طہارت کا حامل ہوتا ہے۔ اُس کا تعلق ہر وقت خداوند عالم سے جڑا رہتا ہے۔ وہ ملائکہ سے وحی اور دوسرے پیغامات وصول کرسکتا ہے۔

*۔۔۔۔۔ (تفسیر تبیان)

★ یہی بات قرآن میں بھی فرمائی گئی ہے۔ فرمایا: "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰٓى اِلَيَّ" (سورۃ الکھف آیت ۱۱۰)

یعنی: "اے رسولؐ! کہہ دیجیئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں، مگر مجھ پر وحی اُترتی ہے"

بشریت تو تمہاری جیسی ہے مگر امتیاز یہ ہے کہ "صاحبِ وحی ہوں"۔ اب جس طرح منطق میں انسان کی تعریف "حیوانِ ناطق" ہے یعنی: "سوچنے سمجھنے والا جاندار" تو اب انسان کو فقط حیوان کہنا انسان کی توہین ہے، اس کو حیوانِ ناطق کہا جانا چاہیئے۔ بالکل اسی طرح رسولؐ کو صرف بشر کہنا درست نہیں، بلکہ "صاحبِ وحی بشر" کہنا درست ہوگا۔

*۔۔۔۔۔ (مؤلف)

مثلاً حضرتِ علی ابن ابی طالبؑ علیہ السّلام نے فرمایا: "میرا نفس بھی تمہاری طرح کا ہے، لیکن میں نے اسے تقویٰ کی لگام لگادی ہے، تاکہ وہ قیامت کے دن امن وسکون سے رہے جس دن عظیم خوف ہوگا۔"

*۔۔۔۔۔ (نہج البلاغۃ نامہ ۴۵)

★ انبیاءؑ اور ائمہؑ کو عام انسانوں ہی جیسا ہونا چاہیئے بھی تھا، تاکہ وہ مشکلاتِ زندگی میں رہ کر ہمارے لیے نمونۂ عمل بن سکیں، زندگی کی تمام تلخیوں کو چکھیں اور زندگی کی تمام دردناک حقیقتوں کو چھوئیں اور اُن کا مقابلہ کرکے ہمیں دکھائیں۔ (اگر وہ جن یا فرشتہ ہوتے تو میں یہ کہہ کر چھوٹ جاتا کہ وہ انسان کب تھے کہ میں اُن کی پیروی کرسکوں، اُن کا میرا کیا مقابلہ، وہ میری تربیت نہیں کرسکتے۔)

*۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ ۹۵

(۹۵) اُن سے فرمادیں کہ: "اگر زمین پر فرشتے اطمینان کے ساتھ چلتے پھرتے ہوتے تو پھر ہم بھی لازمی طور پر آسمان سے کسی فرشتے ہی کو اُن کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجتے۔"

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ ۹۶

(۹۶) تو اے نبیؐ! آپؐ) اُن سے فرمادیں کہ "میرے اور تمھارے درمیان بس ایک اللہ ہی گواہی کے لیے کافی ہے (کیونکہ) وہ اپنے بندوں کو خوب اچھی طرح سے جاننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

لہ خدا کا گواہی کے لیے کافی ہونا، دو باتوں کے لیے بیان فرمایا گیا ہے۔

(۱) ایک تو یہ بات کہ میں (یعنی رسولِ خداؐ) خدا کا رسول ہوں اور

(۲) دوسرے یہ کہ جو کچھ میرے ذمّہ پہنچانا تھا وہ سب ہی نے پہنچا دیا (کوئی کمی یا زیادتی نہیں کی)

(تفسیر صافی ص ۲۹۷) ---- *

★ اللہ کی گواہی سے مراد یہ ہے کہ خدا خوب اچھّی طرح سے دیکھ رہا ہے کہ رسولؐ اپنا کام کتنی حقانیّت کے ساتھ مضبوط ترین دلائل کے بل پر انجام دے رہا ہے۔ اور خدا یہ بھی دیکھ رہا ہے کہ اہلِ باطل اپنی ضد، جہالت اور مفادی مفادات کی بناء پر نبی کا انکار

www.drhasanrizvi.com

پر انکار کیے چلے جا رہے ہیں۔ اسی لیے تاریخ گواہ ہے کہ بے انتہا بے سروسامانیوں اور سخت مخالفتوں کے باوجود نصرتِ خدا علانیہ طور پر ہمیشہ رسولوں ہی کے ساتھ ساتھ رہی۔

٭ ---- (ماجدی)

نُورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

٭ کفارِ مکّہ کا مطالبہ تھا کہ خدا خود ہمارے سامنے آکر تصدیق کرے کہ تم خدا کے رسولؐ ہو تب ہم تمھیں سچّا مانیں گے۔ اِس کے جواب میں خدا، رسولِ اکرمؐ سے کہلوا رہا ہے کہ خدا اب بھی میرے فعل کی تصدیق اپنے عمل سے کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے کہ میں اُس کے پیغمبرؐ ہونے کا دعویٰ کر رہا ہوں اور اُس کے پیغام پہنچا رہا ہوں۔ اس کے باوجود میرے ہاتھ اور زبان سے علمی اور عملی ہدایات اور تعلیمات ظاہر فرما رہا ہے۔ اُس کا کلام میری زبان پہ جاری و ساری ہے جو ہر معجزے سے کہیں بڑا معجزہ ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ وہ میری تحریک کو روز بروز کامیابی سے ہمکنار بھی فرما رہا ہے میرا پیغام وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ وہ اپنے کلام اور عمل دونوں سے میری تکذیب کرنے والوں کو قدم قدم پر آگاہ کرتا جا رہا ہے کہ تم فلاح نہیں پا سکتے۔ کیا خدا کی طرف سے اِس قدر کھلی ہوئی فعلی شہادت یہ بات ثابت نہیں کرتی کہ میں اُس کا سچّا رسولؐ ہوں۔؟ کیا کسی مفتری اور جھوٹے انسان کے ساتھ خدا ایسا معاملہ فرما سکتا ہے؟

٭ ..... (شیخ الاسلام عثمانی)

خدا کا ہر قول اور عمل اس بات کی از خود گواہی دے رہا ہے کہ بقولِ شاعر

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

٭ .... (اقبالؔ)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۹۷

اور جس کو اللہ ہدایت کرے تو وہ ہدایت پانے والا ہے، اور جسے گمراہی میں چھوڑ دے (یا) گمراہ قرار دیدے تو پھر اللہ کے سوا ایسے لوگوں کا آپؐ کوئی ساتھی، سرپرست اور مددگار نہیں پائیں گے۔ قیامت کے دن ہم انھیں اس طرح کھینچ لائیں گے کہ وہ منھ کے بل اندھے، گونگے اور بہرے بنے ہوئے چلتے ہوں گے۔ پھر اُن کا ٹھکانا جہنّم ہے۔ جب کبھی اُس کی آگ کا شعلہ بجھنے لگے گا تو ہم اُن کے لیے اُس کی گرمی کو اور بھڑکا دیں گے۔

روزِ قیامت گمراہوں کا حشر

کسی شخص نے حضرت رسولِ خداؐ سے پوچھا کہ: "قیامت کے دن خدا کافروں کو منھ کے بل کس طرح محشور کرے گا؟" آپؐ نے فرمایا: "جو خدا اُن کو دنیا میں دو پیروں کے بل چلا سکتا ہے، وہی خدا اس بات پر بھی قادر ہے کہ قیامت کے دن انھیں منھ کے بل چلائے"۔

(تفسیر صافی صفحہ ۲۹۷ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

٭ خدا کا فرمانا کہ "خدا جسے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہی میں چھوڑ دے"۔ اس کا

الکہف

www.drhasanrizvi.com

مطلب یہ ہے کہ تکوینی حیثیت سے ہدایت اور گمراہی دونوں کے اسباب کا آخری سرا ہمیشہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ کسی کو خدا کا گمراہی میں چھوڑ دینا یا گمراہ قرار دینا یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی آدمی یا قوم حق دشمنی پر اُتر آتی ہے، اور کسی طرح حق بات سننے سمجھنے، غور کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی، اور اس طرح وہ خود اپنے آپ کو گمراہی میں رکھنے کا پکا فیصلہ کر لیتی ہے، تو پھر خدا اس کو سیدھے راستے پر آنے کی توفیقات سے محروم کر دیتا ہے۔ اور اس طرح اُسے اُس کی اختیار کی ہوئی گمراہیوں میں چھوڑ دیتا ہے۔

(فصل الخطاب) ..... *

★ اگر اس آیت ۹۷ سے یہ بات سمجھ میں نہ آتی ہو کہ خدا کسے ہدایت دیتا ہے اور کسے گمراہ قرار دیتا ہے، تو فوراً اگلی آیت ۹۸ پڑھ لیں، جس میں خود خدا بتلا رہا ہے کہ اُس نے کیوں کچھ لوگوں کو گمراہ قرار دیا (یا) گمراہی میں چھوڑا۔ فرمایا: "یہ اُن کو سزا ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے ہماری دلیلوں کا انکار کیا تھا۔ اور وہ کہتے تھے کہ: "کیا جب ہم پرانی ہڈیاں اور بکھری ہوئی مٹی ہو جائیں گے، تو کیا پھر دوبارہ نئے سرے سے پیدا ہو جائیں گے؟" (آیت ۹۸) (مؤلف)

★ اِس سے معلوم ہو گیا کہ خدا کن لوگوں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے، یا گمراہ قرار دیتا ہے؟ اور خدا جن لوگوں کو گمراہ قرار دیتا ہے، وہ خواہ مخواہ اندھا دھند نہیں ہوتا، بلکہ وہ نتیجہ ہوتا ہے خود اُن کے انکارِ حق کا۔ مثلاً خدا نے فرمایا: "وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ" ..... (ابراہیم ۲۷) یعنی اور اللہ صرف فاسقوں، بدکاروں کو گمراہ قرار دیتا ہے (یا) گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔"

نیز فرمایا: "كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ"

یعنی: خدا اُسے یونہی گمراہی میں چھوڑ دیا کرتا ہے جو حد سے گذر جانے والا ہو، اور (ابدی حقیقتوں) شک کرنے والا ہو" (سورۂ مومن آیت ۳۴)

اعتراض اِس آیت پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دوسری آیتوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ

www.drhasanrizvi.com

قیامت کے دن مجرم جہنّم کو دیکھیں گے۔ باتیں سنیں گے اور باتیں کریں گے، جبکہ یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ وہ اندھے، بہرے، گونگے ہوں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: قیامت کے مختلف مراحل ہوں گے۔ بعض مراحل اور مواقع پر ایسے مجرم اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے۔ بعض دوسرے مراحل پر اُن کو بولنے، دیکھنے اور سُننے کی صلاحیتیں مل جائیں گی۔ تاکہ اُن کی سزا اور بڑھ جائے، وہ اپنی بے بسی پر واویلا کریں۔ یہ از خود ایک اور عذاب ہوگا۔ وہ ایسی باتیں دیکھیں اور سُنیں گے جو اور بھی اُن کے لیے سخت تکلیف دینے والی ہوں گی۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ: خدا کی توفیق، مدد اور دستگیری ہی سے انسان راہِ حق پر چل سکتا ہے۔ اور منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

اب جس کی حق دشمنی، ضد اور کٹ حجتی کی وجہ سے خدا اُس کی دستگیری اور رہنمائی فرمانا چھوڑ دے، تو پھر کون ہے جو اُسے سیدھے راستے پر لگا سکے۔

★ آیت کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ حق دشمنوں پر جو سزا کا عذاب ہوگا، وہ وقت گذرنے پر کم نہ ہوگا۔ اگر بدن جل کر راکھ ہو جائے گا، تو پھر نئے نئے چمڑے چڑھا دیے جائیں گے، تاکہ بدن کے جلتے رہنے کی تکلیف میں کمی نہ آنے پائے۔

★ ... (شیخ الاسلام عثمانی)

(الامان الحفیظ)

★ یہی بات سورۃ نساء میں اس طرح فرمائی گئی ہے: كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا: یعنی: جب بھی اُن کی کھالیں جل جل جائیں گی، ہم اُن کو نئی کھالوں سے بدل بدل دیں گے۔" (سورۃ النساء ۴ آیت ۵۶)

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ (۹۸) اُن کی یہ سزا اِس وجہ سے ہے
كَفَرُوا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوٓا کہ اُنھوں نے ہماری دلیلوں اور
ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا نشانیوں کا انکار کیا اور کہا: "کیا
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جب ہم ہڈیوں اور مٹّی کا چورہ ہو
جَدِيْدًا ۹۸ جائیں گے تو پھر ہمیں دوبارہ بالکل
نئے سرے سے پیدا کر کے اُٹھا کھڑا کر دیا جائے گا؟"

مطلب یہ ہے کہ "اے حق کے دشمنو! تم نے دنیا میں تو نہ مانا کہ ہم مر کر دوبارہ کیسے زندہ ہو سکتے ہیں؟ اب یہاں جہنّم میں اپنی آنکھوں سے خود بار بار دیکھتے رہو کہ کس طرح بار بار جل جل کر دوبارہ تمھاری کھال تیار ہو جاتی ہے۔ (ایک دفعہ تکلیف دینا اور جلا کر خاکستر کر دینا مقصود نہیں ہے، بلکہ ہمیشہ ہمیشہ یہ سلسلۂ اذیّت جاری رکھا جائے گا، بار بار جلایا جائیگا تاکہ ہر مرتبہ جدید کھال پیدا ہو اور ہر مرتبہ اذیّت بھی جدید و شدید ہوتی جائے۔ جیسا جرم ویسی ہی سزا بھی ہو گی۔)"

----- (شیخ الاسلام عثمانی) ★

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ (۹۹) کیا اُنھوں نے نہیں سوچا کہ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین
قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ کو پیدا کیا وہ اِن جیسوں کو (دوبارہ)

www.drhasanrizvi.com

وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۹۹

پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے؟ اُسی نے اُن کے لیے ایک وقت مقرر کردیا ہے جس کے آنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ مگر ظالم لوگ کچھ نہیں مانتے سوا اس حقیقت کے انکار کے

خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

خدا کا ہمیں دوبارہ پیدا کرنے کے سلسلے میں کج بحثیاں وہی لوگ کرتے ہیں جو اپنے خیال میں بڑی دور کی کوڑی سوچ کر لاتے ہیں۔ مگر بالکل سیدھی سادی، صاف بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ جو قادرِ مطلق زمین و آسمان جیسی عظیم چیزوں کو بغیر کسی مادّے یا چیز کے بالکل پہلی پہل پیدا کرسکتا ہے، اس کے لیے انسان کے بکھرے ہوئے اجزا کو دوبارہ جمع کرکے پیدا کردینا کونسی عجیب اور مشکل بات ہوگی۔ (ماجدی)

*......

آیت کا پیغام

پیغام یہ ہے کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ اتنے کچھ آدمی مرچکے ہیں، وہ اب کیوں نہیں اُٹھائے گئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قبروں سے اُٹھنے، اور دوبارہ زندہ کرنے کا ایک وقت مقرّر ہے، اور وہ وقت ضرور بالضرور آکر رہے گا، تاخیر دیکھ کر اُس کا انکار کرنا حماقت ہے۔

(شیخ الاسلام عثمانی) .....*

کیونکہ اگر دوبارہ زندہ نہ کیا جائے تو خدا کا سارا تخلیقِ انسانی کا عمل قطعاً لغو اور مہمل ہوکر رہ جائے گا۔ اِس لیے اِس بات کا کوئی امکان ہی نہیں ہے کہ مرنے کے بعد سارا عالمِ انسانیت دوبارہ زندہ نہ کیا جائے۔ *... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ (۱۰۰) آپ اُن سے فرمادیں کہ اگر تم
خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْٓ اِذًا لوگ میرے پالنے والے مالک کی رحمت
لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ کے خزانوں کے مالک ہوتے تو تم اُن
وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۱۰۰ ع کے خرچ ہوجانے کے ڈر سے ضرور اُسے
روک کر رکھ لیتے۔ واقعی انسان بڑا کنجوس اور تنگ دل ہے۔

انسان بڑا ہی تنگ دل واقع ہوا ہے

خدا کا فرمانا کہ "واقعی انسان بڑا تنگ دل واقع ہوا ہے" یہ اس لئے فرمایا کہ نفسیاتی اعتبار سے مشرکینِ مکّہ حضورِ اکرمؐ کی نبوّت کا انکار اس لئے بھی کرتے تھے کہ اگر وہ آپؐ کو رسول مان لیتے تو انھیں حضورِ اکرمؐ کی فضیلت کا اقرار بھی کرنا پڑتا۔ اپنے کسی معاصر یا ہم چشم کی فضیلت یا شرف کو ماننا ہر انسان کے لیے ایک مشکل کام ہے۔ خاص طور پر جاہلوں کے لیے۔ اب سوچیے کہ ایسے کنجوسوں کو جو ایسے صاحبِ شرف کے شرف کو ماننے کو تیّار نہ ہوں، اگر خدا اپنے رحمت کے خزانوں کی چابیاں حوالہ کر دیتا تو وہ کسی کو پھوٹی کوڑی بھی نہ دیتے، کنجوسی کی انتہا کر دیتے۔

(تفہیم)

اعتراض

اس آیت پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ آخر خدا نے آخر میں انسان کو بخیل کیوں کہا ہے؟ آخر اس کا آیت کے مضمون سے کیا تعلق ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ مشرکوں کو اپنے بُخل اور تنگ دلی کی وجہ سے اس بات پر تعجب ہوتا تھا کہ کسی انسان کو نبوّت کیوں دے دی گئی؟ اس آیت میں یہی فرمایا گیا ہے کہ

www.drhasanrizvi.com

تم کو یہ تعجب تمھاری تنگ نظری اور دل کی تنگی کی وجہ سے ہوا ہے۔ (خدا کنجوس نہیں، وہ ہر شخص کو نوازتا ہے) البتہ تم ایسے کنجوس ہو کہ اس بات کو ماننے کو تیار نہیں ہو۔ تم اگر سارے جہانوں کے مالک بھی بن جاؤ تو کسی کو پھوٹی کوڑی (یا ایک دمڑی بھی) نہ دو۔

دوسرے یہ کہ اس آیت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ انسان کی طبیعت میں کنجوسی ہوتی ہے، اگر انسان انبیاء کرامؑ کی تربیت کو قبول نہیں کرتا تو اُس کے اندر تمام منفی صفات چھا جاتے ہیں۔

* ----- (تفسیر نمونہ)

* اس لیے انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی کمزوریوں پر قابو پائے اور اس کا واحد طریقہ ایمان ہے اور انبیاءؑ کی سیرت اور اُن کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔

* ------ (مؤلف)

* آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر رحمتِ الٰہی کے خزانے تمھارے قبضے میں ہوتے تو تم بھلا کسے کچھ دینے والے تھے؟ تم کہاں گوارا کرتے کہ مکّہ اور طائف کے بڑے بڑے سرمایہ داروں کو چھوڑ کر وحی اور رسالت کی یہ عظیم دولت بنی ہاشم کے گھرانے کے ایک یتیم کو مل جائے۔ یہ تو بس خداوندِ عالم کا کرم اور فیض ہے کہ وہ جس میں جیسی صلاحیت دیکھتا ہے، اُس کے مناسب کمالات، انعامات اور فضائل کے خزانے انڈیل دیتا ہے۔ تمھارے تعصّب اور تنگ نظری سے خداوندِ عالم کا فضل و کرم کا دریا بہنے سے نہیں روک سکتا۔ (تمھاری ہتھیلیاں خدا کے فیض و کرم کی روانی کو نہیں روک سکتیں۔) محمدؐ کے طفیل میں رحمت کے خزانے آپؐ کی پیروی کرنے والوں کو ضرور مل کر رہیں گے اور حضورؐ کی پیروی کرنے والے اس ہدایت کے عظیم خزانوں کو بنی نوعِ انسانی پر خرچ کرتے رہیں گے، وہ تمھاری طرح دل تنگی نہ دکھائیں گے۔

* -------- (شیخ الاسلام عثمانی)

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ۔۔۔ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(اقبال)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى تِسۡعَ (۱۰۱) اور ہم نے موسیٰ کو نو بالکل واضح
اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ فَسۡـَٔلۡ بَنِىۡۤ اور کھلی ہوئی نشانیاں اور معجزات دیے۔
اِسۡرَآءِيۡلَ اِذۡ جَآءَهُمۡ پس آپؐ خود بنی اسرائیل سے پوچھ لیں
فَقَالَ لَهٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّىۡ کہ جب وہ معجزے اُن کے سامنے آئے
لَاَظُنُّكَ يٰمُوۡسٰى مَسۡحُوۡرًا ۝ ۱۰۱ تو فرعون نے اُن سے یہی تو کہا تھا کہ:
"اے موسیٰؑ! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یقیناً تم پر جادو کر دیا گیا ہے۔"

نو معجزے

وہ نو کھلے معجزے جو خدا نے حضرت موسیٰؑ کو دیے تھے، یہ تھے:

(۱) ٹڈیاں (۲) جوئیں (۳) مینڈک (۴) خون (۵) سیلاب (۶) سمندر کا پار کرنا۔
(۷) پتھر سے پانی نکلنا (۸) عصا (۹) ید بیضا۔
(تفسیر صافی ص۔۔۔ بحوالہ خصال و تفسیر قمی)

نو آیتیں

دوسری روایت یہ ہے کہ ایک یہودی نے جناب رسولِ خداؐ سے پوچھا کہ
"وہ نو نشانیاں (احکامات) کیا تھے جو خدا نے حضرت موسیٰؑ کو دیے تھے؟"
آپؐ نے فرمایا: "(۱) تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ (۲) اسراف (فضول خرچی) نہ کرو (۳) زنا نہ کرو۔ (۴) کسی کو ناحق قتل نہ کرو (۵) کسی بے گناہ کو قتل کرانے کے لیے حاکم کے پاس نہ لے جاؤ (۶) جادو نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) جہاد کے دن بھاگنے کی نیت سے منھ نہ موڑو (۹) اور تم یہودیوں کے لیے ایک خاص آیت یہ بھی تھی کہ تم ہفتہ کے دن کے احکامات کو نہ توڑو۔" یہ سن کر یہودی نے جناب رسولِ خداؐ کے ہاتھ چوم لیے اور کہا

www.drhasanrizvi.com

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ یقیناً خدا کے رسول ہیں"۔
-----* (تفسیر مجمع البیان)

نوٹ: اِن دونوں روایتوں میں منافات نہیں ہے۔ اِس لیے کہ پہلے خدا نے حضرت موسیٰؑ کو نو ۹ معجزے عطا فرمائے تاکہ فرعون اور بنی اسرائیل اُن کی رسالت کو مان لیں، پھر بعد میں خدا نے حضرت موسیٰؑ کو یہ نو ۹ احکامات عطا فرمائے جن پر عمل کرنا اُن پر واجب قرار دیا۔
-----* (القرآن المبین، مولٰنا سید امداد حسین کاظمی)

★ شاید یہ نو ۹ نشانیاں، وہ نو ۹ معجزے ہوں جو فرعون کے مقابلے پر اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو عطا فرمائے تھے۔ یا پھر وہ نو ۹ احکامات مراد ہو سکتے ہیں جو توریت کے سرے پر لکھے جاتے تھے، مدد گناہانِ کبیرہ سے منع تھا۔
-----* (موضح القرآن)

شانِ نزول حقیقت میں اِس آیت میں بھی کفّارِ مکّہ کے مطالبات کا تیسرا جواب دیا جا رہا ہے۔ ان کے جواب میں کہا جا رہا ہے کہ تم سے پہلے ہم نے فرعون کو ایک نہیں، پے در پے نو ۹ معجزات دکھائے تھے، مگر کیونکہ وہ حق کو ماننا ہی نہیں چاہتا تھا، اِس لیے وہ پھر بھی نہ مانا۔ پھر اُس کا انجام تم نے دیکھا کہ کیا ہوا؟ اسی طرح تم ایک نشانی دیکھ کر کیا مانو گے؟ (تم تو فرعون کے بھی باپ ہو۔ پھر اگر معجزے آ گئے اور تم نے نہ مانا تو تمھارا حشر فرعون سے بھی زیادہ خراب ہوگا)

آیت کے آخر میں فرعون کا قول، نقل ہوا کہ اُس نے کہا: "اے موسیٰؑ! میں سمجھتا ہوں کہ ضرور تجھ پر جادو کیا گیا ہے"۔ مکّہ کے مشرکین بھی مسلمانوں سے یہی کچھ کہا کرتے تھے کہ:

"تم تو ایک جادو کیے ہوئے آدمی کے پیچھے پیچھے چل رہے ہو"۔
(سورۃ بنی اسرائیل)

www.drhasanrizvi.com

کیا نبی اکرمؐ پر جادو ہوا تھا ؟

منکرینِ حدیث یہ کہہ کر حدیثوں کو رد کر رہے ہیں کہ حدیث کی رو سے رسولِ اکرمؐ پر جادو کا اثر ہونا ثابت ہے ۔ حالانکہ قرآن کے مطابق یہ مشرکوں کا قول ہے کہ وہ ہمارے نبیؐ کو جادو کیا ہوا کہتے تھے ۔ اِس طرح منکرینِ حدیث، حدیثوں کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ قرآن ہی میں فرعون حضرت موسیٰؑ کو سحر زدہ (جادو کیا ہوا) کہہ رہا ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ کفارِ مکہ جو حضورؐ کو سحر زدہ آدمی کہتے تھے وہ اس معنی میں کہتے تھے کہ کسی نے اُن پر جادو کر کے اُن کو (معاذ اللہ) دیوانہ بنا دیا ہے، اور اسی دیوانگی کی وجہ سے (معاذ اللہ) وہ نبوت کا دعوےٰ کر رہے ہیں، اور نرالے پیغامات سنا رہے ہیں ۔

قرآن اِس الزام کو جھوٹا قرار دے رہا ہے ۔

رہا وقتی طور پر جادو کا اثر نبیؐ پر ہو جانا ۔ تو وہ بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی شخص پر پتھر مارا جائے اور اُسے چوٹ لگ جائے ۔ آخر نبیؐ پر پتھر، خنجر، تلوار اور زہر کا اثر بھی تو ہوتا تھا ۔ اِسی طرح جادو کا اثر بھی ہو سکتا ہے ۔ اس سے منصبِ نبوت پر حرف نہیں آتا ۔ البتہ قرآن اِس بات کی تردید کر رہا ہے کہ "رسولؐ کسی جادو کے تحت نہ کبھی دیوانے ہوئے اور نہ (معاذ اللہ) اس دیوانگی کے تحت اُنھوں نے پیغامات سنائے یعنی ۔ نبیؐ کے قوائے عقلی کبھی جادو سے مغلوب نہیں ہو سکتے، اور نہ وہ جادو کے زیرِ اثر کلام کرتا ہے ۔ ...... (تفہیم)

(یعنی اُس کے کلام اور ذہن پر جادو کبھی اثر نہیں کر سکتا، البتہ جسم پر وقتی طور پر جادو اثر کر سکتا ہے جس سے اُس کو بخار یا کوئی اور جسمانی تکلیف ہو سکتی ہے ۔ اِس طرح رسولؐ کے اوپر جادو کا اثر ثابت ہونے سے تمام احادیث باطل قرار نہیں دی جا سکتیں ۔) ... (مؤلف)

مَسْحُورًا : کے تین معانی کیے گئے ہیں ۔ ۱۔ سحر سکھایا ہوا ۲۔ مفعول بمعنی فاعل یعنی ساحر، ۳۔ فریب خوردہ
...... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ○ ١٠٢

(١٠٢) موسیٰ نے جواب دیا تھا: "تُو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے کہ یہ تمام بصیرتیں اور روشن نشانیاں زمین اور آسمانوں کے مالک کے سوا کسی نے نہیں اُتاری ہیں۔ اور میرا خیال تو یہ ہے کہ اے فرعون اب تو مصیبت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونے والا ہے۔

فرعون کی بربادی کی خبر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ کسی ملک میں قحط کا آجانا، لاکھوں میل کے علاقے پر مینڈکوں کا بلا کی طرح نکل آنا، تمام ملک کے گوداموں میں اناج کو گھن لگ جانا اور ایسے ہی تمام کام کوئی جادوگر یا کوئی انسان نہیں کر سکتا۔ یہ سب کوئی جادو کا کرتب نہیں ہو سکتا۔ یہ سب خدا کے عذاب ہیں، جو تمھاری ہٹ دھرمیوں کی وجہ سے آرہے ہیں، اور میں کوئی سحر زدہ آدمی بھی نہیں ہوں۔ البتہ اے فرعون! تو ضرور شامت زدہ ہے کہ خدا کی پے در پے نشانیاں دیکھ لینے کے بعد بھی اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے بس اب تیری شامت آنے ہی والی ہے۔

(تفہیم) ......★

★ علم کلام کے متکلمین نے اس آیت سے نتیجہ نکالا کہ حق کو ثابت کرنے کے لیے ترکی بہ ترکی جواب دینا، وقتِ ضرورت مناظرہ کرنا، کمالِ اخلاق کے منافی نہیں۔

(ماجدی) ......★

www.drhasanrizvi.com

فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ (۱۰۳) اِس پر فرعون نے ارادہ کرلیا کہ:
الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ موسیٰ اور بنی اسرائیل کو زمین سے
مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۝ ۱۰۳ اُکھاڑ پھینکے۔ مگر ہم نے اُسے اور اُس کے
تمام ساتھیوں کو اکٹھا غرق کر ڈالا۔

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ (۱۰۴) اور اُس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل
اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ سے کہا کہ اب تم اِس سرزمین پر رہو۔
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو
جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۝ ۱۰۴ ہم تم سب کے سب کو ایک ساتھ
اکٹھا لاکر حاضر کر دیں گے۔

سلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مکّے والوں کے سامنے اسی لیے بیان کیا گیا تھا کہ مشرکین مکّہ اسی فکر میں تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کو دنیا سے ناپید کردیں۔ اِسی پر اُن کو سُنایا جارہا ہے کہ یہی کچھ تو فرعون نے بھی چاہا تھا۔ مگر ہوا یہ کہ خود فرعون اور اُس کے ساتھی ناپید ہوگئے، اور اُسی زمین پر موسیٰؑ اور اُن کے ساتھی بسائے گئے۔ اب اگر تم نے بھی فرعون اور اُس کے ساتھیوں کی روش اختیار کی، تو تمہارا بھی حشر وہی ہوگا جو فرعون اور اُس کے ساتھیوں کا ہوا تھا۔ ..... (تفہیم القرآن)

سہ تمھاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

www.drhasanrizvi.com

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ (۱۰۵)
نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا
مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ ۱۰۵

اور اس قرآن کو ہم نے "حق" (حقیقتوں) کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اور "حق" ہی کے ساتھ یہ بالکل ٹھیک ٹھیک اُترا ہے۔ اور ہم نے آپؐ کو اس کے سوا اور کسی کام کے لیے نہیں بھیجا کہ (جو ان ابدی حقیقتوں کو مان لیں اُن کو آپؐ) ابدی اور حقیقی کامیابی کی خوشخبری دینے والے ہوں اور جو نہ مانیں اُن کو ابدی سزا سے ڈرانے والے ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ! تمھارے ذمّہ یہ کام ہرگز نہیں ہے کہ جو لوگ قرآن، اسلام اور حق بات کو جانچ کر کسی طرح حق کو ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں، تم انھیں چشمے اُبال اُبال کر اور باغ اُگا اُگا کر، اور آسمان پھاڑ پھاڑ کر دکھاتے رہو۔ اور اس طرح انھیں کسی نہ کسی طرح مسلمان ضرور بنا ڈالو۔ یہ کام تمھارے ذمّے ہرگز نہیں کیا گیا ہے۔ تمھارا کام صرف اور صرف یہ ہے کہ تم لوگوں کے سامنے حق بات پیش کر دو اور پھر انھیں صاف صاف بتا دو کہ بس اب جو اسے مانے گا، وہ خود اپنا بھلا کرے گا۔ اور جو نہ مانے گا، اُس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ ★..... (تفہیم)

★ آیت میں قرآن کے لیے دو دفعہ "حق" کا لفظ آیا ہے۔ پہلے فرمایا "اس قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے تمام مضامین، پیغامات اور مفاہیم بالکل برحق، سچے اور حقیقت پر مبنی ہیں۔ پھر فرمایا: "اور یہ قرآن حق ہی کے ساتھ نازل ہوا ہے"۔ یہاں حق سے مراد یہ ہے کہ قرآن کی تعلیمات کا نتیجہ برحق ہے یعنی قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کا وہی نتیجہ نکلے گا جو قرآن نے بیان فرمایا ہے۔
★..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ (۱۰۶) اور اس قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا
عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ کرکے اُتارا ہے تاکہ آپؐ اُسے ٹھہر ٹھہر
نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۱۰۶ کر پڑھیں (اسی لیے اس کو) ہم نے
بتدریج تھوڑا تھوڑا کرکے (موقع بہ موقع) اُتارا ہے۔

قرآن بتدریج کیوں نازل کیا گیا

کافر کہتے تھے کہ قرآن ایک ہی دفعہ سارے کا سارا رسول خداؐ پر کیوں نازل نہیں ہوگیا؟ اُس کا جواب دیا جارہا ہے کہ "ہم نے الگ الگ آیتوں کو اس لیے نازل کیا تاکہ تم اُسے لوگوں کے سامنے اطمینان کے ساتھ تدریجی طور پر پڑھتے رہو، اور اُس کی تعلیمات اچھی طرح سے آہستہ آہستہ ان کے دل و دماغ میں اُترتی جائیں، وہ اُس کو آہستہ آہستہ سمجھتے جائیں۔ ★.... (تفسیر نمونہ)

★ کیونکہ قرآن کے مطالب نہایت اعلیٰ، دقیق اور مافوق حقیقتوں کے بیانات پر مشتمل تھے اس لیے یہ ناممکن تھا کہ لوگ ایک دفعہ میں اُن کو سمجھ سکیں اور پوری طرح ذہن نشین کرسکیں۔ ★.... (مؤلف)

★ انزالِ قرآن سے مقصود اصلی یہ ہے کہ قرآن کا مطلب سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے جسے تدبر فی القرآن کہتے ہیں نیز یہ کہ آہستہ آہستہ قرآن اس لیے بھی اُتارا گیا کہ جیسے جیسے حالات پیش آتے جائیں، اُن کے مناسب ہدایات دی جاتی رہیں تاکہ وہ جماعت جسے آگے چل کر تمام دنیا کا معلم بننا ہے، ہر آیت اور ہر حکم کو اُس کے موقع اور محل کے لحاظ سے بخوبی سمجھ سکے "تاکہ آنے والی نسلیں کسی آیت یا کسی حکم کو بے موقع استعمال نہ کریں۔ ★.... (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ (۱۰۷) اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ ۱۰۷

آپؐ ان سے فرمادیں کہ: "تم اسے مانو یا نہ مانو" (لیکن) جب اِس کو اُن لوگوں کے سامنے پڑھا جاتا ہے جنھیں اِس کا علم پہلے ہی دیا جاچکا ہے" تو وہ منھ اور ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گرجاتے ہیں۔

آیت کا پیغام

یہ ہے کہ وہ اہلِ کتاب جو آسمانی کتابوں کی تعلیمات کے مزاج سے واقف ہیں، وہ خوب اچھی طرح پہچان رہے ہیں کہ قرآن خدا کا کلام ہے یعنی قرآن سن کر وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ جس نبیؐ کے آنے کا وعدہ پچھلے انبیاءؑ کے صحیفوں میں کیا گیا تھا، وہ نبیؐ آگیا۔ اہلِ کتاب کے صاحبانِ علم کا رویہ قرآن میں کئی جگہ بیان ہوا ہے مثلاً سورہ آلِ عمران میں آیت نمبر ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۹۹۔

سورہ مائدہ میں آیت نمبر ۸۲ - ۸۵ وغیرہ

★..... (تفہیم القرآن)

★ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ اہلِ کتاب کے اہلِ علم و دانش اور صاحبانِ تحقیق آخری نبیؐ کے آنے کے منتظر تھے۔ وہ جب بھی قرآن کو سُنتے تھے تو اپنی کتاب کی تصدیق پاتے۔ اور بطورِ شکر اور اعترافِ حقیقت، اپنے منھ اور ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر گر جاتے تھے۔

★..... (جصاص بقول ابنِ عباس، تفسیر کبیر بقول قتادہ)

www.drhasanrizvi.com

★ سجدے میں تسبیح پڑھنے کا ذکر فرمانے سے فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ: "سجدے میں سبحان اللہ کہنا چاہیے"۔

★- - - - (جصاص)

★ محققین نے لکھا کہ منکرین کا غرور توڑنے کے لیے کہا گیا کہ: "تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے اُن کے سامنے جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل مٹی پر گر گر پڑتے ہیں۔ (اب تمھاری جہالت کا کیا کیا جائے)

★- - - - - (تفسیر نمونہ)

★ خدا کا فرمانا کہ: "وہ افراد جن کے دل بیدار اور حقیقتوں سے واقف ہوتے ہیں، وہ خدا کی آیتیں سُن کر دیوانہ وار، بے اختیار سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ گویا دل و جان سے ان آیتوں کے قربان ہو کر اُن کو ماننے اور اُن پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

★- - - - (تفسیر نمونہ)

★ امام راغب نے لکھا: یخرون ' خریر کے مادّہ سے ہے، جو اگر پانی بلندی سے گر رہا ہو تو اُس کی آواز کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ سجدہ کرنے والوں کے لیے بھی یہ لفظ اِس معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک کے سامنے اِس حالت میں گرتے ہیں کہ اُن کی تسبیح کی آواز بلند ہوتی ہے۔

★- - - - (امام راغب مفردات القرآن)

★ ٹھوڑی کا لفظ اس لیے استعمال ہوا کہ اگرچہ سجدے میں آدمی پیشانی زمین پر رکھتا ہے لیکن اگر انسان مدہوشی کے عالم میں بے اختیار ہو کر زمین پر گرتا ہے تو پہلے اُس کی ٹھوڑی زمین کو لگتی ہے (اس طرح ان صاحبانِ علم کے قال کے ساتھ ساتھ اُن کے حال کا اظہار کیا گیا ہے)

★- - - - (روح المعانی جلد ۱۵)

www.drhasanrizvi.com

وَيَقُولُونَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ (۱۰۸) اور پکار اُٹھتے ہیں: "ہر عیب سے
اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا پاک ہے ہمارا پالنے والا مالک، بیشک
لَمَفْعُولًا ۝ ۱۰۸ اُس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا"

وَيَخِرُّونَ لِلْاَذْقَانِ (۱۰۹) پھر وہ منھ کے بل روتے ہوئے
يَبْكُونَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوعًا ۝ ۱۰۹ السجدۃ گرجاتے ہیں۔ اور (اسے سُن کر) اُن کے
دل میں اللہ کا رُعب اور احترام (خشوع) اور بڑھ جاتا ہے (سجدہ کیجیے)

السجدۃ

ؔ یہ تعریف اہلِ کتاب کے حق پرست طبقے کی ہے۔ اگرچہ وہ اسلام سے ابھی پوری طرح واقف تو نہیں ہوئے تھے، مگر خدا کی معرفت سے سرشار تھے۔ ایسے صاحبانِ معرفت جب قرآن سے روشناس ہوئے ہوں گے، تو قرآن پر ایمان لاتے بغیر ہرگز نہ رہے ہوں گے۔

* ------- (ماجدی)

★ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ نماز میں خدا کا خوف طاری ہونے کے سبب سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

* ----- (جصاص)

★ اور خدا کا اُن صاحبانِ علم کے لیے يَبْكُونَ (یعنی) "روتے ہوئے" فرمانا، وہ بھی فعل مضارع میں تکرار کے ساتھ، اُن کے دائمی گریہ کو بتا رہا ہے۔ اور پھر یہ فرمانا کہ "وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوعًا" (یعنی) "اور ہر لمحہ ان کا خشوع وخضوع بڑھتا ہی چلا جاتا ہے" وہ بھی مضارع کے صیغہ میں، بتا رہا ہے کہ اُن کی حالت ایک سی نہیں رہتی۔ بلکہ وہ ہمیشہ

www.drhasanrizvi.com

کمال کی بلندیوں کی طرف بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اِس لیے اُن کا خضوع و خشوع ہر دم بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

؎ ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ؛ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

خشوع اور خضوع جسمانی اور روحانی انکساری کی کیفیت کا نام ہے جس میں کمالِ ادب اور جھکاؤ کی ایسی کیفیت ہو کہ جس میں انسان خدا کی عظمت سے سخت مرعوب ہو جائے۔

*۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

؏ جانے کیا گذرے ہے قطرے پہ گُہر ہونے تک *۔۔۔ (اقبالؒ)

علم اور ایمان کا ربط

خدا کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ: "اے کافرو! مشرکو! تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، مگر وہ لوگ جو صاحبانِ علم ہیں، جب اِسی قرآن کو سنتے ہیں تو اُن کے دل عشقِ الٰہی سے تڑپ تڑپ اُٹھتے ہیں۔ وہ بے اختیار خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، آنسوؤں کا سیلاب اُن کی آنکھوں سے بہ نکلتا ہے۔ پھر بھی نہیں، اُن کا خضوع و خشوع ہر دم بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ دوسری طرف تم جیسے جاہل ہیں کہ جب قرآن سنتے ہیں تو منھ پھیر پھیر لیتے ہیں۔ یا۔ اِن آیتوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

؎ پرواز ہے دونوں کی اِسی ایک فضا میں ؛ کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن ؛ مُلّاں کی اذاں اور، مجاہد کی اذاں اور

محققین نے نتیجہ نکالا کہ علم اور ایمان اکٹھے ہوتے ہیں۔ ایمان سایۂ علم کے بغیر ممکن نہیں۔ پھر علم بھی اعلیٰ ترین مراحل میں ایمان سے مدد حاصل کرتا ہے۔

*۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

؎ یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے *۔۔۔۔ (اقبالؒ)

www.drhasanrizvi.com

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ ۱۱۰

(۱۱۰) اُن سے کہئیے کہ اُسے "اللہ" کہکر پکارو یا "رحمان" کہکر پکارو۔ جس نام سے بھی پکارو، سب اچھے اچھے نام اُسی کے لیے تو ہیں۔ اور اپنی نماز نہ تو بہت زیادہ زور سے پڑھو اور نہ بالکل چُپکے چپکے پڑھو۔ اِن دونوں کے درمیانی (اوسط) درجے کی آواز اختیار کرو۔

اسماءِ حسنیٰ اللہ ہی کے لیے ہیں

مطلب یہ ہے کہ جتنے اچھے نام ہیں وہ سب کے سب اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اور اُن کا اچھا ہونا یہ ہے کہ اُن کے معنی میں عظمت، رحمت، شان وشوکت، قدرت اور بزرگی پائی جاتی ہے۔ وہ بھی مستقل اور دوامی، عارضی نہیں۔

غرض اللہ کا ہر نام اچھا ہے خواہ وہ "اللہ" ہو۔ یا۔ "رحمٰن" ہو۔ اِس لیے اب چاہے ایک نام سے پکارو یا دونوں سے، مراد خدا کی ذات ہی ہے جو اِن ناموں کا مسمّیٰ اور مستحق ہے۔

شانِ نزول

آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ جب مشرکوں نے رسولِ خداؐ کو کبھی یا اللہ اور کبھی یا رحمٰن کہتے سُنا، تو کہنے لگے کہ ہمیں تو یہ دو خداؤں کی عبادت کرنے سے منع کرتے ہیں، اور خود کبھی اللہ کو پکارتے ہیں اور کبھی رحمٰن کو پکارتے ہیں۔

اِسی پر یہ آیت اُتری کہ "یہ دونوں نام ایک ہی ذات والاصفات کے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

★ دوسری روایت یہ ہے کہ یہودیوں نے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کیا کہ "آپ رحمٰن کا ذکر تو بہت کم کرتے ہیں جبکہ توراۃ میں اللہ نے اپنے اِس نام کا ذکر بہت زیادہ فرمایا ہے"۔ اس کے جواب میں یہ آیت اُتری۔

----* (تفسیر صافی ص۲۹۸)

★ اصل میں مشرکینؐ کائنات کے خالق کو اللہ کہتے تھے۔ وہ اللہ کو رحمٰن کے نام سے نہیں جانتے تھے۔ رحمٰن کا لفظ اُن کے ہاں رائج نہ تھا، اِس لیے وہ نبئ اکرمؐ کے منہ سے رحمٰن کا نام سُن کر ناک بھوں چڑھاتے تھے۔

----* (تفہیم)

★ حضرت ابنِ عباسؓ کا بیان ہے کہ مکے میں جب نبئ اکرمؐ یا مسلمان قرآن زور زور سے پڑھتے تھے تو کفار شور مچاتے اور گالیوں کی بوچھار کر دیتے۔ اِس پر حکم ہوا کہ تم قرآن اتنا زور سے بھی نہ پڑھو کہ کفار سُن کر جمع ہو جائیں اور طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیں۔ اور نہ اتنا آہستہ پڑھو کہ تمہارے ساتھی بھی اُسے نہ سُن سکیں۔

----* (تفسیر ابنِ عباسؓ)

اللہ کے کئی کئی نام ہیں

اصولی طور پر بھی اللہ کو صرف ایک نام سے نہیں پہچانا جاسکتا، ضروری ہے کہ اللہ کے نام اُس کی صفات کی طرح لامتناہی ہوں، تاکہ اُس کی ذات والاصفات کے ترجمان بن سکیں۔ جبکہ ہمارے الفاظ ہماری طرح محدود ہیں، اِس لیے ہمارے پاس خدا کے نام بھی محدود ہیں۔ اِسی لیے ہماری معرفتِ الٰہی بھی محدود ہے۔ اِسی لیے جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ" یعنی: اے خدا! "ہم نے تجھے ایسا نہیں پہچانا، جو حق ہے تجھے پہچاننے کا"۔ لیکن اِس کا مطلب ہرگز یہ بھی نہیں کہ ہم خدا کو

www.drhasanrizvi.com

پہچاننے کی کوشش ہی نہ کریں۔ ہماری جتنی عقل و شعور ہے ہم کو اتنا اس کو پہچاننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اولیاء اور علماءِ دین نے تقریباً خدا کے ایکہزار نام بیان فرمائے ہیں۔ نام یا اسم کے معنی علامت یا نشانی ہے۔ ہم خدا کو خدا کے کاموں ہی کے ذریعہ پہچانتے ہیں۔ خدا کے تمام کے تمام نام بالآخر خدا کی ذات تک ہمیں پہنچاتے ہیں۔ البتہ خدا کے ناموں میں سے کچھ ناموں سے ہمیں خدا کے بارے میں زیادہ معرفت یا آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن کئی ناموں سے خدا کی توحید یا وحدت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ قرآن میں خدا نے ناموں کو "اَسْمَآءِ حُسْنٰی" یعنی "اچھے نام" فرمایا ہے۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: "اللہ کے ننانوے نام ہیں" (جو قرآن میں آئے ہیں) جو اُن ناموں کو شمار کرے گا (یعنی عملی طور پر ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا) وہ جنّت میں داخل ہوگا۔"

خدا فرماتا ہے" اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں اللہ کو اُن ناموں سے پکارا کرو"

★ شیخ صدوقؒ نے اپنی کتاب "توحید" میں ہشام بن حکم سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ ہشام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے ناموں کے بارے میں پوچھا" اور یہ بھی پوچھا کہ اُن کی بنیاد کیا ہے؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

" اے ہشام! اللہ کا لفظ "اِلٰہ" سے لیا گیا ہے۔ اِلٰہ کے معنی حیران و پریشان ہے) مگر یہ بات خوب سمجھ لو کہ اسم مسمّٰی کا غیر ہوتا ہے (یعنی نام اور چیز ہے اور ذات اور چیز ہے) لہٰذا جو صرف نام کی عبادت کرتا ہے وہ کافر ہے حقیقت میں اُس نے کسی چیز کی عبادت نہیں کی۔ اور جس نے اسم اور مسمّٰی دونوں کی عبادت کی" وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ وہ دُو کی عبادت

www.drhasanrizvi.com

کر رہا ہے۔ لیکن جس نے مسمّٰی (یعنی وہ ذات جس کا نام لیا جا رہا ہے) کی عبادت کی، اسم کی عبادت نہ کی، تو یہ سچی توحید ہے۔" (یعنی اُس نے اسم کو اُس کے مسمّٰی یا معنی تک پہنچنے کی صرف علامت سمجھا)

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "خدائے بزرگ و برتر کے ۹۹ نام ہیں۔ اگر ہر اسم کا ایک مسمّٰی ہو تو ۹۹ خدا ہونے چاہئیں، جبکہ اللہ صرف ایک ہے۔ باقی سب اسی ایک اللہ کے نام ہیں جو خدا کی صفات کی طرف اشارہ کرتے ہیں (لیکن اللہ وہ نام ہے جو خدا کی ذات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔)

*۔۔۔۔۔ (تفسیر "المیزان"۔ "توحید" صدوقؒ)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "نماز کے پڑھنے کے بارے میں اِس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نماز نہ تو اتنی زور سے پڑھو کہ شور ہونے لگے اور نہ اتنا آہستہ نماز پڑھو کہ بس صرف ہونٹ ہلیں اور (خود اپنے) کانوں تک بھی آواز نہ جائے"

*۔۔۔۔۔ (تفسیر نور الثقلین جلد ۳)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جہر" باآوازِ بلند پڑھنے کو کہتے ہیں اور "اخفات" اتنا آہستہ پڑھنے کو کہتے ہیں کہ پڑھنے والا خود بھی نہ سُن سکے۔ اِن دونوں طریقوں سے نماز نہ پڑھو، بلکہ دونوں کے درمیانی حدِ اعتدال والا راستہ اختیار کرو۔"

*۔۔۔۔۔ (تفسیر نور الثقلین جلد ۳)

★ رہا یہ مسئلہ کہ: کون سی نماز بغیر آواز کے پڑھی جائے اور کون سی آواز سے پڑھی جائے۔ یہ الگ مسئلہ ہے۔ اِس مسئلے کا اِس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ (فقہاء کے نزدیک نمازِ صبح مغرب اور عشاء کی نماز آواز کے ساتھ، اور ظہر و عصر کی نماز بغیر آواز کے پڑھنی چاہیئے۔)

*۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

نتائج یا تعلیمات

(۱) محققین نے نتیجہ نکالا کہ ہماری عبادت کو ہمارے دوسرے اعمال کے لیے نمونہ بن جانا چاہیئے۔ ہمارے تمام سماجی، سیاسی، اقتصادی، مذہبی کام افراط و تفریط سے بچے رہنے چاہئیں۔ ہر کام حدِ اعتدال کے اندر ہونا چاہیئے۔ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "خیر الامور اوسطھا" سب سے اچھا کام حدِ وسط (یعنی حدِ اعتدال سے کیا جانا) بہترین طریقہ ہے)

(۲) ہمیں عبادت یا کوئی کام اس طرح انجام نہیں دینا چاہیئے جس کی وجہ سے ہمارے دشمن ہمارا مذاق اڑائیں یا کسی کو تکلیف پہنچے۔ ہر کام متانت، ادب، سکون سے اس طرح انجام دیا جائے کہ کسی کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے، جو لوگ ہر وقت مسجدوں سے لاؤڈ اسپیکر پر چیختے رہتے ہیں اور لوگوں کے کان پھاڑتے رہتے ہیں، وہ اسلام کی کوئی خدمت نہیں کرتے، الٹا لوگوں کو دین سے بیزار کرتے ہیں۔

*..... (تفسیر نمونہ)

(۳) صفات و اسماء کے تعدد سے ذات کا تعدد لازم نہیں آتا۔ اس لیے خدا کے کئی نام ہونا توحید کے منافی نہیں ہے۔ خدا کا کوئی نام بھی پکارا جائے، مقصود وہی ایک ذات ہوتی ہے۔ عنوانات اور تعبیرات کے تعدد یا تنوع سے معنون نہیں بدلا کرتا۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ "ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد" *..... (شیخ الاسلام عثمانی)

فارسی شاعر نے کہا کہ: "بہر طوری کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

(یعنی) "تو جیسا چاہے لباس پہن لے، میں تو تیرے قد و قامت تک کو پہچانتا ہوں۔"

www.drhasanrizvi.com

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ (۱۱۱) اور آپ فرمادیں کہ تمام کی تمام
لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ تعریفیں اُس اللہ ہی کے لیے ہیں
یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ جس نے نہ تو کسی کو اپنا بیٹا بنایا اور
وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ نہ کوئی دوسرا اُس کی حلکومت میں
الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ۠ ۱۱۱ شریک ہے۔ اور نہ اُس کا عاجزی ع ۱۲
اور کمزوری کی بنا پر کوئی سرپرست یا مددگار ہے۔ (غرض)
اُس کی بڑائی بیان کرو، ایسی بڑائی جو بہت ہی بڑے درجے کی ہو
(یا) ایسی بڑائی کا اعتراف کیجئے کہ جیسی عظیم بڑائی کا اعتراف (خدا کی
عظیم ذات کے لیے) کیا جانا چاہیئے۔ ۱۱۱

امامؑ کی نظر میں اللہ کی تعریف

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے سامنے کسی شخص نے "اللہ اکبر" کہا۔ آپؑ نے اُس سے پوچھا کہ خدا کس چیز سے بڑا ہے؟ (کیونکہ اللہ اکبر کے معنی ہیں کہ اللہ سب سے زیادہ بڑا ہے۔) اُس شخص نے جواب دیا کہ خدا ہر چیز سے بڑا ہے۔

حضرت امام علیہ السّلام نے فرمایا: "تم نے اس طرح (کہکر) اللہ کو محدود کر دیا"

اُس نے پوچھا: پھر کس طرح کہوں؟

حضرت امام علیہ السّلام نے فرمایا: "یوں کہو کہ خدا اس بات سے بھی بڑا ہے کہ اس کو بیان کیا جاسکے"

www.drhasanrizvi.com

(یا اُس کی ذات وصفات یا کبریائی کو سمجھا جا سکے۔)

(تفسیر صافی صـ ۲۹۹ بحوالہ الکافی) ۔۔۔۔۔۔

لطیف طنز

اِس آیت میں مشرکین پر لطیف طنز ہے کہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ خدا نے اپنی خدائی اور اختیارات کے مختلف شعبے اور اپنی سلطنت کے مختلف علاقے، مختلف دیوتاؤں کے انتظام میں دے رکھے ہیں یعنی خدا اپنی خدائی کا بوجھ اکیلا نہیں سنبھال سکتا۔

اُن کے جواب میں فرمایا جارہا ہے کہ خدا عاجز نہیں کہ اُسے چند ڈپٹیوں اور مددگاروں کی ضرورت ہو۔ نہ اُس کا کوئی شریک ہے، نہ ساتھی ہے۔

(تفہیم)

★ محققین نے لکھا کہ عربی ادب میں تعظیم اور انتہائی بڑائی کے بیان کے لیے "تکبیر" سے بڑھ کر جامع تر اور کوئی لفظ نہیں۔ اور جب اس فعل کا مصدر صیغۂ نکرہ کے ساتھ مؤکد ہو کر آجاتا ہے، تو پھر زور اور وسعت کی حد و انتہا باقی نہیں رہتی۔

(روح) ۔۔۔۔۔

★ اِس آیت میں خدا کی تین صفات بیان کی گئی ہیں:-

(۱) خدا کے کوئی اولاد نہیں۔ کیونکہ اولاد کی طلب محتاج کو ہوتی ہے۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کا نام باقی رہے۔ اور کوئی اُس کی شبیہ ہو۔ لیکن خدا نہ محتاج ہے اور نہ اُس کی کوئی شبیہ یا نظیر ممکن ہے۔

(۲) خدا کا کوئی شریک نہیں۔ کیونکہ شریک وہ بناتا ہے جس کی قدرت، حکومت، توانائی محدود ہو۔ وہ اپنی کمی کو شریک سے پورا کرتا ہے جبکہ خدا ان تمام کمزوریوں سے پاک اور بلند ہے۔

(۳) خدا کا مشکلات اور ناتوانیوں میں کوئی سرپرست یا مددگار نہیں۔ کیونکہ خدا کے لیے نہ کوئی

www.drhasanrizvi.com

کام مشکل ہے، اور نہ وہاں ناتوانیوں کا کوئی گذر ممکن ہے۔

نتیجہ عرض یہ آیت اللہ کے لیے ہر قسم کے مددگار، شبیہ یا شریک کی قطعی نفی کر رہی ہے نہ اُس کے اولاد ہے، نہ اُس کا شریک ہے اور نہ اُس کا کوئی سرپرست یا مددگار ہے

*----- (تفسیر نمونہ)

★ اِس طرح یہ آیت عیسائیوں، یہودیوں کے اُس عقیدے کی نفی کر رہی ہے کہ خدا کے شریک ہیں اور اُن مذاہب کی بھی نفی کر رہی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کوئی خدا کا مددگار ہے۔

*----- (مجمع البیان)

تکبیر کیا ہے؟ (۱) یعنی خدا کی عظمت، بڑائی، بزرگی کا اعتقاد رکھتے ہوئے اُس کی بڑائی کا اعلان کیا جائے۔

(۲) مگر اِس کے معنی ہرگز یہ نہیں کہ خدا دوسری مخلوقات سے بڑا ہے کیونکہ خدا خالق ہے اور خالق کا مخلوقات سے موازنہ، مقابلہ یا مقایسہ نہیں کیا جا سکتا۔

★ کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے "اللہ اکبر" کہا۔ حضرت امامؑ نے اُس سے پوچھا کہ اللہ کس چیز سے بڑا ہے؟ اُس نے عرض کی "ہر چیز سے"

امامؑ نے فرمایا: "یہ کہہ کر تم نے اللہ کو محدود کر دیا (کیونکہ تم نے خدا کو مخلوق سمجھا، اور خدا کا مقابلہ اُس کی مخلوق سے کیا)

اُس نے عرض کی: "پھر ہم کیا سمجھیں؟"

امام علیہ السلام نے فرمایا: "اللہ اکبر من ان یوصف" یعنی: خدا اس بات سے بڑا ہے کہ اُس کی تعریف یا توصیف کی جا سکے۔" *---- (تفسیر نور الثقلین جلد ۳)

ے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
واز آنچہ دیدہ ایم و نوشتیم و خواندہ ایم

www.drhasanrizvi.com

یعنی: "اے وہ ذات جو ہمارے خیال، قیاس، گمان، تصوّر اور وہم تک سے، بلکہ ہر اُس چیز سے جو ہم نے دیکھی، لکھی، پڑھی اور سُنی ہے، بلند والا ہے"۔

مجلس تمام گشت و بہ آخر رسید عمر
ما ہمچناں در اوّل وصف تو ماندہ ایم

یعنی: مجلسیں، درس، محفلیں سب ختم ہو چکیں اور اب عمر آخر کو پہنچ چکی ہے مگر ہم ابھی تک تیری پہلی صفت تک کو نہ سمجھ سکے۔ (سعدیؒ)

نتائج، تعلیمات اور دعا۔

(۱) مالک! ہمارے دلوں کو علم کے نور اور ایمان کی روشنی سے روشن کر دے، تاکہ ہم تیری عظمت کے سامنے جھکے رہیں۔ ہمارے دل تیرے تمام وعدوں پر یقین کرنے لگیں، ایسا یقین کہ ہم تیرے ہر حکم کے آگے سر جھکا دیں تیرے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اور کبھی تیرے غیر سے کوئی آس نہ رکھیں۔ (۲)

(۲) خدایا! ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم زندگی کے ہر معاملے میں اعتدال سے قدم باہر نہ نکالیں، اِس طرح ہر قسم کی افراط و تفریط سے دور رہیں۔

(۳) خدایا! ہم تیری تعریف اس حال میں کرتے رہیں کہ تجھے یکتا، یگانہ بھی سمجھیں اور یہ بھی سمجھیں کہ تو تعریف و توصیف سے بلند، اور ارفع و اعلیٰ ہے۔

(۴) مالک! تیری اُن عظمتوں کا واسطہ کہ تو ہماری خطائیں معاف کر دے۔

(۵) ہمیں اپنی اطاعت کی راہ پر ثابت قدم رکھ۔ (۶) ہمیں ہمارے داخلی خارجی دشمنوں پر فتح عطا فرما۔

(۶) ہمیں اُن کاموں کے انجام دینے کی توفیق عطا فرما کہ جن کی وجہ سے تو ہم سے راضی ہو جائے۔

(تفسیر نمونہ)

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا" ★

www.drhasanrizvi.com

سورۃ کہف کے فضائل اور خواص

(۱) جنابِ رسولِ خداؐ سے منقول ہے کہ جو اِس سورۃ کو پڑھے گا وہ آٹھ دن تک ہر فتنے سے محفوظ رہے گا، اگر ان دنوں دجّال بھی خروج کرے گا تو خدا اُس کو اُس کے فتنے سے بچالے گا۔ (مجمع البیان)

(۲) جو شخص اِس سورۃ کی آخری آیت کو سوتے وقت پڑھے گا اُس کی خوابگاہ سے کعبہ تک ایک نور کی شعاع پیدا ہوگی، اور اُس میں فرشتے ہوں گے جو اُس کی بیداری تک اُس کے لیے بخشش کی دعا کریں گے اور اگر سونے والا مکہ میں سو رہا ہو تو وہاں سے بیت المعمور تک ایک نورانی فضا ہوگی جس میں فرشتے اُس کی بیداری تک اُس کے لیے دعا کرتے رہیں گے۔ (مجمع البیان)

(۳) جو سورۂ کہف کی دس آیتیں یاد کر کے پڑھ لے فتنۂ دجّال سے محفوظ رہے گا، اور ساری سورۃ پڑھے گا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ (مجمع البیان)

(۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جو سورۂ کہف کو پڑھے تو وہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اُس کے گناہوں کا کفّارہ ہوگا۔"

(۵) آپؑ نے فرمایا: "جو اِس سورۃ کی آخری آیت پڑھ کر سوئے، وہ جس وقت کا ارادہ کرے گا بیدار ہوگا۔"

(۶) آپؑ نے فرمایا: "جو ہر شب جمعہ کو سورۂ کہف پڑھے وہ شہید مرے گا، وہ شہداء کے ساتھ مبعوث ہوگا اور قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ کھڑا ہوگا۔

(۷) جو اِس سورۃ کو لکھ کر تنگ منھ والی شیشی میں رکھ کر گھر میں محفوظ رکھے تو فقر، قرض اور لوگوں کی اذیت سے محفوظ رہےگا۔

(۸) اگر اِس کو لکھ کر غلّہ کے انبار میں رکھا جائے تو باذنِ پروردگار دانوں کو خراب کرنے والے موذی کیڑوں سے نجات ہوگی۔ (البرہان)

*..... (بحوالہ تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

آیاتھا ۱۱۰	سورۃ الکھف مکیۃ	رکوعاتھا ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو ہر چیز کو فیض پہنچانے والا اور مسلسل بے حد رحم کرنے والا ہے۔

الحمد للہ الذی (۱) سب کی سب تعریف اللہ کے
انزل علی عبدہ الکتب لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب
ولم یجعل لہ عوجا ۝ ۱ کو اُتارا، جس میں کسی قسم کی کوئی کجی

یا ایچ پیچ نہیں۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں کسی قسم کا کوئی عیب نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہر اعتبار سے مکمّل اور جامع ہے۔ اس میں نہ تو کسی قسم کی مبالغہ آرائی ہے، نہ تضاد ہے۔ بلکہ ہر بیان قطعی مدلّل ہے۔ اور ہر حکم بالکل واضح ہے۔ *.... (ماجدی)

نتیجہ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ (۱) مقامِ عبدیّت سے بلند کوئی مقام نہیں کیونکہ یہاں خدا نے اپنے رسُول کو اپنا عبد فرمایا ہے۔ (۲) دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ حضور اکرم مقامِ عبدیّت پر مکمّل طور پر فائز ہیں۔ *-- (ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا (۲) جو بالکل ثابت، ٹھیک،
مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ سیدھی اور مضبوط بات کہنے والی
الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ (کتاب ہے) تاکہ لوگوں کو خدا کی طرف
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ سے اُس کی سخت سزا سے ڈراتے ہوئے
اَجْرًا حَسَنًا ۙ ۲ متنبہ کردے، اور خوشخبری دے اُن
ایمانداروں کو جو نیک اور اچھے کام کرتے ہیں، کہ اُن کے لیے بہت ہی اچھا اجر ہے۔ ۲

مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ (۳) جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۲
وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا (۴) اور آنے والی سزا سے ڈراتے
اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ ۴ ہوئے خبردار کرے اُن لوگوں کو جو
یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔ ۴

قرآن ایک مکمل اور جامع کتاب ہے

۱۸۱ قرآن مجید وہ کتاب ہے، کہ جو اسقدر مکمل اور جامع ہے کہ دوسری کتابوں کی بھی تکمیل کر دیتی ہے۔ اور اس کتاب کا مکمل ہونا بتاتا ہے کہ قرآن میں دنیا اور آخرت کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

(تفسیر بیضاوی)

★ یہاں ڈرانے والے کا فاعل کتاب ہے اور مفعول کفّار و مشرکین ہیں۔

رہا یہ سوال کہ یہاں نیک کاموں سے کیا مراد ہے؟ تو مفسّرین نے اپنے مذاق کے مطابق فہرستیں بنائی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ "ہر وہ کام نیک ہے جو خدا کو پسند ہو اور جس کو بجالانے کا مقصد بھی خدا کو خوش کرنا یا خدا سے اجر لینا ہو۔ بشرطیکہ وہ کام شریعت کے مطابق ہو۔

★ ---- (تفسیر ماجدی)

آیت کی مرکزی تعلیم یہ ہے کہ

(۱) قرآن ایک مستحکم مضبوط اور زبردست کتاب ہے۔

(۲) قرآن ایسی کتاب ہے جو دوسری تمام آسمانی کتابوں کی حفاظت کرتی ہے۔

(۳) قرآن کی تعلیمات ہر قسم کی افراط و تفریط، کجی یا ٹیڑھ پن سے پاک ہے۔ یعنی قرآن معتدل تعلیمات کا علمبردار ہے۔

(۴) قرآن ہر قسم کی کجروی کی اصلاح کرتا ہے۔ اور

(۵) قرآن انسان میں عدالت فضائل و کمالات کو اعلیٰ ترین معیار پر پیدا کرتا ہے۔

(۶) قرآن کی صفت "قیّم" یعنی مضبوط کتاب، خدا کی صفت قیّومیّت سے مشتق ہے جس طرح خدا تمام کائنات کا محافظ و نگہبان ہے، قرآن اُس کی کتاب ہونے کی حیثیت سے تمام علوم آسمانی کتب اور تعلیمات کا محافظ اور نگہبان ہے۔ ★ (تفسیر نمونہ)

(۷) عزفار نے قرآن کے مستحکم ہونے کے معنی فصیح و بلیغ کلام کے لیے ہیں۔ (روح المعانی)

خدا کا مومنین کے لیے فرمانا کہ: یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ (یعنی) وہ نیک اعمال بجالاتے رہتے ہیں فعل مضارع ہونے کی وجہ سے یہ تسلسل اور دوام پر دلالت کرتا ہے اتفاقاً کوئی اچھا کام انجام دینا ہرگز ایمان کی دلیل نہیں ہو سکتا لیکن یہاں مسلسل اور دائمی ★---- (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ — (۵) (حالانکہ) نہ خود اُن کو، اور نہ اُن کے
وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ — باپ دادا کے پاس اس بات کی
كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ — کوئی علمی دلیل ہے۔ یہ بہت بڑی
اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ ۵ — (بُری) بات ہے جو اُن کے منہ نکل رہی ہے
وہ صرف جھوٹ بکتے ہیں۔

★ یہاں سند سے مراد علمی دلیل ہے اور باپ دادا سے مراد اشارتاً مسیحی پادری بھی ہوسکتے ہیں۔ (ماجدی)

★ خدا کے لیے بیٹے قرار دینا عظیم اعتقادی غلطی ہے۔ اور یہ غلطی عیسائی، یہودی، کافر اور مشرک سب کرتے ہیں۔ اصل میں خدا کے ہاں اولاد کا تصوّر توحید کے عقیدے کو بالکل تباہ کردیتا ہے کیونکہ اولاد ہونے کا تصوّر خدا کو مادّی اور جسمانی موجودات کے ہم صفت بنا دیتا ہے۔ اِس کے نتیجے میں ماننا پڑتا ہے کہ خدا بھی انسان کی طرح جذبات، احساسات رکھتا ہے اِس طرح خدا مخلوق کی شبیہ بن جاتا ہے۔ آخرکار خدا کو ہماری طرح حاجتمند ماننا پڑتا ہے جبکہ خدا کی ذات ہر چیز سے بے نیاز ہے: اسی لیے ارشاد ہوا "انھوں نے کہا کہ خدا کا بیٹا ہے جبکہ خدا غنی، بے نیاز (یعنی) کسی چیز کا حاجتمند نہیں" (سورۂ یونس آیت ۶۸)

★ یہ انتہائی سخت اندازِ کلام اس بات کا ثبوت ہے کہ غلط اعتقاد کا انجام نہایت تباہ کن ہوتا ہے کیونکہ خدا کی اولاد ماننا خالق کو مخلوق کی صف میں لاکھڑا کرنا ہے۔ اِس سے بڑھ کر توحید کے عقیدے کی تباہی اور کیا ہوسکتی ہے؟

★ آیت کے آخری الفاظ سے نتیجہ نکلا کہ بے دلیل دعوے کوئی بھی پیش کرے، قابلِ قبول نہیں ہوتے، خواہ اس کے لیے کتنا ہی پروپیگنڈہ کیوں نہ کیا جائے۔
★----- (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (۶) اگر وہ لوگ یہ بات نہ مانیں گے،
عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ تو آپؐ تو شاید اُن کے غم میں
يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا۝۶ اپنی جان ہی دے دیجیے گا۔

آنحضرتؐ کی لوگوں سے محبت کی انتہاء

خداوندِ عالم کا حضورِ اکرمؐ سے اس طرح خطاب فرمانا بظاہر غصہ کے تیور ضرور لیے ہوتے ہے، لیکن بباطن سراسر محبت ہی محبت ہے۔ کیونکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ: "اے رسولؐ! آپؐ اپنی پوری پوری کوششیں فرما رہے ہیں، لیکن جب یہ حق دشمن لوگ حق بات ماننے کو کسی طرح تیار ہی نہیں ہوتے، تو آپؐ ان کے غم میں اپنی جان کیوں گنواں رہے ہیں۔ ٭..... (مجمع البیان)

اصل میں اِس آیت میں حضورِ اکرمؐ کی انسان دوستی کی انتہاء کو بیان کیا گیا ہے۔

؎ خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا (اقبالؔ)

٭ رسولؐ کی انسان دوستی کی انتہاء یہ ہے کہ اُن کی جان تک خطرے میں پڑ جاتی ہے، اور خدا کو تسلّی دینی پڑتی ہے کہ: اے رسولؐ! "تم تو گویا اپنی جان ہی دے ڈالو گے کہ وہ کیوں دل سے حقیقتوں کو نہیں مان لیتے۔ تم غم نہ کرو۔ (ہم نے انھیں فاعلِ مختار بنا لیا ہے۔ اگر ہم (انھیں جبراً منوا چاہتے تو) آسمان سے اُن کے لیے ایسی نشانی اتار دیتے کہ ان کی گردن بلا اختیار ہمارے سامنے جھک جاتی" (یعنی وہ ایمان لے آتے۔) (سورۃ شعراء ۲۶ آیت ۳، ۴)

٭..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ (۷) (آپؐ ان کا غم نہ کھائیں کیونکہ) ہم نے زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ جو کچھ بھی کہ زمین پر ہے اُس کو زمین کی اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ ۷ سجاوٹ کا ذریعہ بنایا ہے تاکہ ان لوگوں کا امتحان لیں کہ اُن میں سب سے اچھے نیک کام کرنے والا کون ہے ؟

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا (۸) اور حقیقت یہ ہے کہ آخر کار ہم صَعِيْدًا جُرُزًا ۝ ۸ اِن سب چیزوں کو ایک چٹیل میدان بنا دینے والے ہیں۔ (یعنی دنیا کی یہ تمام رونقیں صرف اور صرف ایک وقتی امتحان گاہ کے علاوہ کچھ بھی تو نہیں۔ اِس لیے آپؐ اُن کا غم نہ کھائیں اور یہ سمجھ لیں کہ یہ امتحان گاہ ہے جہاں کچھ پاس ہوتے ہیں تو کچھ فیل بھی ہوتے ہیں۔)

غرضِ خلقتِ انسانی

فرزندِ رسولؐ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اللہ نے اپنے اولیاء (دوستوں) میں سے کسی کے لیے بھی دنیا کی زینت اور اُس کی جلد فنا ہونے والی چیزوں کو پسند نہیں فرمایا، اور نہ اُن کو اِن فانی چیزوں کی طرف رغبت دلائی۔ (کیونکہ) خدا نے دنیا اور اہلِ دنیا کو صرف اور صرف اِس لیے پیدا کیا ہے تاکہ اُن کا یہ امتحان لے کہ اُن میں سے کون دنیا میں رہ کر آخرت کے لیے سب سے زیادہ عمل کرنے والا ہے؟" ... (تفسیر صافی ضہ۳ بحوالہ کافی)

★ آیت میں امتحان کا لفظ، پھر پوری آیت کا اندازِ بیان واضح طور پر یہ بتا رہا ہے کہ انسان فاعلِ مختار ہے اور اپنے تمام اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ ★ .... (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ (۹) کیا تم سمجھتے ہو کہ غار والے (اصحابِ کہف)

الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا اور کتبے والے (اصحابِ رقیم) ہماری کوئی

مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ ۹ عجیب اور انوکھی نشانیوں میں سے تھے۔؟

پچھلی آیتوں میں دنیا کی زندگی کی حقیقت بتائی گئی، کہ دنیا امتحان لینے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اب اِس آیت میں اصحابِ کہف کا واقعہ بیان کر کے اُن لوگوں کا نمونہ بتایا جا رہا ہے جو زندگی کے عیش و آرام کو چھوڑ کر ایک غار میں اِس لیے پناہ لے رہے ہیں کہ وہ دنیا کو امتحان گاہ سمجھ کر اصولوں پر سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں۔ وہ توحید کے عقیدے کی خاطر ہر چیز کو قربان کر رہے ہیں۔ اِس لیے وہ لوگ ہمارے لیے نمونۂ عمل ہیں۔

اُنھوں نے ہر چیز سے منھ موڑ کر اور ہر چیز سے مایوس ہو کر خدا کا رُخ کیا۔ اور خدا سے دعا کی کہ: مالک! ہمیں رحمت عطا فرما۔ اور ہمارے لیے راہِ نجات کھول دے۔

پھر خدا نے اُن کی دعا قبول فرمائی اور اُن کے کانوں پر نیند کے پردے ڈال دیے۔ وہ سالہا سال تک غار میں سوتے رہے۔ پھر خدا نے اُن کو نیند سے اُٹھایا اور اپنی نشانی بھی دکھائی، اور اِس طرح اُنھیں اپنی نشانی بنا دیا۔

*..... (تفسیر نمونہ)

★ اصحابِ کہف کے معنی غار والے۔ اور "رقیم" کے معنی کتبہ یا اُس تختی کے ہیں جو اصحابِ کہف کے غار کے اوپر لگا دی گئی ہے۔ جس پر اُن کے نام اور مختصر قصّہ لکھا ہوا ہے۔

*..... (تاج از ابنِ عباسؓ)

www.drhasanrizvi.com

اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ اِلَی الْکَهْفِ (۱۰)	جب اُن جوانوں نے غار کی طرف
فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ	پناہ لے کر کہا:[۱] "اے ہمارے پالنے والے
رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ	مالک! ہمیں اپنی طرف سے خاص لطف وکرم
اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ ۱۰	عطا فرما اور ہمارے لیے صحیح راستے پر قائم رہنے کا سامان کردے۔
فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ فِی (۱۱)	تو ہم نے اُن کے کانوں پر اُسی غار
الْکَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ۝ ۱۱	میں گنتی کے کچھ سالوں کے لیے پردے ڈال دیے۔[۲]
ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ (۱۲)	پھر ہم نے ان کو اُٹھایا تاکہ ہم
الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا	دیکھیں کہ (اُن کے) دونوں گروہوں
لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ ۱۲ ع	میں سے کون ہے جو یہ جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت تک سوتا رہا۔

ع ۱/۱۲ ۱۲

[۱] **نتیجہ** فقہا نے نتیجہ نکالا کہ جب جان کا خوف ہو تو امکانی حد تک ضرور کوشش کرے کہ اپنا دین سلامت لے کر ہجرت کر جائے۔ *.... (جصّاص)

[۲] کانوں پر پردے ڈالنے سے مراد نیند کا غالب کر دینا ہے کیونکہ نیند میں انسان کچھ سن نہیں سکتا۔ اِس انداز بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب کہف پر نیند طاری رہی تھی۔ موت اُن کو نہ آئی تھی۔ *..... (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ (۱۳) ہم آپؐ کے سامنے اُن کا قصہ

نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ بالکل ٹھیک ٹھیک حقیقت کے عین

فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ مطابق بیان کرتے ہیں۔ حقیقت یہ

زِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ ۱۳ ہے کہ وہ چند جوان تھے جو اپنے پالنے

والے مالک کو مانتے تھے (اس لئے) ہم نے بھی اُن کی ہدایت میں ترقی بخشی۔

؎ خداوندِ عالم نے اصحابِ کہف کو "فِتْيَةٌ" کہا ہے۔ جو فتیٰ کی جمع ہے۔ جس کے معنی "جوان مرد" ہوتے ہیں لیکن یہ لفظ کبھی کبھی سن رسیدہ لوگوں کے لیے بھی بولا جاتا ہے' جو جواں مردی کے ساتھ حق پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ اور شجاعت کا مظاہرہ کریں۔ ★.... (تفسیر نمونہ)

"فَتٰی" کے معنی: نوجوان۔ سخی۔ غلام۔ اس کا تثنیہ فَتَوَانِ و فَتَيَانِ۔ اس کی جمع فِتْيَانٌ فِتْيَةٌ و فُتُوَّةٌ و فُتُوٌّ و فُتِيٌّ و فِتِيٌّ۔ ★.... (المنجد اردو ترجمہ ص ۷۲۹)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اپنے ایک صحابی سے پوچھا: "فَتٰی" کس کو کہتے ہیں؟

صحابی نے عرض کی: نوجوان کو کہتے ہیں۔

حضرت امام علیہ السّلام نے فرمایا: "کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اصحابِ کہف پکی عمر کے لوگ تھے؛ مگر خدا نے اُن کو نوجوان (یا) جواں مرد کہا۔ یہ اِس لیے کہ وہ خدا کو دل سے ماننے والے تھے۔ اِس لیے جو شخص بھی خدا کو دل سے مانتا ہو اور خدا کی ناراضگی سے عملاً بچتا ہو (یعنی تقویٰ اختیار کیے رہے) وہ "فتٰی" یعنی جواں مرد ہے۔" (روضۃ الکافی، تفسیر نمونہ، تفسیر نور الثقلین جلد ۳ ص ۲۴۴)

www.drhasanrizvi.com

★ غرض خداوندِ عالم نے اصحابِ کہف کو "فتیٰ" "جواں مرد" اُن کی جرأت، عزم، استقلال، عزتِ نفس، شجاعت، شرافت اور ہمتِ مردانہ کی وجہ سے کہا۔

----★ (مجمع البیان)

★ جس طرح حضرت جبریل ؑ نے جنگِ اُحد کے میدان میں حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے فرمایا تھا:

"لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار"

(یعنی:) "علیؑ کے سوا کوئی جواں مرد نہیں اور ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں"

----★ (فصل الخطاب)

★ اِسی لیے علماء نے کہا: "راس الفتوۃ الایمان"

یعنی: "جواں مردی یہ ہے کہ خدا کو دل سے مانا جائے۔"

----★ (تفسیر نمونہ)

★ عرفاء نے لکھا کہ خدا نے اصحابِ کہف کو جواں مرد اس لیے کہا کہ انھیں تقلیدی ایمان کے بجائے تحقیقی ایمان نصیب ہوا اور اِس طرح تحقیق کرنے کے بعد خدا نے اُنھیں بغیر واسطہ ہدایت عطا فرمائی۔

★ حدیثِ قدسی میں ہے کہ "خدا نے فرمایا ہے":

"جو ایک بالشت میرے قریب ہونا چاہتا ہے، میں ایک ہاتھ برابر اُس کے قریب ہو جاتا ہوں۔"

-----★ (تاویلات نجمیہ، روح البیان)

★ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: "وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا"

یعنی: "اور جو لوگ ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور اُن کو اپنے راستے کی ہدایت دیتے ہیں۔" (سورۃ العنکبوت ۲۹ آیت ۶۹)

www.drhasanrizvi.com

وَّ رَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ (۱۴) اور اُن کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔

اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ یہاں تک کہ اُنھوں نے کھڑے ہو کر

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَنۡ اعلان کر دیا کہ ہمارا پالنے والا مالک تو وہ ہے

نَّدۡعُوَا۠ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلٰـہًا جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ ہم تو

لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ اُس کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکاریں گے۔

اگر ہم ایسا کریں تو بالکل بیجا اور بیہودہ بکواس ہو گی۔

ہٰۤؤُلَآءِ قَوۡمُنَا اتَّخَذُوۡا (۱۵) یہ ہماری قوم والوں نے تو اُس (خدا)

مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِـہَۃً ؕ لَوۡ کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنا لیے ہیں۔ تو

لَا یَاۡتُوۡنَ عَلَیۡہِمۡ بِسُلۡطٰنٍۭ یہ لوگ اُن کے معبود ہونے پر کوئی

بَیِّنٍ ؕ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟ آخر

افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ﴿ؕ۱۵﴾ اُس شخص سے بڑا حد سے بڑھ جانے

والا (ظالم) اور کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذِ اعۡتَزَلۡتُمُوۡهُمۡ وَمَا (۱۶) اب جب کہ تم نے اُن سے اور
یَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاۡوٗۤا اُن کے اُن جھوٹے خداوں سے علیحدگی
اِلَى الۡـكَهۡفِ يَنۡشُرۡ لَـكُمۡ اختیار کر ہی لی ہے جن کی وہ خدا
رَبُّكُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ وَيُهَيِّئۡ کو چھوڑ کر بندگی کرتے ہیں، تو چلو اب
لَـكُمۡ مِّنۡ اَمۡرِكُمۡ مِّرۡفَقًا ۝۱۶ فلاں غار میں پناہ لو تمھارا پالنے والا
مالک اپنی رحمت کو تم پر پھیلائے گا اور تمھارے لیے تمھارے کام کی بہتری اور فائدے کا سامان کرے گا۔

وَتَرَى الشَّمۡسَ اِذَا طَلَعَتۡ (۱۷) آپ انھیں غار میں دیکھتے تو
تَّزٰوَرُ عَنۡ كَهۡفِهِمۡ ذَاتَ (ایسا معلوم ہوتا کہ) جب سورج نکلتا ہے
الۡيَمِيۡنِ وَاِذَا غَرَبَتۡ تو اُن کے غار سے داہنی طرف مڑ جاتا ہے
تَّقۡرِضُهُمۡ ذَاتَ الشِّمَالِ اور جب ڈوبتا ہے تو اُن کے غار سے بائیں
وَهُمۡ فِىۡ فَجۡوَةٍ مِّنۡهُ‌ ؕ طرف کترا کر اُتر جاتا ہے اور وہ غار کے
ذٰ لِكَ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ‌ ؕ اندر اُس کے ایک وسیع حصّے میں ہیں

www.drhasanrizvi.com

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ ۱۷

ع ۲ ۱۴

یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ جس کو اللہ ہدایت کردے، وہ ہدایت پائے ہوئے ہوگا، اور جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے (یا) گمراہ قرار دے دے، تو پھر تم اُس کا کوئی مددگار، دوست، یا سرپرست نہ پاؤ گے، جو اُسے سیدھا راستہ بتانے والا ہو۔

ایمان اور امدادِ الٰہی

ف اِس آیت ۱۷ سے اور قرآن کی دوسری بہت سی آیات سے یہ ثابت ہے کہ اگر انسان خدا کی راہ میں پہلا قدم اُٹھاتا ہے تو خدا کی طرف سے اُس کی امداد اُس کو سہارا دینے کے لیے لپکتی ہے۔ مثلاً اصحابِ کہف ہی کے بارے میں خدا نے فرمایا:
" وہ ایسے جواں مرد تھے کہ جو دل سے (ہمیں) مانتے تھے (اِس لیے) ہم نے اُن کی ہدایت کی (یا ہدایت بخشی)" (القرآن)

پھر خدا اِسی بات کو ایک فارمولے کی شکل میں بیان فرماتا ہے:
" وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ "
(سورۃ عنکبوت آیت ۶۹)
(یعنی) " اور جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں، ہم خود اُن کو اپنے راستوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ اور بیشک اللہ تو احسان کرنے والوں (یا نیکی کرنے والوں) کے ساتھ ہے۔"

نیز فرمایا: " اور جو ہدایت کے راستے پر چلے، اللہ اُن کی ہدایت میں اور اضافہ کرتا ہے۔ اور اُن کو پرہیزگاری کی توفیق عطا کرتا ہے۔" (سورۃ محمد ۴۷ آیت ۱۷)

www.drhasanrizvi.com

وَتَحۡسَبُهُمۡ اَيۡقَاظًا وَّهُمۡ (۱۸)	اور تم انھیں جاگتا ہوا سمجھو گے حالانکہ
رُقُوۡدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ	وہ سو رہے ہیں۔ اور ہم انھیں داہنی اور
الۡيَمِيۡنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ	بائیں کروٹ بدلواتے رہتے۔ اور ان کا
وَكَلۡبُهُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَيۡهِ	کتا غار کے منھ پر بازو پھیلائے ہوئے
بِالۡوَصِيۡدِ ؕ لَوِ اطَّلَعۡتَ	بیٹھا ہے۔ اگر تم انھیں جھانک کر دیکھ
عَلَيۡهِمۡ لَوَلَّيۡتَ مِنۡهُمۡ	لو تو پیٹھ پھیر کر ان کے پاس سے بھاگ
فِرَارًا وَّلَمُلِئۡتَ مِنۡهُمۡ	کھڑے ہو، اور تمہارے دلوں میں ان کا
رُعۡبًا ۱۸	رعب داب اور دہشت بیٹھ جائے۔

اصحابِ کہف اور اُن کا کتا

فرزندِ رسولؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اصحابِ کہف والرقیم ایک جابر و ظالم بادشاہ کی حکومت میں رہتے تھے جو اپنی رعایا کو بُت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ جو انکار کرتا تھا اُس کو قتل کر دیتا تھا۔ جبکہ یہ چند جوان تھے جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ایک دن مجبورًا شکار کے بہانے سے یہ لوگ شہر سے باہر نکلے۔ راستے میں انھیں ایک چرواہا ملا جسے انھوں نے اپنے ساتھ لے لینا چاہا تو وہ ساتھ ہوا اور اس کا کتا بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ جب یہ جوان

www.drhasanrizvi.com

ایک غار میں جاکر سوئے تو یہ کتا اُس غار کے دروازے پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے سو گیا۔

نیز حضرت امامؑ نے فرمایا کہ "جنت میں تین جانوروں کے سوا کوئی جانور داخل نہ ہوگا۔
(۱) بلعم باعور کا گدھا (۲) حضرت یوسفؑ والا بھیڑیا جس نے حضرت یعقوبؑ کو بتایا تھا کہ میں نے حضرت یوسفؑ کو نہیں کھایا۔ (۳) اصحابِ کہف کا کتا۔ (تفسیر صافی ص۳۰۱)

★ اصحابِ کہف کے نام: مکسلمینا۔ تملیخا۔ مرطوس۔ نینوس۔ ساریونس، دربونس اور کشوطبنونس (چرواہا) ★ .... (تفسیر مجمع البیان) بحوالہ تفسیر انوار النجف)

★ اصحاب کے کتے کا نام "قطمیر" تھا۔ اور اس کا رنگ ابلق (سیاہ و سفید) تھا۔
★ ---- (تفسیر انوار النجف)

★ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

"اصحابِ کہف چھ افراد تھے۔ دقیانوس بادشاہ نے اُن کو اپنا وزیر بنا رکھا تھا۔ ایک دفعہ فوجی کمانڈر نے اُسے بتایا کہ ایران کا لشکر اُس کی سرحدوں میں داخل ہو چکا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کانپنے لگا اور اُس کے سر کا تاج زمین پر گر گیا۔ اس کے وزیر تملیخا نے دل میں سوچا کہ بادشاہ کا دعویٰ خدائی غلط ثابت ہو گیا کیونکہ اس کے اوپر دوسرے بادشاہ کے حملے کا خوف طاری ہے پھر یہ کیسے خدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ بادشاہ کے دیگر وزیر تملیخا کے گھر جمع ہوئے۔ تملیخا نے اُن سے کہا کہ میں نے اس بلند آسمان پر بہت غور کیا کہ یہ بے ستونوں کے کیسے قائم ہے؟... میں نے زمین کی طرف دیکھا اور اپنے آپ سے پوچھا کہ کس نے اسے پانی سے باہر نکالا اور پھیلایا ہے؟ غرض میں نے ہر شے پر غور و فکر کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ ضرور کوئی عظیم المرتبت طاقت ہے جو یہ سب نظام چلا رہا ہے اور وہ دقیانوس نہیں ہو سکتا۔ سب وزیروں نے تملیخا کی تائید کی اور اس شہر سے بادشاہ کے خوف سے نکل کھڑے ہوئے۔ دورانِ راہ ایک چرواہا ملا، وہ ہم خیال ہو کر اُن کے ہمراہ چلا۔ اُس کا کتا بھی اُن کے ہمراہ چل دیا۔ پھر یہ سب پہاڑ کی ایک غار میں جا چھپے۔ اور خدا نے ان پر موت جیسی نیند طاری کر دی۔ کتا غار کے دہانے پر بیٹھ گیا۔
(سفینۃ البحار جلد ۲ ص ۳۱۲)

www.drhasanrizvi.com

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا (۱۹)
بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ
كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا
اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ
اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا
اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى
الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ
اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ
مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا
يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۱۹

نصف القرآن

اور (ایک دفعہ) یوں ہی ہم نے انھیں اٹھا کر بٹھا دیا تا کہ وہ آپس میں سوال جواب کریں۔ تو اُن میں سے ایک نے پوچھا: "کہو اس حال میں تم کتنے دن رہے؟" تو دوسروں نے کہا: "دن بھر یا دن کا کچھ حصّہ"۔ تو پوچھنے والوں نے کہا: "تمہارا پالنے والا مالک ہی خوب جانتا ہے کہ تم کتنا رہے؟" اچھا تو اب اپنے ایک ساتھی کو چاندی کا ایک سکّہ دے کر شہر بھیجو اور وہ یہ دیکھے کہ سب سے اچھا کھانا کون سا ہے۔ پھر وہاں سے وہ تمہارے لیے کچھ کھانا لے آئے۔ اور لازم ہے کہ وہ ذرا ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے محتاط اور مناسب رویّہ اختیار کرے، اور کسی ایک کو بھی تمہاری خبر نہ ہونے دے۔

www.drhasanrizvi.com

"وَلْيَتَلَطَّفْ" تعدادِ حروف کے لحاظ سے مشہور ہے کہ یہ لفظ (وَلْيَتَلَطَّفْ) قرآن مجید کا نصف ہے۔ اس لفظ کے حرفِ "تا" تک پہلا نصف ختم اور "لام" سے دوسرا نصف شروع ہوتا ہے۔ (تفسیر انوار النجف)

اصحابِ کہف ۳۰۹ سال کے بعد بیدار ہوئے تو

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ: بیدار ہوتے ہی انھیں بھوک محسوس ہوئی اور ایک آدمی کو کھانا لانے کے لیے بھیجنے کی تجویز ہوئی۔ تملیخا نے کہا میرے سوا کوئی نہ جائے۔ چرواہے سے کہا کہ تم اپنا لباس مجھے دے دو، تاکہ کوئی مجھے پہچان نہ سکے۔ پس لباس تبدیل کر کے تملیخا شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اُن کو شہر کا سب کچھ نیا معلوم ہوا۔ نہ وہ نشانیاں تھیں، نہ وہ راستے تھے۔ جب شہر کے باہر پہنچے تو سبز رنگ کا علم لہراتے ہوئے دیکھا جس پر زرد رنگ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ عیسٰی رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ پس پھریرے کو آنکھوں سے لگایا اور دریائے حیرت میں ڈوب گئے۔ خیال کیا کہ میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ غرض بازار میں ایک نانبائی کی دکان پر جا پہنچے۔ اُس سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا کہ اس شہر کا نام "افسوس" ہے۔ پھر پوچھا کہ یہاں کے بادشاہ کا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا کہ "عبدالرحمٰن"۔ پھر کہنے لگے کہ اے بھائی! میرے جسم کو جھنجھوڑو، کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ نانبائی نے حیرت سے کہا: تم کیسے انسان ہو؟ مجھ سے باتیں بھی کرتے ہو اور کہتے ہو کہ میں نیند میں ہوں۔

اب تملیخا نے اپنے آپ کو سنبھالا اور جیب سے ایک درہم نکال کر دکاندار کو دیا اور اُس سے روٹیاں طلب کیں۔ نانبائی نے اُس درہم کو دیکھتے ہی حیرت سے کہا: بھلے آدمی یہ تو بتاؤ کہ کیا تمھیں پرانے زمانے کا کوئی خزانہ مل گیا ہے۔ تملیخا نے جواب دیا: اے برادر! پرسوں میں نے اپنی کھجوریں بیچ کر یہ درہم لیا تھا اور شہر چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ کیونکہ شہر والے دقیانوس کو معبود مان کر اُس کی پوجا کرتے تھے اور میں خدائے حقیقی کی عبادت کرتا تھا

www.drhasanrizvi.com

دکاندار یہ سن کر بگڑ گیا اور غصہ میں آکر بولا کہ جو خزانہ تم کو ملا ہے یا تو اُس میں سے مجھے بھی کچھ حصّہ دیدو ورنہ میں تم کو گرفتار کرا کر بادشاہ کے پاس بھجوادوں گا۔ تم ایک ایسے شرابی بادشاہ کے زمانے کا ذکر کرتے ہو جو ربوبیت کا دعویدار تھا جس کو مرے ہوئے تین سو برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ چنانچہ بات بڑھ گئی اور وہ دکاندار اُس کو پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں لے گیا۔ اُس کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ بادشاہ نے نہایت نرمی اور متانت سے کہا کہ اے جوان! گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ نے خزانوں سے خمس وصول کرنے کا حکم دیا ہے پس تم بھی اُس خزانے سے جو تم کو ملا ہے خمس ادا کردو، باقی تم خود استعمال کرو۔ یہ سن کر تملیخا کا حوصلہ بڑھا۔ کہنے لگا: اے بادشاہ! سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے کوئی خزانہ نہیں ملا، اور میں مسافر بھی نہیں ہوں، بلکہ اسی شہر کا باشندہ ہوں۔ بادشاہ نے کہا، اگر تم اس کے باشندہ ہو تو اپنے واقف کاروں کے نام بتاؤ۔ تملیخا نے تقریباً ہزار نام گنوا دیے لیکن اُن میں سے کسی ایک کو بھی بادشاہ نہ جانتا تھا۔ اُس نے کہا کہ ان ناموں کے لوگ یہاں نہیں ہیں اچھا تم اپنا گھر دکھاؤ۔ چنانچہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ چل دیا۔ تملیخا ایک بڑی عمارت کے پاس جا کر ٹھہرا اور کہا یہی میرا گھر ہے۔ چنانچہ دق الباب کیا تو گھر میں سے ایک بہت بوڑھا شخص نکل آیا۔ بادشاہ نے کہا اے شخص! یہ جوان کہتا ہے کہ یہ میرا گھر ہے۔ بوڑھے نے پوچھا اے جوان! تمھارا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا تملیخا بن قسطنطین۔ پس بوڑھا یہ کہہ کر اُس کے قدموں میں گر پڑا، کہ یہ میرے دادا ہیں۔ بادشاہ بھی اُس کی تعظیم کے لیے گھوڑے سے اُتر پڑا اور بولا کہ یہ جوان اُن چھ افراد میں سے ایک ہے جو دقیانوس کے خوف سے بھاگ کر روپوش ہو گئے تھے۔ پھر اُس نے اپنے دوسرے ساتھیوں کا پتہ بتایا۔ بادشاہ اُس کو لیکر غار کی طرف چل دیا۔

جب بادشاہ، تملیخا کی نشاندہی پر غار کے دہانے پر پہنچا تو اُن سے خطاب کرنا چاہا لیکن وہ نہ بولے۔ تملیخا بھی دوبارہ غار میں داخل ہو گیا۔ اور پھر سب کے سب مر کر سو گئے۔ بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی۔ پھر بادشاہ اور اُس کے ساتھیوں نے نشاندہی کے لیے وہاں مسجد تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔

* - - - - (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّھُمۡ اِنۡ یَّظۡھَرُوۡا عَلَیۡکُمۡ (۲۰) یقیناً اگر وہ تم پر قابو پا گئے تو تم کو

یَرۡجُمُوۡکُمۡ اَوۡ یُعِیۡدُوۡکُمۡ فِیۡ سنگسار کر کے چھوڑیں گے، یا پھر تمھیں

مِلَّتِھِمۡ وَلَنۡ تُفۡلِحُوۡۤا اِذًا اپنے مذہب پر واپس لے آئیں گے۔ اور

اَبَدًا ۲۰ ایسا ہو گیا تو پھر تم کبھی ہرگز حقیقی، ابدی

اور بھرپور کامیابی حاصل نہ کر سکو گے۔"

اصحابِ کہف کے قصّے کے نتائج و اسباق

(۱) ہمیں دقیانوسی پرانے نظریات کی اندھی نہیں کرنی چاہیئے۔ ہر بات کو بغیر تحقیق کیے درست نہیں مان لینا چاہیے۔

(۲) فاسد اور خراب ماحول کے خلاف عملی اقدام کرنا ضروری ہے اور باطل کی مخالفت جوانمردی ہے

(۳) اگر ماحول کو ٹھیک کرنے کی طاقت نہ ہو تو خراب ماحول سے ہجرت کر لینی چاہیئے۔

(۴) ایمان اور توحید کی حفاظت کے لیے مال و اولاد اور اقتدار کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

(۵) ظلم و جور کفر و شرک کا ساتھ کسی قیمت پر نہیں دینا چاہیے۔

(۶) وقتِ ضرورت تقیّہ کرنا چاہیے، اپنی جان خواہ مخواہ نہ گنوانی چاہیئے۔

(۷) راہِ خدا ہی سب انسانوں کے لیے مساوات کی راہ ہے، مادّی عہدے کوئی چیز نہیں ہیں۔

(۸) خدا کی راہ پر چلنے والوں کی مشکلوں میں خدا معجزانہ طور پر اُن کی غیبی مدد کرتا ہے۔

(۹) خدا پر بھروسہ کرنا تمام کامیابیوں کی چابی ہے۔

(۱۰) اس واقعہ سے معادِ جسمانی کا برحق ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(ملخص از تفسیر نمونہ) ....

www.drhasanrizvi.com

وَكَذٰلِكَ اَعۡثَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ (۲۱) اور اسی طرح ہم نے اُن کو (شہر والوں کو

لِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ اور خود اُن کو اُن کا حقیقی حال) بتا دیا، تاکہ

وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيۡبَ انھیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا

فِيۡهَا ۚ اِذۡ يَتَنَازَعُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ ہے، اور یہ بھی کہ قیامت کے آنے میں کوئی

اَمۡرَهُمۡ فَقَالُوا ابۡنُوۡا عَلَيۡهِمۡ شک نہیں ہے۔ اور وہ وقت بھی یاد کرو

بُنۡيَانًا ؕ رَبُّهُمۡ اَعۡلَمُ بِهِمۡ ؕ کہ جب وہ لوگ آپس میں اصحاب کہف کے

قَالَ الَّذِيۡنَ غَلَبُوۡا عَلٰٓى معاملہ میں بحث مباحثہ اور جھگڑا کر رہے

اَمۡرِهِمۡ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيۡهِمۡ تھے۔ کچھ نے تو کہا کہ اِن (کے غار کے منھ) پر

مَّسۡجِدًا ۝ ۲۱ ایک دیوار چن دو۔ (کیونکہ) خود اُن کا پالنے

والا مالک ہی اُن کا حال خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ مگر جو لوگ اُن کے معاملات

پر غالب آئے، انھوں نے کہا کہ ہم تو ان (کے غار) پر ایک مسجد بنائیں گے۔

قبر پر عمارت بنانا جائز ہے فقہاء نے آیت کے آخری الفاظ سے نتیجہ نکالا کہ اللہ کے

خاص بندوں کی قبروں پر بطور یادگار کوئی عمارت یا مسجد بنانا جائز ہے۔ *..... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ
كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ
سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا
بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ
وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ
رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا
يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۥ فَلَا
تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً
ظَاهِرًا ۖ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ
مِّنْهُمْ اَحَدًا ۲۲ ع ۳ ۵ ۱۵

(۲۲) اب عنقریب کچھ لوگ تو یہ کہیں گے کہ وہ
تین آدمی تھے جن کا چوتھا کُتا تھا۔ اور کچھ
دوسرے لوگ کہیں گے کہ وہ پانچ آدمی تھے جن کا
چھٹا کُتا تھا۔ یہ سب اٹکل پچو غیب کی[1]
چھپی ہوئی باتیں بتانے کے طور پر ہانک رہے
ہیں جبکہ کچھ اور لوگ یہ کہیں گے کہ وہ سات
آدمی تھے اور اُن کا آٹھواں کُتا تھا۔ آپ
فرمادیں کہ "میرا پالنے والا مالک ہی بہتر
جانتا ہے کہ وہ کتنے آدمی تھے۔ اُن کی تعداد
سوائے چند آدمیوں کے کوئی نہیں جانتا۔" تو آپ
اُن کے بارے میں اُن لوگوں سے بحث مباحثہ نہ فرمائیں سوا اُس بحث کے جو بالکل صاف
ہو۔ اور اُن (اصحابِ کہف) کے بارے میں اُن لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی کچھ نہ پوچھیں۔

---

[1] "رجماً بالغیب" کے معنی بغیر سوچے سمجھے منہ سے بات نکال دینے کے ہوتے ہیں۔ رجم کے معنی پتھروں سے مارنا ہوتا ہے یا پتھر مار مار کر قتل کرنا، لعنت کرنا، برا بھلا کہنا، پھٹکارنا، دھتکارنا بھی ہوتا ہے۔

★ ---- (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۶۲)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ (۲۳) اور کسی چیز کے بارے میں کبھی یہ

فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۲۳ نہ کہا کیجیے کہ کل میں یہ کام کر دوں گا۔

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ (۲۴) مگر (اس شرط کے ساتھ کہا کیجیے) اگر

رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ اللہ چاہے گا۔ اور اگر (بر وقت یہ کہنا)

عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ بھول جائیں تو فوراً اپنے مالک کو یاد

لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۲۴ کر لیجیے اور دعا کیجیے کہ "اُمید ہے کہ

میرا پالنے والا مالک میری اس معاملہ میں اور بھی زیادہ صحیح طریقۂ کار کی ہدایت فرمائے۔

"انشاء اللہ" کہنے کی ہدایت

جناب رسول خدا ؐ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص آئندہ کے بارے میں کوئی بات کہے اور انشاء اللہ نہ کہے تو خدا اُسے اُس کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے اور اس سے اپنی حمایت کو اُٹھا لیتا ہے۔" ★ ...(تفسیر نور الثقلین جلد ۳ صہ ۲۵۲)

★ حضرت امام جعفر صادق ؑ نے اپنے منشی کو خط لکھنے کا حکم دیا۔ جب خط پیش کیا گیا تو اُس میں کہیں "انشاء اللہ" نہیں لکھا گیا تھا۔ حضرت امام ؑ نے فرمایا: "تمھیں ان کاموں کے انجام پانے کی اُمید کیسے ہوئی جبکہ اس میں تم نے انشاء اللہ کہیں نہیں لکھا؟ دیکھو! اس میں جہاں جہاں آئندہ کی بات کہی گئی ہے وہاں وہاں انشاء اللہ لکھو۔" پھر فرمایا: اگر کسی بات کو سال بھر پہلے بغیر انشاء اللہ کے کہا تھا تو یاد آنے پر انشاء اللہ کہہ کر اُس کی تلافی کر لو۔" ★... (نور الثقلین جلد ۳ صہ ۲۵۴)

www.drhasanrizvi.com

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ (۲۵)	غرض وہ اپنے غار میں تین سو
مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا	سال رہے۔ اور اُس پر نَوسال اور
تِسْعًا ۲۵ ○	بڑھ گئے۔ (یعنی تین سو نو سال رہے)
قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا (۲۶)	آپ فرمادیں کہ اللہ خوب جانتا
لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ	ہے کہ وہ کتنا رہے؟ (کیونکہ) اُسی
الْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ	کو آسمانوں اور زمین کی تمام ترچھپی
مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ	ہوئی باتوں کی خبر ہے۔ وہ اُن کو
وَّلِیٍّ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ	خوب اچھی طرح سے دیکھنے والا اور
حُكْمِهٖ اَحَدًا ۲۶ ○	سننے والا ہے۔ اُس کے علاوہ اُن کا

کوئی سرپرست اور دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہے۔ اور وہ اپنی حکومت میں کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔

لہ خدا نے تین سو سال فرمانے کے بعد نو سال کی زیادتی کو الگ سے بیان فرمایا ہے۔ اس کا شاید مطلب یہ ہے کہ شمسی حساب سے اصحاب کہف تین سو سال تک سوتے رہے تھے اور قمری حساب سے ۳۰۹ سال تک سوتے رہے۔ (اس کی تائید حضرت علیؑ نے بھی فرمائی ہے۔)
---- (جلالین) ---- (مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ (۲۷) اور آپؐ اپنے پالنے والے مالک

كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ کی کتاب میں سے، جو آپؐ پر وحی کی گئی

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ ہے (جوں کا توں) سنا دیجیے۔ (کیونکہ)

مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۲۷ اُس کی باتوں کا بدلنے والا کوئی نہیں۔

اور آپؐ اُس کے سوا (اُس سے بچنے کی) کوئی پناہ کی جگہ بھی نہ پائیں گے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ (۲۸) آپؐ صبر سے کام لیتے ہوئے اپنے کو

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ اُن لوگوں کے ساتھ رکھیے جو اپنے پالنے والے

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مالک کو صبح و شام پکارتے رہتے ہیں (کیونکہ)

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ وہ اُسی کی رضامندی اور خوشی کے طالب

تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ ہیں، اور اُن سے ہرگز نگاہ کو پھیریے۔

الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ (کیا) تم لوگ دنیا کی زیب و زینت،

اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ سجاوٹ اور بناوٹ اور ظاہری

www.drhasanrizvi.com

اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ ۲۸ — کی اطاعت نہ کیجئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل چھوڑ رکھا ہے اور جو اپنے ہی نفس کی خواہش کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور اُس کا معاملہ حد سے گذرا ہوا ہے۔

خوبصورتی کو پسند کرتے ہو۔ اور کسی ایسے آدمی

آیت ۲۸ کی شانِ نزول

یہ آیت اصحابِ رسولؐ حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت خبابؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

یہ اصحاب کرامؓ غریب تھے۔ آیت اس طرح اُتری کہ عیینہ بن حصین اور قرع بن حابس اور اُن کے رشتہ دار جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ آپؐ صدر مقام پر تشریف رکھیں اور ان غریب اور ادنیٰ درجے کے لوگوں کو جو بدبودار کپڑے پہنے ہوئے ہیں، ان کو ہم سے دور کر دیں۔ تب ہم آپؐ کے پاس بیٹھیں گے، اور آپؐ سے کچھ حاصل کریں گے ورنہ ہم آپؐ سے کچھ نہ سیکھیں گے۔ ہمیں آپؐ کی خدمت میں آنے سے یہی لوگ روکتے ہیں۔

اِس ناجائز مطالبہ پر یہ آیت اُتری اور رسولِ خداؐ خود اُٹھ کر اُنہی غریب لوگوں کو ڈھونڈنے نکل کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے اُن لوگوں کو مسجد کے پچھلے حصّے میں مصروفِ عبادت پایا۔

اُس وقت جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے موت نہ دی جب تک کہ مجھے یہ حکم نہ دے دیا کہ میں اپنی اُمّت کے ایسے لوگوں کے ساتھ رہنا برداشت کروں جیسے کہ یہ لوگ ہیں، تاکہ میری زندگی بھی اُنھیں لوگوں کے ساتھ ساتھ گذرے، اور میری موت بھی اُنہی لوگوں کے ساتھ ہو۔"

★ - - - (تفسیر جلالین، تفسیر صافی صـ ۳۰۲، تفسیر مجمع البیان، تفسیر علی بن ابراہیم، تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ (۲۹) اور صاف صاف کہدیجیے کہ حق
شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ بات تو وہ ہے جو تمہارے پالنے والے
فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ مالک کی طرف سے (آئی) ہے پس جو چاہے
نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا مانے اور جو چاہے انکار کرے۔ ہم نے بھی
وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ لازمی طور پر ظالموں کے لیے ایک ایسی
كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ آگ تیّار کررکھی ہے جس کی لپٹیں اور
بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ قناطیں انھیں گھیرے میں لے چکی ہیں۔
مُرْتَفَقًا ۲۹ وہاں اگر وہ فریاد کرتے ہوئے پانی بھی

مانگیں گے تو اُن کی فریاد رسی اور خاطر مدارات ایسے کھولتے ہوئے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے اور تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا، جو اُن کے منھ اور چہروں کو بھون کر رکھ دے گا۔ وہ کیا ہی بدترین پینے کی چیز ہوگا، اور ہمیشہ رہنے کے لیے وہ جگہ کتنی بُری ہے۔

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا (۳۰) رہے وہ لوگ جو حق کو مانتے ہیں
الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ اور اچھے اچھے کام پابندی سے کرتے
مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۳۰ ع رہے ہیں، تو یقیناً ہم ایسے نیک عمل
لوگوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کیا کرتے۔

أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ (۳۱) اُن کے لیے تو سدا بہار جنّت کے
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ گھنے اور سرسبز باغات ہیں، جن کے نیچے
يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ نہریں بہ رہی ہیں۔ وہاں اُنھیں سونے
مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ کے کنگنوں سے بنایا سجایا جائے گا اور
ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ باریک ریشم اور اطلس و دیبا کے
وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا سبز کپڑے پہنائے جائیں گے۔ وہ وہاں
عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ط اونچی اونچی مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے
وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ع ۳۱ ہوں گے۔ کیا کہنا اس اجر و ثواب کا۔ اور
کیا ہی اچھی ہے یہ جگہ ہمیشہ آرام سے رہنے کے لیے۔

www.drhasanrizvi.com

سونے کے کنگن

سونے کے کنگنوں کا ذکر اس لیے کیا جارہا ہے کہ پرانے زمانے کے بادشاہ سونے کے کنگن پہنا کرتے تھے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ آخرت میں کافر، فاسق فاجر، ظالم، مشرک ذلیل وخوار ہوں گے اور مومنین وصالحین خواہ دنیا میں غریب ہی کیوں نہ ہوں آخرت کی دوسری زندگی میں بادشاہوں کی شان وشوکت، آن بان، رُعب داب، عزت وآبرو سے رہیں گے۔
٭ ---- (تفہیم)

٭ قرآن کے نزول کے وقت عربوں میں بہت قیمتی کپڑے پہنے جاتے تھے۔ انھیں کپڑوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ سُندُس اور اِستبرق دو قسم کے باریک اور موٹے ریشم کے بنے ہوئے کپڑے تھے، جن میں سونے کے تار استعمال کیے جاتے تھے۔ غرض مراد یہ ہے کہ اہلِ جنت کو بہترین سے بہترین اور خوبصورت ترین لباس عطا ہوں گے۔
٭ ---- (جلالین، مجمع البیان)

آخرت کی نعمتیں

حقیقت یہ ہے کہ آخرت کی نعمتیں ہمارے لیے ایک ہیولیٰ کی طرح ہیں جنھیں ہم بہت دور سے دیکھ رہے ہوں۔ وہاں کی باتیں ہمارے لیے ایک اشارے کی مانند ہیں۔ کیونکہ آخرت کی نعمتیں ہمارے لیے بالکل ایسی ہی ہیں جیسے شکمِ مادر میں موجود بچے کے لیے ہماری دنیا ہے اسی طرح رحمِ دنیا میں ہماری فکر ونظر سب محدود ہے۔ ہم یہاں ابدی نعمتوں کا پورا ادراک نہیں کرسکتے۔

سوال

رہا یہ سوال کہ خدا نے جنت میں تو ریشم کے کپڑوں کا ذکر کیا ہے۔ اور دنیا میں ریشم پہننے کو مردوں کے لیے حرام قرار دیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں ضرورت سے زیادہ زیب وزینت میں کھوجانا طرح طرح کے ظلم اور آخرت سے غفلت کا سبب بنتا ہے۔ انسانوں میں تفرقہ ہوگا، طبقے پیدا ہوں گے جس کے نتیجے میں کینہ، حسد، بغض، عداوتیں اور بالآخر خوں ریزیاں ہوں گی، محرومی کے امراض، دنیا پرستی، جاہ پرستی، مال پرستی کی ہمت افزائی ہوگی۔ خلق اور خلقِ خدا سے دوری ہوگی کیونکہ جنت میں امتحان ختم ہوچکا ہوگا، ہر چیز فراواں ہوگی، اس لیے وہاں یہ تمام خرابیاں پیدا ہونے کا سوال ہی نہ ہوگا۔ اس لیے اہلِ جنت روحانی نعمتوں کے ساتھ ساتھ جسمانی لذتوں سے بھی خوب محظوظ ہوں گے۔
٭ ---- (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ (۳۲) اور اُن کے سامنے دو۲ آدمیوں کی

جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مثال پیش کیجیے جن میں ایک کو تو ہم

مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا نے انگور کے دو۲ باغ دیے اور ان باغوں

بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا کو چاروں طرف سے کھجور کے درختوں کی

زَرْعًا ۳۲ باڑھ سے گھیر دیا ہے۔ اور درمیان میں کھیتی کے لیے زمین رکھی ہے۔

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ أُكُلَهَا (۳۳) دونوں باغوں نے خوب پھل دیے

وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّ اور اُن میں کچھ کمی نہ کی۔ اور اُن باغوں

فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۳۳ کے بیچوں بیچ ایک نہر بھی بہادی۔

شیخی بگھارنے کی مذمت ؎ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: "یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں اُتری ہے کہ جس کے دو۲ بڑے بڑے باغ تھے جن میں بڑی کثرت سے پھل پیدا ہوتے تھے۔ اُن باغوں میں کھیتی بھی بہت اچھی پیدا ہوتی تھی، پانی بھی بکثرت تھا، جبکہ اُن کے مالک کا ایک پڑوسی بہت غریب تھا۔ جس کے سامنے اُن باغوں کے مالک نے بڑی شیخی بگھاری تھی"* ...... (تفسیر صافی صفحہ ۲۰۳، تفسیر قمی)

* حالانکہ یہ شخص کافر تھا، اور پڑوسی غریب تھا لیکن اس نے اپنے مال کو اُخروی کاموں میں لگا دیا۔ اور صابر و شاکر رہا۔ ..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ (۳۴) پھر جب اُسے خوب پھل اور نفع ملا تو
لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا ایک دن وہ اپنے ساتھی سے کہنے لگا: "میں
اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝ ۳۴ تو تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور میرے پاس
تجھ سے کہیں زیادہ طاقتور آدمیوں اور نوکروں کی تعداد بھی ہے۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ (۳۵) پھر وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اس
لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ حالت میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والا
تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ ۳۵ تھا۔ پھر کہنے لگا: "میں تو نہیں سمجھتا کہ یہ
(باغ) کبھی تباہ ہوگا۔

وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ (۳۶) اور میں تو نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم
وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ ہونے والی ہے۔ اور اگر مجھے میرے مالک کی
لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا طرف پلٹایا بھی گیا تو میں تو لازمی طور پر
مُنْقَلَبًا ۝ ۳۶ اس سے بہتر اور شاندار جگہ پاؤں گا۔"

★ باغوں کا مالک کافر اور مشرک تھا اور اس کا ساتھی اس کو قیامت کے قیام سے ڈرایا کرتا تھا۔ لیکن اُس کا خیال تھا کہ اول تو قیامت نہ آئے گی لیکن بالفرض آبھی گئی تو جس طرح اِس دنیا میں خدا نے مجھے نعمات دے رکھی ہیں، وہاں وہ مجھے اِس سے بھی زیادہ دے۔ ★ ... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ (۳۷) یہ سن کر اس کے (غریب) ساتھی نے اس سے
يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي کہا، کیا تو اس ذات کا انکار اور کفر
خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نعمت کرتا ہے جس نے تجھے مٹی اور پھر نطفے
نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۳۷ سے پیدا کیا، پھر تجھے بالکل ٹھیک ٹھاک
پورے کا پورا آدمی بنا کر کھڑا کر دیا۔

لَٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا (۳۸) رہا میں، تو وہی اللہ میرا بھی پالنے
أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۳۸ والا مالک ہے۔ اور میں اپنے پالنے والے
مالک کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔

وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ (۳۹) اور آخر کیوں ایسا نہ ہوا کہ جب تو اپنے
قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ باغ میں داخل ہو رہا تھا تو کہتا 'ماشاءاللہ'
إِلَّا بِاللَّهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے 'لاقوۃ
مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ۳۹ الا باللہ' کسی میں کوئی طاقت نہیں سوا
اللہ کے سہارے کے۔ اگر تم مجھے (اپنے سے) مال اور اولاد میں کم دیکھ رہے ہو۔

www.drhasanrizvi.com

فَعَسٰى رَبِّىۡۤ اَنۡ يُّؤۡتِيَنِ (۴۰) تو عنقریب بہت ممکن ہے کہ میرا
خَيۡرًا مِّنۡ جَنَّتِكَ وَيُرۡسِلَ پالنے والا مالک مجھے تمہارے باغ سے
عَلَيۡهَا حُسۡبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ کہیں بہتر باغ عطا فرمادے اور تمہارے
فَتُصۡبِحَ صَعِيۡدًا زَلَقًا ۙ‏ ۴۰ باغ پر آسمان سے بجلیاں بھیج دے، جس سے
یہ باغ صاف اور چٹیل میدان بن کر رہ جائے۔

اَوۡ يُصۡبِحَ مَآؤُهَا غَوۡرًا فَلَنۡ (۴۱) یا اس کا پانی زمین کے بہت نیچے
تَسۡتَطِيۡعَ لَهٗ طَلَبًا‏ ۴۱ اُتر کر بالکل خشک ہو جائے اور پھر تم
اُسے کسی طرح بھی حاصل نہ کرسکو۔

وَاُحِيۡطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصۡبَحَ (۴۲) اور (بالآخر) اُس باغ کے پھلوں کو گھیرے
يُقَلِّبُ كَفَّيۡهِ عَلٰى مَاۤ اَنۡفَقَ میں لے لیا گیا اور اُس کے سارے پھل برباد ہو گئے اور
فِيۡهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى وہ اپنی اُس لاگت پر ہاتھ ملتا ہی رہ گیا جو اُس
عُرُوۡشِهَا وَيَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِىۡ نے اُس پر لگائی تھی۔ (کیونکہ) اب وہ اپنی چھتوں کے
لَمۡ اُشۡرِكۡ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا‏ ۴۲ ساتھ الٹا گرا پڑا تھا۔ اب وہ کہہ رہا تھا: "کاش میں اپنے
پالنے والے مالک کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔"

www.drhasanrizvi.com

شرک اور تکبر کا انجام

جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا کہ: "اللہ نے اُس باغ پر آگ بھیج دی، جس نے اُس باغ کو جلا کر راکھ کر دیا۔ نیز یہ ہوا کہ اُس باغ کا پانی زمین کے نیچے اُتر کر غائب ہو گیا۔"

* ..... (تفسیر مجمع البیان)

★ انجام یہ ہوا کہ انگور کی چھتریاں تو زمین پر گر کر ڈھیر ہو گئیں اور انگور کی بیلیں اُن چھتریوں پر اُلٹی پلٹی پڑی تھیں۔

* ..... (تفسیر صافی ص۳۰۲)

★ یہ دیکھ کر مالدار باغ کے مالک کو اپنے غریب پڑوسی کی نصیحت یاد آ گئی۔ اب وہ سمجھ گیا کہ باغ کی تباہی تکبر، ناشکری اور شرک کرنے کا نتیجہ ہے۔ اِس لیے اُس نے تمنا کی کہ کاش اُس نے شرک نہ کیا ہوتا۔ (تو یہ باغ تباہ نہ ہوا ہوتا۔)

* ..... (تفسیر صافی ص۳۰۳)

دولت کا غرور اور اُس کا انجام

(۱) اِس داستان میں دولت کے غرور کا انجام بتایا گیا ہے کہ غرورِ دولت کی انتہا؛ شرک، کفر، ناشکری اور تباہی ہے۔ دوسروں پر برتری ذہنی خلل کا ثبوت ہے۔

(۲) دنیا کا عشق رفتہ رفتہ انھیں یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہی ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ پھر وہ یہ کہتا ہے کہ "میں نہیں سمجھتا کہ یہ دنیا کبھی ختم ہو گی۔" یا پھر یوں بڑبڑاتا ہے کہ: "میرا خیال یہ نہیں کہ کبھی قیامت بھی آئے گی۔" آخر کار وہ خود کو مقربِ بارگاہِ خداوندی سمجھنے لگتا ہے۔ پھر وہ یوں بکتا ہے کہ "اگر ہمیں اللہ کی طرف واپس جانا بھی پڑا تو بھی ہمارا مقام یہاں سے بہتر ہو گا۔"

اِن تمام انحرافات کا آغاز دنیا کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینے سے ہوتا ہے۔ اِسی لیے شاید پیغمبر اکرم ؐ نے فرمایا: "حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ" دنیا سے بے انتہا محبت تمام غلطیوں کا سرچشمہ ہے۔"

* .. (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ (۴۳) اب اللہ کو چھوڑ کر اُس کے لیے کوئی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ گروہ نہ تھا جو اُس کی مدد کرتا۔ اور نہ وہ مُنْتَصِرًا ۝ ۴۳ خود ہی اِس قابل رہا تھا کہ اپنے لیے کوئی مدد حاصل کر سکتا۔

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ (۴۴) اب اُسے معلوم ہو گیا کہ حقیقتاً کام بنانے هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ ۴۴ کا سارے کا سارا اختیار تو صرف اللہ کے پاس ہے، جو ایک ثابت حقیقت ہے۔ انعام وہی بہتر ہے جو وہ بخشے، اور انجام وہی بخیر ہے جو وہ دکھائے۔ ع ۱۷

حاصلِ کلام یہ ہے کہ خدا ہی عروج بھی عطا فرماتا ہے اور زوال بھی۔ اُسی کے حکم سے بہاریں بھی آتی ہیں اور خزائیں بھی۔ اگر آج تمھیں خوشحالی میسّر ہے تو اِس خیال میں نہ رہو کہ یہی حالت ہمیشہ باقی رہے گی۔

؎ سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں ❖ ثبات ایک تغیّر کو ہے زمانے میں (اقبال)

★ اچھے بُرے دن خدا لوگوں میں پھیراتا رہتا ہے۔ جس خدا کے حکم سے تمھیں یہ سب نعمتیں ملی ہیں اُسی کے حکم سے یہ سب کچھ چھن بھی سکتا ہے۔ اِس لیے (۱) ہمیشہ خدا کی ناراضگی سے ڈرتے رہو۔ (۲) اُس کی اطاعت کرتے رہو۔ (۳) اور صرف اور صرف اُسی پر بھروسہ رکھو، اور اُسی کی عطاؤں کو تمام کامیابیوں کا راز سمجھو، اُسی سے دعا کرو اور اُسی سے اُمیدیں اور توقعات وابستہ رکھو۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ (۴۵) اور اُن کے سامنے دنیا کی زندگی کی
الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ یہ مثال پیش کیجئے کہ جیسے وہ "پانی ہے"
السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ جسے ہم نے اوپر سے برسا دیا ہے۔ جس سے
الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا زمین کی نباتات بہت زیادہ گھنی ہوگئی،
تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اور اُس کے بعد وہی نباتات بھس بن کر
اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۴۵ چورا چورا ہو کر رہ گئی، جسے اب ہوا ہر طرف
اُڑائے لیے پھرتی ہے۔ (دیکھ لیا کہ) اللہ ہر چیز پر مکمّل قدرت رکھنے والا ہے
اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ (۴۶) (غرض)، مال اور اولاد تو صرف دنیا
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ کی زندگی کی رونق ہیں۔ مگر یہ باقی رہنے
الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ والی نیکیاں ہیں جو تمہارے پالنے والے
ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝۴۶ مالک کے ہاں (اِس دنیا سے) کہیں بہتر ہیں
اجر و ثواب کے لحاظ سے بھی، اور اچھی اُمیدیں باندھنے کی حیثیت سے بھی۔

لے انسان کے اعمال تو فنا ہو جاتے ہیں مگر اُن کے نتائج دائمی طور پر قائم رہنے والے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

اسی لیے اعمالِ صالح کو قرآن میں "باقیات الصالحات" یعنی: "باقی رہنے والی نیکیاں" فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دائمی ثواب یا عذاب کا سبب ہمارے اعمال ہی ہوتے ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنّت بھی، جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں، نہ نوری ہے نہ ناری ہے
*...... (اقبالؔ)

★ ایسے اعمالِ باقیۂ صالحہ میں ہر وہ عمل شامل ہے جو خدا کی معرفت، اطاعت اور محبت کی طرف لے جانے والا ہو۔
*.... (ابنِ عربی)

باقیات الصالحات ("یعنی" ہمیشہ باقی رہنے والی نیکیاں)

اکثر پرانے مفسرین نے آیت کا مفہوم بہت محدود لیا ہے۔ حقیقتاً باقی رہنے والی نیکیوں کا مفہوم بہت زیادہ وسیع ہے۔ ہر نیکی باقیات الصالحات ہے۔ اگر وہ خدا کے قرب یا خدا سے اجر لینے کے لیے انجام دی گئی ہو۔ البتہ روایات میں تسبیحاتِ اربعہ (یعنی) "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ"۔ نمازِ پنجگانہ اور نمازِ تہجد اور آلِ محمدؐ کی محبت کو باقیات الصّالحات کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں بھی باقیات الصالحات ہیں لیکن ان روایات کا مطلب یہ نہیں کہ بس یہی چیزیں باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔ (البتہ باقی رہنے والی نیکیوں میں یہ چیزیں بہت اہم اور قابلِ ذکر فرد ہیں۔)
*..... (تفسیر نمونہ)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: "ہماری محبّت کو کمتر نہ سمجھو، کیونکہ یہ باقیات الصّالحات میں سے ہے۔"
*.... (تفسیر نور الثقلین۔ تفسیر انوار النجف)

★ جانی ومالی نقصانات پر صبر کرنا بھی باقیات الصّالحات میں سے ہے۔
*.... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى (۴۷) اور اُس دن جب ہم پہاڑوں تک کو
الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنٰهُمْ چلا دیں گے، اور تم زمین کو بالکل چٹیل
فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۴۷ صاف کھلا ہوا دیکھو گے۔ اور ہم سب کو
اِس طرح جمع کر دیں گے کہ (اگلوں پچھلوں میں سے) کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے۔
وَعُرِضُوا عَلَى رَبِّكَ صَفًّا (۴۸) اور سب کے سب تمہارے پالنے
لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ والے مالک کے سامنے قطار باندھے
أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ پیش کیے جائیں گے (دیکھا!) اب
نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا ۴۸ آ گئے نا تم ہمارے پاس، بالکل اُسی
طرح جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ تم تو یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہم
نے تمہارے لیے کوئی وعدے کا وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے۔

آیت کا مطلب یہ ہے

ف کہ جب تم مر کر اُٹھو گے تو زمین پر نہ کوئی عمارت ہوگی، نہ پہاڑ ہوں گے، اور نہ درخت ہوں گے۔ (بلکہ ایک چٹیل صاف ستھرا میدان ہی میدان ہوگا)
ـــ ـــ ـــ (مجمع البیان)

★ انسان بھی جس طرح اکیلا بھیجا گیا تھا، اُسی طرح بالکل اکیلا، بے بس اور تمام زینتوں اور آرائشوں سے الگ تھلگ خدا کے سامنے (اپنا اعمالنامہ لیکر) حاضر ہوگا۔ (تفسیر تبیان - جلالین)

www.drhasanrizvi.com

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى (۴۹)	اب تمہارے عمل کی کتاب تمہارے
الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ	سامنے رکھدی جائے گی۔ تو اُس وقت
مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا	تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اُس چیز سے
مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ	(بُری طرح) ڈر رہے ہوں گے جو اُن کے
صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا	اعمال کی کتاب میں لکھا ہے۔ اور کہہ رہے
اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا	ہوں گے: "ہائے ہماری کمبختی! یہ کیسی
عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ	کتاب ہے کہ جو ہماری کسی چھوٹی اور بڑی
رَبُّكَ اَحَدًا ۴۹ ع	حرکت کو لکھے اور گھیرے بغیر چھوڑتی ہی

ع ۶ / ۱۸

نہیں"۔ غرض جو کچھ بھی اُنھوں نے کیا تھا، وہ سب کا سب اپنے سامنے موجود پایا۔ اور (دیکھ لیا کہ) تمھارا پالنے والا مالک کسی پر ظلم یا زیادتی نہیں کیا کرتا۔

ہر انسان کو ایک نوشتہ دیا جائے گا

فرزندِ رسولؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: "قیامت کے دن ہر انسان کو ایک نوشتہ دیا جائے گا، اور اُس سے کہا جائے گا کہ اِس کو پڑھ۔ جب وہ اُسے پڑھے گا، تو اُسے اپنے سارے کرتوت (اعمال) یاد آجائیں گے۔ یہاں تک کہ پلکوں کا جھپکانا اور کوئی ذرا سی بات بھی جو اُس نے

www.drhasanrizvi.com

کی تھی، یا کوئی قدم اُٹھایا تھا۔ غرض کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی ایسی نہ ہوگی جو اُس نے کی ہو اور اُس نوشتہ میں نہ لکھی ہو۔ اور اُس کے پڑھتے ہی اُسے وہ تمام باتیں اس طرح یاد آتی جائیں گی جیسے اُس نے یہ سب کام ابھی ابھی کیے ہیں۔ اسی لیے سب کے سب گھبرا گھبرا کر یہ کہیں گے: "ہماری خرابی اور بدبختی! یہ کیسی تحریر ہے جو نہ ہماری کسی چھوٹی سی بات کو چھوڑتی ہے اور نہ کسی بڑی بات کو۔"

(تفسیر صافی صفحہ ۲۴۷ بحوالہ تفسیر عیاشی، تفسیر نور الثقلین جلد ۳ صفحہ ۲۶۷)

نوٹ: ممکن ہے وہ تحریر فلم کی شکل میں ہو کہ جس میں ہم اپنے ہر چھوٹے بڑے عمل کرتے ہوئے دیکھ لیں، جس طرح کمپیوٹر کا بٹن دباتے ہی تمام حسابات اچانک سامنے آجاتے ہیں۔ (مؤلف)

نامۂ اعمال تین قسم کے ہوں گے

آیاتِ قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن تین قسم کے نامۂ اعمال ہوں گے۔

(۱) "یہ وہ کتاب ہے جس میں سب کے نامۂ اعمال لکھے ہوں گے۔

(۲) وہ کتاب جو ہر اُمت کے لیے الگ الگ ہوگی۔" فرمایا: "ہر اُمت اپنی کتاب اور اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلائی جائے گی۔"

(۳) ہر انسان کی الگ الگ کتاب ہوگی۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا: "ہر انسان کی کتاب ہم نے اُس کے گلے میں ڈال دی ہے اور قیامت کے دن ہم اُس کتاب کو باہر نکالیں گے۔"

(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱۳)　(تفسیر المیزان جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۸)

★ آخر میں خدا کا یہ فرمانا کہ: "تمہارا پالنے والا مالک کسی پر ظلم نہ کرے گا۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کام کسی نے نہ کیا ہوگا (یا جس کا وہ ذمہ دار نہ ہوگا) وہ کام اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا ہوا نہ ہوگا اور نہ خدا کسی نیکی پر ثواب کم کرے گا۔ اور نہ کسی بُرائی کرنے والے کو اُس کی بُرائی سے زیادہ سزا دے گا۔"

(تفسیر صافی صفحہ ۲۴۷)

★ البتہ بُرائیوں کو معاف فرمائے گا اور نیکیوں کا ثواب بہت بڑھا چڑھا کر دے گا۔ کیونکہ یہ ظلم نہیں، بلکہ فضل و کرم یا رحم و عطا ہے۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا (۵۰) اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کر لیا،
كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ سوا ابلیس کے، جو جنوں میں سے تھا۔
عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وہ اپنے پالنے والے مالک کی اطاعت
وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ کے دائرے ہی سے نکل گیا۔ تو کیا اب
وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ط بِئْسَ تم لوگ مجھے چھوڑ کر اُس کو اور اُس کی
لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۵۰ اولاد کو اپنا دوست یا سرپرست
بناؤ گے، حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں؟ یہ بہت ہی بُرا بدل ہے جو ظالم لوگ
اختیار کر رہے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تو فرمایا: "ابلیس جنوں میں سے تھا، مگر فرشتوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ یہ اتنی عبادت کرتا تھا کہ فرشتے سمجھتے تھے کہ یہ ہم ہی میں سے ہے۔ لیکن خدا تو جانتا تھا کہ وہ اُن میں سے نہیں ہے۔ (جب سجدے کا حکم دیا گیا اور اُس نے انکار کیا تو اُس کی حقیقت معلوم ہو گئی۔) ★ - (تفسیر نور الثقلین جلد ۳ صفحہ ۲۶۷)

★ آیت میں لوگوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ: کیا تم شیطان کا طریقہ اختیار کرتے ہو جو تمہارا دشمن ہے اور میری بات کو قبول نہیں کرتے، حالانکہ میں تمہارا مہربان خالق ہوں، پھر مجھے چھوڑ کر حق کی لوچار کرتے ہو۔ ★ --- (ملخص تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ (۵۱) میں نے اُنھیں آسمانوں اور زمین
وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ کے پیدا کرتے وقت سامنے کھڑا نہیں
وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ کیا تھا، اور نہ خود اُن کی اپنی تخلیق کے
عَضُدًا ۝ ۵۱ وقت اُنھیں بُلا کر اُس کا گواہ بنایا تھا
اور میں ایسا ہوں بھی نہیں کہ گمراہوں کو اپنا مددگار بنالوں۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ (۵۲) اور (کیا حشر ہوگا اُن لوگوں کا)
الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ اُس دن جب خدا کہے گا کہ "جن جن
فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا کو تم میرا شریک سمجھتے تھے اب اُن کو
بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ ۵۲ پُکارو۔" تو اُنھوں نے اُن کو پکارا لیکن
اُن شریکوں نے نہ اُنھیں کوئی جواب ہی دیا، اور نہ وہ اُن کی مدد کے لیے آئے۔ پھر ہم نے
اُن دونوں کے لیے ایک مشترک ہلاکت اور تباہی کا گڑھا بنا دیا۔

آیت کا پیغام ۱؎ قرآن اور اس آیت کا ایک اہم پیغام یہ ہے کہ اللہ کے احکامات اور اُس کی ہدایات کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے احکامات و ہدایات کی پیروی کرنا دراصل اُس دوسرے کو خدا کی خدائی میں شریک ٹھہرانا ہوتا ہے۔ اگرچہ واضح طور پر الفاظ میں اُس کو خدا کا شریک نہ بنایا جاتا ہو۔ آج دنیا والے شیاطین اور آمروں پر لعنتیں بھی بھیجتے ہیں، مگر انہی کے احکامات کی تعمیل بھی کرتے ہیں۔ یہ عملی شرک ہے۔ ..... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا (۵۳) اور جب اُن سارے مجرموں نے آگ

اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ کو دیکھ لیا تو وہ سمجھ گئے کہ اب اُن کو اُس

يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۵۳ ع میں گرنا ہی ہے۔ پھر انھوں نے نہ تو اُس ع ۴ ۱۹

آگ سے بچنے یا دور بھاگنے کا کوئی طریقہ پایا اور نہ کوئی پناہ کی جگہ پائی۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ (۵۴) اور ہم نے تو قرآن میں لوگوں کو طرح طرح

لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ سے ہر ہر چیز کی مثال پیش کر کر کے سمجھایا،

الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۵۴ مگر انسان جھگڑا کرنے میں ہر چیز سے بڑھ چڑھ کر نکلا

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا (۵۵) آخر اُن لوگوں کو ہدایت جیسی (اچھی)

اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا چیز کے آجانے کے بعد حق کے ماننے

رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ اور اپنے پالنے والے مالک سے (اپنے گناہوں پر)

الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ معافی مانگنے سے کس چیز نے روکا؟ اب اِس

قُبُلًا ۵۵ کے سوا کچھ نہیں کہ وہ انتظار کر رہے ہیں اُن کے سامنے

بھی وہی کچھ آجائے جو پچھلے (نافرمانوں) کے سامنے آیا تھا۔ یا پھر وہ عذاب کو سامنے سے آتا ہوا دیکھ لیں۔

www.drhasanrizvi.com

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ (۵۶) اور ہم نے رسولوں کو اس کام کے

اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَ سوا اور کسی کام کے لیے نہیں بھیجا کہ وہ

يُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (نیک کام کرنے والوں کو) خوشخبریاں دیں

بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ یا (برے کاموں کے انجام سے) ڈرائیں، مگر

الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ جو حق کے انکاری ہیں وہ غلط دلیلوں سے

اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝۵۶ بحث کرتے ہیں تاکہ حق کو نیچا

دکھا کر دبا دیں۔ اور اس طرح انھوں نے میری نشانیوں اور دلیلوں کو، بلکہ اُن تنبیہوں اور دھمکیوں تک کو جن سے اُن کو ڈرایا گیا تھا، مذاق بنا لیا۔

اس آیت کا پیغام

یہ ہے کہ ہٹ دھرم، مغرور اور حق کی تلاش نہ رکھنے والے لوگ کبھی ایمان نہیں لاتے۔ یہ صرف عذاب دیکھ کر ایمان لائیں گے جو اضطراری ایمان ہوگا اور ناقابلِ قبول ہوگا۔ اصل میں اُن لوگوں کو کوئی انتظار نہ تھا۔ البتہ ان کی کیفیت ایسی تھی کہ گویا وہ خدا کے عذاب کے انتظار میں ہیں۔ اصل میں یہ ایک خوبصورت کنایہ اور بلیغ ترین انداز ہے جیسے ہم کسی بدمعاش سے یہ کہیں کہ "تو بس یہ چاہتا ہے کہ تجھے جیل میں ڈال دیا جائے"۔ حالانکہ وہ چاہتا ہی نہیں لیکن اُس کے کرتوت بتا رہے ہیں کہ یہ جیل جا کر ہی رہے گا۔ غرض تکبر، سرکشی اور غفلت انسان کو اس حالت تک پہنچا دیتی ہے کہ پھر گذشتہ لوگوں کی تاریخ، عقلی دلائل، کوئی چیز اُس پر اثر نہیں کرتی۔

(ملخص از تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ (۵۷)	اور اُس شخص سے بڑھ کر حد سے تجاوز
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا	کرنے والا ظالم اور کون ہوگا جسے اُس کے
وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا	پالنے والے مالک کی آیتوں کے ذریعہ
جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً	نصیحت کی جائے، اور وہ اُن سے منھ
اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ	پھیر پھیر لے۔ اور وہ اُن (گناہوں تک کو)
وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى	بھول جائے جن کو خود اُس کے ہاتھوں نے
الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا	کیا ہے۔ بیشک ہم نے اُن کے دلوں پر
اِذًا اَبَدًا ۵۷	پردے ڈال دیے ہیں جو انھیں قرآن دیا)

حقیقت کی دلیلوں کو نہیں سمجھنے دیتے، اور اُن کے کانوں میں ہم نے گرانی پیدا کردی ہے۔ اب اگر آپؐ انھیں سیدھے راستے کی طرف بلائیے گا تو بھی وہ اس حالت میں ہیں کہ کبھی ہرگز سیدھے راستے پر نہ آئیں گے۔

انبیاءؑ کرامؑ کو بھیجنے کا مقصد

امیرالمومنین حضرتؑ علی علیہ السلام نے فرمایا: "انبیاء کرامؑ کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ (۱) انسانوں کو اپنی فطرت کے تقاضوں کو پورا کرنے پر اُبھاریں اور (۲) خدا کی بھولی ہوئی نعمتوں کو یاد کریں (۳) اپنی تبلیغ کے ذریعہ اتمام حجت کریں (۴) اور عقل کے چھپے ہوئے خزانوں کو ظاہر کریں۔"

(نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ط (۵۸) جبکہ آپؐ کا پالنے والا مالک تو بڑا ہی
لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر
لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ط بَلْ وہ اُنھیں اُن کے گناہوں کی سزا میں
لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا پکڑنا چاہتا تو جلدی سے اُن پر اپنا عذاب
مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۝ ۵۸ بھیج دیتا۔ مگر اُن کے لیے (موت یا قیامت کے)
وعدے کا ایک دن مقرّر ہے۔ اور وہ اُس سے بچ کر بھاگ نکلنے کا کوئی راستہ نہ پائیں گے۔

وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ (۵۹) اور یہ ہیں وہ بستیاں جن کو ہم نے
لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ تہس نہس، تباہ و برباد کر ڈالا۔ جب
مَّوْعِدًا ۝ ع ۵۹ اُن لوگوں نے ظلم وستم سے کام لیا تو ہم نے ع ۹ ۲۰
بھی اُن میں سے ہر ایک کی ہلاکت کے لیے ایک وقت مقرّر کر دیا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ (۶۰) اور جب موسیٰؑ نے اپنے جوان سے کہا کہ
اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ میں تو سفر جاری رکھوں گا جبتک کہ اُس جگہ
الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ ۶۰ نہ پہنچ جاؤں جہاں دو سمندر ملتے ہیں،
ورنہ میں ایک لمبے عرصے تک چلتا ہی رہوں گا۔

www.drhasanrizvi.com

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا (٦١) تو جب وہ اُن دونوں سمندروں کے ملنے
نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ کی جگہ پر پہنچے تو وہ دونوں اپنی مچھلی کو
فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ ٦١ بھول گئے، تو اُس نے ایک سرنگ کی طرح
سمندر میں اپنا راستہ بنالیا۔

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا (٦٢) اب جو وہ آگے بڑھے تو موسیٰؑ نے اپنے
غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ جوان ساتھی سے کہا کہ: "لاؤ ہمارا ناشتہ،
سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ۝ ٦٢ آج کے سفر میں تو ہم بری طرح تھک گئے۔

حضرت موسیٰؑ کا جوان

فرزندِ رسولؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "یہ جوان جس کا ذکر اس آیت میں ہے حضرت یوشعؑ بن نونؑ بن افرائیمؑ بن حضرت یوسفؑ تھے۔ چونکہ وہ حضرت موسیٰؑ کی خدمت اور پیروی کرتے تھے اس لیے خدا نے اُن کو حضرت موسیٰؑ کا جوان (فتیٰ) فرمایا۔
★ ۔۔۔۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۰۵ بحوالہ الاکمال، عیاشی، قمی)

"مجمع البحرین" وہ مقام ہے جہاں فارس اور روم کے سمندر ملتے ہیں، یہی وہ جگہ جس کی نسبت حضرت موسیٰؑ سے خدا نے وعدہ کیا تھا کہ وہاں حضرت خضرؑ مل جائیں گے۔ ★ ۔۔۔۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۰۵)

میں سب سے بڑا عالم ہوں

حضرت موسیٰؑ نے ایک شخص کے سوال کے جواب میں یہ کہدیا کہ "میں ہی سب سے بڑا عالم ہوں"۔ یہ حضرت موسیٰؑ کا ترکِ اَولیٰ تھا جس کی اصلاح کے لیے خدا نے اُنھیں حضرت خضرؑ کے پاس جانے کا حکم دیا۔ (تاکہ اُن سے علم حاصل کریں)
★ ۔۔۔۔ (مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى (۶۳) ساتھی نے کہا: ”کیا آپؑ نے دیکھا تھا

الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ کہ جب ہم ایک چٹان میں پناہ لیے ہوئے

الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا تھے تو اُس وقت مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا۔

الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَ اور شیطان نے تو مجھے ایسا غافل کر دیا کہ

اتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ میں آپؑ سے اُس کا ذکر کرنا تک بھول گیا

عَجَبًا ۝ ۶۳ — اور مچھلی نے تو عجیب طریقے سے (نکل کر) اپنا راستہ سمندر میں بنا لیا۔

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ (۶۴) موسیٰؑ نے کہا: ”اُسی منزل کی تو ہمیں

فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۙ ۶۴ تلاش تھی۔“ پھر وہ اپنے قدموں کے نشانوں کو کو ڈھونڈتے ہوئے پلٹے

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ (۶۵) پس اُن دونوں نے وہاں ہمارے بندوں

اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا میں سے ایک بندے کو پایا۔ جسے ہم

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ ۶۵ نے اپنی طرف سے خاص رحمت عطا کی تھی

اور اپنی جناب سے ایک خاص علم سکھایا تھا۔

www.drhasanrizvi.com

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ ٦٦

(٦٦) موسیٰؑ نے اُن (خضرؑ) سے کہا: "کیا میں آپؑ کے پیچھے پیچھے چل سکتا ہوں، تاکہ آپؑ مجھے بھی اُس علم اور ہدایت میں سے کچھ عطا فرمائیں جو آپؑ کو سکھایا گیا ہے (یا) آپ مجھے بھی اُس کے حاصل کرنے کا صحیح طریقہ بتا دیجئے گا۔

قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ ٦٧

(٦٧) اُنھوں نے فرمایا: "آپؑ میرے ساتھ (رہ کر) صبر نہیں کر سکیں گے۔

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ۝ ٦٨

(٦٨) اور جس چیز کے علم کا آپؑ احاطہ ہی نہ کر سکیں، اُس پر آپؑ کیونکر صبر کر سکتے ہیں۔

قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۝ ٦٩

(٦٩) موسیٰؑ نے عرض کی: "اگر اللہ نے چاہا تو آپؑ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ اور میں کسی بھی معاملے میں آپؑ کی نافرمانی نہ کروں گا۔

قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ ٧٠ ع ۹

(٧٠) اُنھوں نے فرمایا: "اچھا اگر آپؑ میرے پیروکار ہو کر میرے پیچھے پیچھے چلنا ہی چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھیے گا جب تک کہ میں خود اُس کا ذکر آپؑ سے نہ کروں۔"

www.drhasanrizvi.com

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓی اِذَا رَكِبَا (۷۱) اب وہ دونوں چل دیے، یہاں تک کہ
فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ جب کشتی پر بیٹھے تو اُن بزرگوار (حضرت خضرؑ)
اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ نے کشتی میں سوراخ کردیا۔ تو موسیٰؑ نے کہا:
لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا ۷۱ "آپؑ نے تو اس میں سوراخ کردیا تاکہ آپؑ اِس
میں بیٹھنے والوں کو ڈبو دیں؟ یہ تو آپؑ نے بڑی سنگین اور سخت بات کر ڈالی۔"

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ (۷۲) اِس پر خضرؑ نے کہا: "کیا میں نے تم سے
تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ۷۲ نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ (رہ کر) صبر نہیں
کرسکو گے؟"

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا (۷۳) موسیٰؑ نے عرض کی: "میری بھول چوک
نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ پر مجھے نہ پکڑیے اور مجھ پر میرے اس معاملے
اَمْرِیْ عُسْرًا ۷۳ میں زیادہ سختی نہ فرمائیے۔"

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓی اِذَا لَقِیَا (۷۴) اس کے بعد پھر وہ دونوں آگے بڑھے
غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ یہاں تک کہ اُن کو ایک لڑکا ملا، تو اُس
نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ؕ (خضرؑ) نے اُسے قتل کر ڈالا۔ موسیٰؑ نے
لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُّكْرًا ۷۴ کہا: "ارے آپؑ نے تو ایک بے گناہ کی
جان لے لی (یا) آپؑ نے تو ایک پاک جان کو بغیر کسی دوسری جان کے بدلے قتل
کر ڈالا! یہ تو آپؑ نے بہت ہی بُرا کام کر دکھایا۔"

www.drhasanrizvi.com

طریقہ و آدابِ قرأت و مخارجِ حروف

قرآنِ کریم کے پڑھنے میں حرفوں کا صحیح طریقہ پر ادا کرنا۔ مثلاً "ض" کی جگہ "ظ" نہ ہو جائے۔ وہ حروف جن کی آواز ملتی جلتی ہے مثلاً ض، ظ، ذ، ز اور س، ص، ث وغیرہ کو عام طور ایک سی آواز سے پڑھا جاتا ہے جو غلط ہے۔ ان حروف کے فرق کو واضح کرنے کے لیے حسبِ ذیل اختیار کیا جائے۔

حروف کو ان کے اصل مخارج سے ادا نہ کیا جائے گا تو معنوں میں تبدیلی واقع ہو جائے گی اور اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ مثلاً: "عَلیٰ" کو "ع" کے مخرج سے ادا نہ کیا اور "الف" کے مخرج سے ادا کیا جائے (جیسا عوام میں رائج ہے)، تو وہ عَلیٰ کے بجائے "اَلیٰ یا اَلاٰ" بن جائے گا اور معنی میں تبدیلی واقع ہو جائیگی۔ عَلیٰ کے معنی "اوپر" اور اَلا کے معنی خبردار ہو یا آگاہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازیں تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کی جانی چاہیے۔ تیزی یا روانی سے تلاوت کرنے میں ایک مفہومِ آیت دوسرے مفہوم سے مل کر غلط ہو جاتا ہے۔ مثلاً۔ ایک جملہ ہے کہ: "روکو مت جانے دو" اس کو روانی سے پڑھا جائے تو مطلب اثبات میں نکلے گا اور اگر ٹھہر کر پڑھا جائے تو مطلب نفی میں نکلے گا۔ قرآن مجید نے خود فرمایا ہے کہ: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو) (سورۃ مزمل)

حروف	(حروف کو کیسے ادا کیا جائے) مخارج حروف
ء - ھ	دونوں حروف کو ابتدائے حلق سے
ع - ح	وسطِ حلق سے
غ - خ	انتہائے حلق سے
ق	زبان کی جڑ اور اوپر کے تالو سے
ک	ق کے مخرج سے تھوڑا سا ہٹ کر۔ یعنی پہلے
ج - ش - ی	زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے
ض	زبان کے کنارے اور داڑھوں کی جڑ کے قریب سے۔ یعنی تمام کنارے زبان کے لگانے میں بائیں طرف کے اوپر داڑھوں کی جڑ سے یا دائیں طرف سے۔ لیکن بائیں طرف سے آسان ہے۔
ل	زبان کی نوک کے قریب سے اور اوپر کے تالو سے۔
ر	زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے پیچھے سے۔ نون کے مخرج کے بعد
ن	زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے۔
ط ت	زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کی جڑ سے۔
ظ ز ث	زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے
س ص ذ	زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے
ف	نیچے کے ہونٹ کے اندر اور اوپر کے دانتوں کے کنارے سے
ب م و	ہونٹوں کے درمیان سے
ا	فضائے دہن سے۔ لیعنی الف دراصل ایک ہوا کی مانند ہے جو اندر سے نکلتی ہے

* (ماخوذ از قرآن الکریم۔ مولانا فرمان علی اعلی اللہ مقامہٗ)